علیؑ صراط اللہ المستقیم
تالیف: حجۃ الاسلام شیخ ضیاء جواہری
ترجمہ: سید محمد نقوی النجفی

علیٰ صراط اللہ المستقیم

تالیف: حجۃ الاسلام شیخ ضیاء جواہری

ترجمہ: سید محمد نقوی النجفی

شناسنامه کتاب

نام کتاب : علیٰ صراط اللّٰه المستقیم

تالیف: حجة الاسلام شیخ ضیاء جواهری

ترجمه: سید محمد نقوی النجفی

ناشر: مؤسسه امام علیؑ، قم المقدسه، ایران

تاریخ نشر: چاپ اول ۱٤۲٤ه‍ ۱۳۸۲ه‍ ش

قیمت:

علی صراط الله المستقیم باللغة الاردو

نام کتاب: علیٰ صراط اللہ المستقیم

تالیف: حجۃ الاسلام شیخ ضیاء جواہری

ترجمہ: سید محمد نقوی النجفی

ناشر: مؤسسہ امام علیؑ، قم المقدسہ، ایران

تاریخ نشر: چاپ اول ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء

قیمت:

فہرست عناوین کتاب

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
عرض مترجم	۱۹
مقدمہ	۲۱
مقدمہ مؤلف	۳۱
پہلی فصل:	۴۱
محل ولادت اور کرامات جلی	۴۳
امتیازات اور خصائص	۴۷
اسم گرامی	۴۷
کنیت	۴۸
لقب	۴۸
نسب شریف	۴۹
حلیہ	۵۰

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

دوسری فصل: ۵۱

سب سے پہلے مؤمن ۵۳

قران اور فضائل علی ۶۲

آپ اور آپ کے اہل بیتؑ ہی طاہر و مطہر ہیں ۸۰

تیسری فصل: ۹۳

آنحضرتؐ کے فرامین کے مطابق امت میں اہلبیتؑ کی عظمت ۹۵

حدیث ثقلین ۹۵

حدیث سفینہ ۱۰۰

حدیث باب حطہ ۱۰۲

میری امت کی امان میرے اہلبیت ہیں ۱۰۴

صادق اور امین کی زبان سے وحی الٰہی کے نمونے ۱۱۱

مقدمہ ۱۱۱

حدیث دار ۱۱۴

حدیث الرایہ ۱۱۵

حدیث غدیر ۱۱۷

حدیث مواخاۃ ۱۱۸

حدیث طائر ۱۱۸

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

حدیث سدالابواب ____ ۱۱۸

حدیث الایات (سورہ براۃ کے متعلق) ____ ۱۲۰

حدیث طائر ____ ۱۳۱

چوتھی فصل: ____ ۱۳۵

صفات کمال ____ ۱۳۷

(۱) علم ____ ۱۳۸

مکارم اخلاق ____ ۱۴۲

علم تصوف ____ ۱۴۳

علم کلام ____ ۱۴۴

علم میراث ____ ۱۴۴

مسئلہ دینار ____ ۱۴۵

علم بلاغت اور علم بیان ____ ۱۴۶

(۲) شجاعت ____ ۱۵۲

(۳) قوت بازو ____ ۱۵۶

(۴) زہد و تقویٰ ____ ۱۶۰

۵۔ عبادت اور پرہیزگاری ____ ۱۶۵

(۶) عدل ____ ۱۶۶

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

(۷) جہاد فی سبیل اللہ ۱۷۰
(۸) حلم اور عفو ۱۷۹
(۹) جود و سخاوت ۱۸۴
(۱۰) حضرت امیرؑ کا لوگوں کو غیب کی خبر دینا ۱۸۸
(۱۱) مضبوط رائے، حسن تدبیر و سیاست ۱۹۶
(۱۲) راسخ الایمان ۲۰۳
(۱۳) تواضع اور کریمانہ افعال ۲۰۸
(۱۴) امیر المومنین اور خوف الٰہی ۲۱۴
(۱۵) طہارت اور عصمت مطلقہ ۲۱۷
پانچویں فصل: ۲۲۳
زندگی کے مختلف حالات میں آپؑ کے خصوصی امتیازات ۲۲۳
کعبہ میں آپؑ کی ولادت ۲۲۵
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں آپؑ کی تربیت ۲۲۵
(۱) عبادت ۲۲۷
(۲) دعوت ذوالعشیرہ ۲۲۷
(۳) شب ہجرت ۲۲۸
(۵) مواخات (رشتہ اخوت) ۲۲۹

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

(۵) جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ آپ کی شادی ۲۳۰

(۶) میدان جہاد میں آپ کے امتیازات ۲۳۱

جنگ بدر ۲۳۱

جنگ احد ۲۳۲

جنگ خندق ۲۳۳

جنگ وادی رمل ۲۳۳

جنگ بنی قریضہ، بنی مصطلق، صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر ۲۳۴

(۷) نفس رسول ۲۳۶

(۸) حدیث سد ابواب ۲۳۷

(۹) سورہ برائت کی تبلیغ ۲۳۹

(۱۰) آپ کی شان میں کثیر آیات کا نزول ۲۴۰

(۱۱) سورج کا پلٹنا ۲۴۰

(۱۲) حق اور علیؑ ساتھ ساتھ ۲۴۲

(۱۳) محبت علیؑ ۲۴۳

(۱۴) فضائل علیؑ ۲۴۴

(۱۵) امیر المومنین ۲۴۶

(۱۶) خم غدیر ۲۴۸

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
(۱۷) بت شکن	۲۵۲
(۱۸) قربت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۵۲
(۱۹) دعوی سلونی	۲۵۵
چھٹی فصل:	۲۵۷
رحلت پیغمبر کے بعد آپ پر مظالم	۲۵۹
حسد اور کینہ	۲۵۹
رسول اللہ کا ایک حصہ	۲۶۰
مظلوم کائنات	۲۶۲
وصیت رسول	۲۶۳
پیراہن خلافت	۲۶۴
مکالمہ حضرت عمر اور حضرت ابن عباس	۲۶۴
ایک اور گفتگو	۲۶۶
احساس ندامت	۲۶۶
عمر اور ابن عباس کی گفتگو	۲۶۷
حضرت عمر کا استدلال	۲۶۸
اجنبی کا تعجب	۲۶۹
سوال وجواب	۲۶۹

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

حضرت عمر کا حسن سلوک	۲۷۱
حضرت عمر کی پریشانی	۲۷۳
حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی ایک اور گفتگو	۲۷۵
بزرگوں کی باتیں	۲۸۱
حضرت ابوبکر کی پریشانی	۲۸۲
قریش کا حقیقی مقصد	۲۸۴
استدلال علی علیہ السلام	۲۸۵
ساتویں فصل:	۲۸۹
خلفاء کا مشکلات میں آپکی طرف رجوع	۲۹۱
حضرت ابوبکر کی پریشانی	۲۹۲
حضرت ابوبکر اور شرابی	۲۹۲
منکرین زکات کے بارے میں مشورہ	۲۹۴
حضرت عمر اور مجنون	۲۹۴
حضرت عمر اور شش ماہ بچے کی ماں	۲۹۶
حضرت عمر کے سامنے گنہگار عورت کا اقرار	۲۹۷
حضرت عمر کے سامنے بیوی کی شکایت	۲۹۸
حضرت عمر اور شرابی	۲۹۹

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
اقرار گناہ اور رجم	۳۰۱
لونڈی کی طلاق	۳۰۱
عدت میں نکاح	۳۰۲
عجمیوں کے خطوط اور حضرت عمر کی پریشانی	۳۰۳
حضرت عمر کے مولا	۳۰۶
میراث کی تقسیم	۳۰۶
حضرت عثمان اور چھ ماہ کے بچے کی ماں	۳۰۷
یہ کس کا بچہ ہے؟	۳۰۸
معاویہ کا اقرار	۳۰۸
آٹھویں فصل:	۳۱۱
وفات پیغمبرؐ کے بعد انحراف کے قطعی شواہد	۳۱۳
(۱) نص کے مقابلے میں اجتھاد	۳۱۳
(۲) دعوت ذوالعشیرہ	۳۱۳
(۳) حدیث منزلت	۳۱۴
حدیث غدیر	۳۱۵
(۴) حدیث ثقلین	۳۲۱
(۵) حدیث سفینہ	۳۲۲

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
(۶) حدیث امان	۳۲۳
(۱) آیت ولایت	۳۲۴
(۲) آیت تطہیر	۳۲۴
(۳) آیت مباہلہ	۳۲۵
(۴) آیت اکمال دین اور اتمام نعمت	۳۲۵
(۵) آیت مودت	۳۲۶
(۲) حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر ہجوم	۳۲۹
(۳) فدک کا غصب کرنا	۳۳۲
(۴) نظریاتی اور عقادی بنیاد کو کھوکھلا کرنا	۳۳۸
(۵) خمس میں ذوی القربیٰ کا حصہ ختم کرنا	۳۳۹
(۶) متعہ الحج کا ختم کرنا	۳۴۰
(۷) مولفہ قلوب کا حصہ ختم کرنا	۳۴۲
(۸) اذان و اقامت سے حی علی خیر العمل کا نکالنا	۳۴۵
(۹) بیت المال کی تقسیم میں سیرت نبیؐ سے انحراف	۳۴۶
(۱۰) حکم بن ابی العاص کو مدینہ واپس بلانا	۳۴۹
حکم بن ابی العاص قرآن کی نظر میں	۳۵۱
۱۱) غلاموں پر بھروسہ	۳۵۷

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
(۱) معاویہ بن ابوسفیان	۳۵۷
(۲) ولید بن عقبہ بن ابی معیط	۳۵۸
(۳) عبداللہ بن ابی سرح	۳۶۰
(۴) سعید بن عاص	۳۶۲
(۵) عبداللہ بن عامر بن کریز	۳۶۴
نویں فصل:	۳۶۷
حضرت علیؑ کا سیاسی دور، خلفاء سے تعلق، دین کی خدمت، اتحاد بین المسلمین	۳۶۹
ابوسفیان کی منافقت	۳۷۱
فضل بن عباس کا انداز	۳۷۲
خلفاء کو نصیحتیں	۳۷۴
حضرت ابوبکر	۳۷۴
حضرت عمر:	۳۷۴
تاریخ ہجری کا آغاز	۳۷۶
علیؑ کی شان عمر کی زبان سے	۳۷۷
بیت المقدس کی فتح اور آپ کا مشورہ	۳۷۹
دور عثمان	۳۸۰
خلیفہ ثالث کے حق میں حضرت علی علیہ السلام کا رویہ	۳۸۶

عنوان کتاب | صفحہ نمبر

دسویں فصل: ۳۸۹

علیؑ اور خلافت ۳۹۱

عہد علیؑ میں سیاسی اور معاشرتی حالات ۳۹۹

(۱) بعض اصحاب کا بیعت سے انحراف ۳۹۹

(۲) سیاسی حیلوں اور کچلنے والی عداوتوں کا ظہور ۴۰۱

(۳) حضرت امیر المؤمنینؑ کی بیعت سے معاویہ کا انکار ۴۰۴

(۴) حصول دنیا کیلئے کھلم کھلا دشمنی اور زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج ۴۰۹

گیارہوں فصل: ۴۱۷

اصلاح امت ۴۱۹

(۱) انداز عبادت ۴۲۰

(۲) عظمت خدا ۴۲۱

(۳) توحید واصول علم ۴۲۲

(۴) لوگوں کو اللہ نبیؐ اور اہلبیتؑ کی طرف رجوع کرنے کی تاکید ۴۲۵

(۵) اسلام اور شریعت کے اوصاف ۴۲۷

(۶) فرائض اسلام کی دعوت ۴۲۹

(۷) دنیا اور اس کی زینت سے دور رہنے پر تاکید ۴۳۱

(۸) توکل خدا ۴۳۴

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
(۹) ظلم سے ممانعت	۴۳۴
(۱۰) تقویٰ اور خوف خدا	۴۳۶
کلمات قصار، جلالت معنی اور بہترین روش کا ایجاد کرنا	۴۳۸
لوگوں کو عمل صالح کی طرف رغبت دلانا	۴۳۹
موت کے بعد کا خوف ہراس	۴۴۰
علم اور علماء کی فضیلت	۴۴۰
غصب کیے گئے حق کے متعلق	۴۴۲
اللہ تعالیٰ سے شباہت کی نفی	۴۴۳
قضاء وقدر	۴۴۴
حضرت حجت کے بارے میں بشارت	۴۵۰
حکمت اور موعظہ	۴۵۱
خواہشات کی پیروی	۴۵۳
عظمت قرآن	۴۵۶
بارہویں فصل:	۴۵۹
عوام الناس کے ساتھ حضرت علی کا طرز عمل	۴۶۱
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصیت	۴۶۹
تیرہویں فصل:	۴۷۹

عنوان کتاب	صفحہ نمبر

علیؑ اور آپ کے عمال ۔۔۔۔۔ ۴۸۱
خراج وصول کرنے والے عاملوں کے نام حضرت کا خط ۔۔۔۔۔ ۴۸۲
حضرت کا خط زیاد بن ابیہ کے نام ۔۔۔۔۔ ۴۸۳
آپ کا خط مالک اشتر کے نام ۔۔۔۔۔ ۴۸۶
آپ کا خط عثمان بن حنیف کے نام ۔۔۔۔۔ ۴۹۴
چودہویں فصل: ۔۔۔۔۔ ۴۹۷
تینوں جنگوں میں حضرت علیؑ کی سیرت ۔۔۔۔۔ ۴۹۷
جنگ جمل ۔۔۔۔۔ ۴۹۹
معاویہ کا خط زبیر بن عوام کے نام ۔۔۔۔۔ ۵۰۱
ایک خط جناب عائشہ کے نام ۔۔۔۔۔ ۵۰۳
جنگ کے موقع پر حضرت کا خطبہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۴
حواب کے کتوں کا بھونکنا ۔۔۔۔۔ ۵۰۵
جنگ صفین ۔۔۔۔۔ ۵۱۴
معاویہ کی طرف ایک خط ۔۔۔۔۔ ۵۱۶
معاویہ کا خط عمرو بن عاص کے نام ۔۔۔۔۔ ۵۱۸
معاویہ کا شرحبیل کو خط ۔۔۔۔۔ ۵۱۹
حضرت علیؑ کا معاویہ کو جواب ۔۔۔۔۔ ۵۲۲

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
معاویہ اور جریر کی گفتگو اور حضرت کا خط	۵۲۳
معاویہ کا جواب	۵۳۱
جنگ نہروان	۵۵۹
پندرہویں فصل:	۵۸۳
حضرت علیؑ کے متعلق دانشمندوں کے اقوال	۵۸۵
سولہویں فصل:	۶۰۳
حضرت علی علیہ السلام کے اشعار	۶۰۵
منابع کتاب	۶۱۹

عرض مترجم

بادی النظر میں سیرت نویسی ایک آسان کام دکھائی دیتا ہے کسی شخصیت کے حالات کو یکجا کر دینا سیرت نویس کو اس کے فرض منصبی سے سبکدوش کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن صاحبان نظر اور ارباب فہم جب اس سمندر کی گہرائیوں میں اترتے ہیں تو حیرانی اور عجز کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ سیرت نویسی سے پہلے اس مفہوم سے آشنا ہونا ضروری ہے، کہ سیرت تصویر باطنی، کیفیات قلبی، اور حقائق واقعی کا نام ہے۔ جب کوئی کسی شخصیت کی سیرت کو سپرد قرطاس کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کی باطنی تصویر لفظوں میں کھینچنا ہوتی ہے، اس کی قلبی حالت پر مطلع ہو کر دوسروں تک پہنچانا ہوتی ہے تاکہ حقائق واقعی سب پر عیاں ہو جائیں۔ بہر حال سیرت نویسی کے لئے انتہائی احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے جبکہ تصنیف اس کی نسبت ایک آسان کام ہے اس میں انسان اپنے تفکرات کو ظاہر کرتا چلا جاتا ہے جبکہ تالیف کی بنیاد دوسروں کے اقوال پر ہوتی ہے اس کے لئے بڑی دقت، تلاش اور جستجو کی ضرورت ہے۔

کئی کئی کتب کے مطالعہ کے بعد تھوڑا سا مواد میسر ہوتا ہے۔ مختلف دریاؤں میں غوطہ زنی کے بعد تب کبھی گوہر مراد ملا کرتا ہے۔ جذبات واحساسات اور ذاتی پسند ونا پسند سے بالاتر ہو

کر عراق کے مفکر حجۃ السلام ضیاء جواہری نے جس خوبصورتی سے حضرت علی علیہ السلام کی ہمہ گیر شخصیت پر روشنی ڈالی ہے وہ پڑھنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یوں تو مولائے متقیان امیر المومنین علیہ السلام پر بے انتہا سوانح حیات لکھی جا چکی ہیں لیکن آپکی ولادت سے شہادت تک کے حالات کو حقیقت پسندانہ طریقے سے ایک علمی امانت کے طور پر دوسروں تک پہنچانے کی یہ ایک نئی کوشش اور گراں بہا کاوش ہے۔ یہ قیمتی ذخیرہ عربی زبان میں تھا۔ اردو دان طبقہ اس سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا مؤسسہ امام علیؑ نے اس کو اردو میں منتقل کر کے ایک بہت بڑے طبقے کے لئے ایک اچھی اور مفید پیش کش کا بندوبست کیا ہے۔

ہماری اس کتاب میں پوری کوشش رہی ہے کہ مفاہیم کو صحیح انداز میں منعکس کریں تاکہ قارئین محترم زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں، اس سلسلے میں ہم قارئین کے مفید مشوروں کا خیر مقدم کریں گے میں اپنی اس ناچیز سی کاوش کا ثواب اپنی والدہ محترمہ کو عنایت کرتا ہوں جو ۹ جولائی ۱۹۹۸ کو تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں کار حادثے کی وجہ سے خالق حقیقی سے جا ملیں ہیں اور بارگاہ ایزدی سے طالب دعا ہوں کہ خدا انہیں جوار حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا عنایت فرمائے۔

آمین ثم آمین

سید محمد نقوی النجفی

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۰

مقدمہ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿أنا وَ عَلِيٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ﴾ (۱)

میں اور علی علیہ السلام ایک نور سے ہیں.

اسی طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

﴿خُلِقتُ أنا وَ عَلِيٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِد﴾ (۲)

مجھے اور علی علیہ السلام کو ایک نور سے خلق کیا گیا.

شبلنجی کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿مَرْحَباً بِأَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ وَالَّذِيْ خُلِقْتُ أنَا وَ هُو مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ.﴾ (۳)

(۱) مناقب سیدنا علی ص ۲۷ مطبوعہ حیدر آباد، ہندوستان.

(۲) وہی مصدر ص ۳۴.

(۳) ینابیع المودۃ ص ۱۱، قندوزی حنفی، طبع استانبول.

مرحبا۔ میرے بھائی اور چچازاد کیلئے کہ وہ اور میں ایک نور سے خلق کیے گئے۔

میں نے اپنے مولا و سردار، مولود کعبہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ایام ولادت یعنی رجب ۱۴۲۱ ہجری میں اپنی سردار حضرت فاطمہؑ بنت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (جو کہ فاطمہ معصومہؑ کے نام سے مشہور ہیں) کی زیارت کے لئے قم آنے کا پروگرام بنایا.

یہاں پہنچنے کے بعد اسی شہر میں مؤسسہ امام علی علیہ السلام جانے کا قصد کیا تا کہ وہاں حضرت آیت اللہ شیخ محمد حسن قدس سرہ کے عزیز اپنے فاضل بھائی حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ ضیاء جواہری سے ملوں اور انہیں اپنی کتاب سبیل الوحدۃ کی آخری طباعت کا نسخہ دوں اور وہ اس کا دنیا کی مشہور مختلف زبانوں میں ترجمہ کروائیں. چنانچہ انہوں نے میری خواہش کو قبول فرمایا۔

اس وقت موصوف نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کی عمدہ اور جامع کتاب ﴿عَلِیٌّ صِرَاطُ اللهِ الْمُسْتَقِيمَ﴾ پر مقدمہ لکھوں. اس سے قبل بھی وہ سیدتنا و مولاتنا حضرت فاطمۃ الزہراء کی سیرت پر حوراء الانسیہ کے عنوان سے کتاب لکھ چکے ہیں. میں نے بہتر جانا کہ یمن میں افریقی اور ایشائی تنظیم کے نمائندے استاد بزرگوار جناب یحییٰ علوی کے سامنے پیش کیے گئے چند سوالات کے جوابات کو مقدمے میں شامل کروں اور ان کی خدمت میں یہ سوالات میں نے کچھ عرصہ پہلے قاہرہ میں عرض کیے تھے. لہذا مناسب ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے متعلق کیے گئے سوال و جواب کو من وعن قارئین کرام کی خدمت میں پیش کروں۔

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر محترم استاد فاضل جناب سید مرتضی رضوی صاحب (تولاہ اللہ وایا ی)

آپ پر اور آپ سے محبت کرنے والوں پر اللہ کا سلام. اور ان پر جنہیں اطمینان ہے کہ آپ شیعہ اور سنی کو اخوت، محبت، صفاء اور مؤدت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں اور دلوں سے تفرقہ اور شقاوت و بدبختی کی جڑیں اکھاڑ پھینکتے ہیں.

امابعد: میں آپ کے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں. میں آپ کی خدمت میں آپ کے بھیجے گئے اہم سوالات کے جواب پیش کئے دیتا ہوں جب آپ استاد بزرگوار (ہم دونوں کے دوست، جو کہ سن کے لحاظ سے تو بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن ان میں بہار ہی بہار ہے)، رئیس الشیوخ استاد احمد ربیع مصری سے ملنے آئیں تو جوابات لے لیجئے گا. بہر حال میں نے صراحت کے ساتھ ان کا جواب تحریر کر دیا ہے.

خداوند عالم ہر لغزش کو معاف فرمائے اور اسی پر بھروسہ ہے.

والسلام

آپ کا برادر دینی عبداللہ مکی علوی

سوال و جواب:

پہلا سوال: کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کیلئے وضاحت بیان فرمائی تھی؟

جواب: جی ہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صریح اور صحیح احادیث کے ساتھ نص فرمائی، یہ بالکل واضح احادیث ہیں. انہیں تعصب اور آل کے بغض سے دور ہو کر سمجھا جا سکتا ہے. اور عقل سلیم بھی اس پر دلالت کرتی ہے. ان احادیث میں سے چند ایک یہ ہیں:

﴿أنت مِنّی بمنزلة هارون من موسیٰ اِلّا انّه لا نبیَّ بعدی﴾

(اے علی) آپ اور مجھ میں وہی نسبت و منزلت ہے جو ہارون اور موسیٰ کے درمیان تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں. (۱)

﴿أنت ولیُّ کِلّ مؤمنٍ بعدی.﴾

آپ میرے بعد ہر مؤمن کے ولی ہیں۔ (۲)

﴿علیٌّ مَعَ القرآنِ و القُرانُ مَع عَلیٍّ وَ لن یَفترِقا حتی یردا علیَّ الحوض.﴾

علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے. (چنانچہ) یہ حوض کوثر پر میرے

---

(۱) فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل ص ۱۳، صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۰.

(۲) المعجم الکبیر، طبرانی ج ۱۲، ص ۷۸، سنن الکبریٰ، نسائی ج ۵ ص ۱۳۲، کنز العمال، متقی ہندی ج ۱۱ ص ۵۹۹.

پاس آنے تک جدا نہ ہونگے.(۱)

﴿مَن کنتُ مَولاہُ فعلیٌّ مولاہُ.﴾

جس کا میں مولیٰ ہوں علی (بھی) اس کے مولا ہیں۔(۲)

صرف اور صرف یہی احادیث بہترین دلیل بن سکتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا، اگر کوئی ان احادیث کے الفاظ اور معنی پر غور کرے، کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک پر جاتے وقت اپنی قوم میں حضرت علی علیہ السلام کو اس طرح خلیفہ بنا کر گئے جیسے جناب موسیٰؑ نے جناب ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ بنایا تھا، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موسیٰ کی ہارون کے ساتھ حضرت علیؑ کی تشبیہ دینے سے پورا پورا استدلال کیا ہے کہ میرے انتقال کے بعد یہی میرا بلند پایہ ساتھی ہی تمہارا خلیفہ ہوگا۔

فقط واقعہ غدیر کو مدنظر رکھیں (جو کہ معروف اور متواتر ہے) تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ثابت کیا تا کہ فقط حضرت علی علیہ السلام ہی ان کے خلیفہ قرار پائیں. جب اصحاب کی رائے سے ہرج و مرج لازم آ رہا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ مرض الموت میں ایک ایسا نوشتہ لکھ جائیں تا کہ وہ انکی گمراہی اور تفرقہ سے محفوظ رکھے.

---

(۱) تاریخ ابن عساکر، ج ۳ ص ۱۲۴۔

(۲) فضائل الصحابۃ، احمد ابن حنبل ص ۱۴، مسند احمد، احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۸۴، سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی ج ۱ ص ۵۴، سنن ترمذی ج ۵ ص ۲۹۷۔

اے کاش حضرت عمر ابن خطاب اس نوشتے کے درمیان حائل نہ ہوتے.

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہُ (جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں) واضح طور پر بیان کررہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام شروع ہی سے ہر مومن ومومنہ کے ولی ہیں.

جہاں تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حقدار خلافت ہونے کی عقلی دلیل کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت اور مسلمانوں کے امور کی ولایت فقط اسی ہستی کے حصے میں آسکتی ہے جو فضائل وشمائل میں بے نظیر اور زمانے کا بہادر ترین شخص ہو، جو تمام ساتھیوں میں بلند ترین ہو، اور ہم کفو لوگوں کا مربی ہو.نظریات اور رائے میں ممتاز ہو، اشکالات سے دور ہو، مشکلات کے حل کیلئے منفرد ہستی ہو.اسکے مثل کسی کی نظر نہ ہو، اس کا کوئی نظیر نہ ہو.اس کا کوئی ہم پلّہ نہ ہو، اپنے دین، علم اور تقویٰ میں کامل ہوتا کہ اس کے ذریعے کلمہ لا الہ الا اللہ کو سر بلندی نصیب ہو۔ اور وہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار ہو. پوری مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہو، کسی معارض کے بغیر تمام لوگوں میں اسکی فضیلت، شجاعت اور تقویٰ زیادہ ہو (یعنی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں شخص میں کوئی صفت ان سے زیادہ ہے) چنانچہ یہ سب کی سب صفات حضرت امام علی علیہ السلام میں جمع ہیں آپ مسلمان پیدا ہوئے.اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اسلام کو تقویت بخشی.آپ مکتب رسولؐ کے پروردہ تھے.اور سید الوجودؐ اور متقیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پرورش پا کر جوان ہوئے۔

خدا کی راہ میں آپ کا جہاد ہر جہاد سے بلند، آپ کا تقوی ہر تقویٰ سے بڑھکر، آپ کی بہادری ہر بہادری سے بلند اور آپ کا زہد وایمان ہر زہد وایمان سے بڑھکر تھا.آپ اس نبیؐ کی طرف مائل تھے، آپ کو رب وخالق نے کامیاب قرار دیا تھا۔آپ اپنے اقوال وفرامین میں ممتاز

تھے. فضیلت اپنے مصدر سے پہچانی جاتی ہے. آپ سے عرفان پھوٹتا تھا۔ ایمان کو تعیین نصیب ہوئی. ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ سید المرسلین کے پروردہ تھے اور وہی آپ کی تربیت کرنے والے اور مربّی تھے. حضرت رسولخدا آپ کو اپنے حجرے میں رکھنے کی خواہش کرتے رہتے، اپنے سینے پر لٹاتے. اپنے بستر پر سلاتے. آپ کے جسم کو چھوتے رہتے. آپ کی معرفت کو محسوس کرتے. اور آپ میں نور وحی کو ملاحظہ فرماتے تھے.

جب تاریخ کی خوشبو عقل سلیم کو معطر کرتے ہوئے گزرتی ہے تو چند بڑے اصحاب کا تذکرہ بھی ہوتا ہے اور وہ (تاریخ) ان کے اعمال و افعال کا فوراً قصہ بیان کرتی ہے. جب ہم اصحاب اور حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے اعمال و افعال کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔ اور ان کی سعی، جہاد، مقاصد اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقام و منزلت کو ملاحظہ کرتے ہیں. تو عقل کسی شک و تردید کے بغیر فیصلہ سناتی ہے کہ وہی خلافت کے لائق اور حقدار تھے.

کیا عقل یہ نہیں کہتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ خلافت کے زیادہ حقدار تھے؟!! اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ولایت عطا فرمائی. وہ تو مسلمان ہی پیدا ہوئے. کبھی بتوں کو سجدہ نہ کیا. اللہ کی گواہی میں خالص تھے، رسول خدا کی دعوت اسلام سے پہلے ہی مسلمان تھے.

کیا عقل کا یہ فیصلہ نہیں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ خلافت کے زیادہ حقدار تھے!؟ کیونکہ وہ مولود کعبہ ہونے کی ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے پڑھی جانے والی نماز میں بھی شریک تھے.

کیا عقل ہی کا یہ فرمان نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام خلافت کے زیادہ حقدار تھے؟! جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو آیت تطہیر میں رجس اور پلیدی سے پاک و طاہر قرار

دیا تھا. اور یہ اللہ کا ارادہ ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے.

کیا عقل نہیں کہتی کہ حضرت علی علیہ السلام اسلئے بھی خلافت کے زیادہ حقدار تھے وہ رسول اللہؐ کے ساتھ ہونے والی تمام جنگوں میں شریک تھے سوائے غزوہ تبوک کے. اسمیں آپ حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑ گئے تھے. وہ بہت تیز حملہ کرنے والے جوان تھے. شیر سے زیادہ بہادر تھے. ان کے علاوہ کوئی ان خصوصیات کا حامل نہ تھا، ہر جنگ میں فقط انہی پر دارو مدار ہوتا تھا. فقط یہی لوگوں کی شادابی اور خوشحالی کا موجب بنتے تھے. ان کی ثابت قدمی اور صبر کو دیکھ کر آسمانی فرشتے تعجب میں پڑ جاتے تھے. حضرت جبرئیل نے زمین و آسمان کے درمیان صدا بلند کی۔

﴿لا فَتىٰ اِلَّا عَلِيٌّ وَ لا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقار.﴾

(حضرت) علی علیہ السلام سے بڑھکر کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار سے بڑھکر کوئی تلوار نہیں.

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کو خلافت کا زیادہ حقدار نہیں سمجھتی کیونکہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق جنگ خندق میں عمر ابن عبدود العامری سے جنگ کے وقت ارشاد فرمایا تھا:

﴿بَرَزَ الْاِيْمَانُ كُلُّه اِلىٰ الشِّركِ كُلِّه.﴾

کل ایمان، کل شرک کے مقابلے میں جا رہا ہے۔

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے زیادہ حقدار خلافت ہونے کو نہیں کہتی!؟ کیونکہ اللہ نے تمام مسلمانوں پر ان کی اور اہل بیت علیہم السلام کی مودّت کو واجب قرار دیا ہے. اللہ تعالیٰ نے اسے

کارِ رسالت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زحمتوں کا اجر قرار دیا ہے.

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے خلافت پر زیادہ حقدار ہونے کا حکم نہیں لگاتی جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا:

﴿ أنا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا. ﴾

میں علم کا شہر ہوں اور علی (علیہ السلام) اسکا دروازہ ہیں.

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ رسولؐ ہونے کو زیادہ حقدار نہیں سمجھتی؟! کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ان کے پشت پناہ، وزیر، خزانہ علم، وارث حکمت، سابق الامت، صاحب نجویٰ، پوشیدہ اور علانیہ مال خرچ کرنے والے، وارث کتاب اور (احکام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مکمل طریقہ سے سننے والے تھے۔

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ نبیؐ ہونے کے زیادہ حقدار ہونے کو نہیں کہتی!؟ کیونکہ وہ امیر المؤمنین، یعسوب الدین، شوہر جناب بتول علیہا السلام، فاجروں کے قاتل، صاحب الرایہ (علمبردار) اور سیّد العرب تھے.

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے زیادہ حقدار خلافت ہونے کو نہیں کہتی جنکے متعلق حضرت عمر ابن خطاب کہتے ہیں:

﴿ لو لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرَ. ﴾

اگر علی (علیہ السلام) نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

کیا عقل کا یہ تقاضا نہیں کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو خلافتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ حقدار سمجھے کیونکہ جناب شیخین (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) نے غدیر خم میں ان کی ولایت کا

اقرار کیا۔اور دونوں کی زبان پر یہ ورد تھا:

﴿بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا بنَ اَبِی طَالِبٍ اَصبَحْتَ و اَمْسَیتَ مُولایَ وَمَوْلَی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ.﴾

اے ابن ابی طالب مبارک ہو مبارک ہو. صبح وشام آپ ہمارے اور ہر مؤمن و مومنہ کے مولا ہیں.

کیا عقل حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ نبیؐ ہونے کا اعتراف نہیں کرتی جبکہ آپ وہ ہستی ہیں جن کے متعلق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہُ حَیْثُ دَارَ.﴾

خدایا حق کو اسکے ساتھ اُدھر پھیر دے جدھر یہ پھرے.

جی ہاں حضرت علی کرم اللہ وجھہ ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت کے حقدار ہیں. اور بے شک آپ ہی تمام صفات وخوبیوں کے جامع ہیں.

وَلَمْ تک تَصْلَحُ الاَّ لَہُ

وَلَمْ یک یَصْلَح اِلاَّ لَھَا

مقام خلافت فقط انہیں زیب دیتا ہے اور یہی مقام خلافت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

امامِ برحق کے ہوتے ہوئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ بن بیٹھے. یہ حضرت علی علیہ السلام پر حضرت ابوبکر کے افضل ہونے کے دلیل نہیں ہے. بلکہ ہر زمان و مکان کی یہی سیاست ہے. یہ یوم سقیفہ سے حاصل شدہ فضیلت ہے جبکہ خدا و رسول کا حکم ترک کردیا گیا اور قریش کی خواہشات کو لیا گیا. یہ سب اس دن کے اختلاف کا نتیجہ ہے جب سید الوجود

ؐ نے اپنے اصحاب سے قلم ودوات مانگا تھا تاکہ ان کے لیئے نوشتہ لکھ دیں تاکہ آپ کی رحلت کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔

دوسرا سوال: کیا خلافت نص سے ثابت ہوتی ہے یا اجماع سے؟

جواب: اس میں کسی قسم کا شک وتردید نہیں ہے بلکہ ایک اصولی قاعدہ ہے کہ جب نص موجود ہوتو ہر دلیل باطل ہوجایا کرتی ہے.

ہم یہاں استاد بزرگوار عبداللہ یحیی علوی صاحب. کے فقط انہی جوابات پر اکتفاء کرتے ہیں. اور چونکہ باقی دوسرے بہت سے سوال وجواب ہمارے موضوع سے باہر تھے لہذا ہم ان کا تذکرہ نہیں کرتے. وَاللہ نَسْأَلُ اَنْ یُوفِقَ الْعَامِلِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ لِمَرْضَاتِهِ انَّه وَلِیُّ التَّوفیق.

سید مرتضیٰ رضوی

۲۰ رجب المرجب ۱۴۲۱ ہجری

عرض مؤلف

کسی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے. (خواہ اسکا احاطہ علمی کتنا زیادہ ہی کیوں نہ ہواور اسکی فکر کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو) کہ وہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی زندگی کے تمام ابعاد پر واضح اور روشن گفتگو کر سکے یا کوئی رائے قائم کر سکے کیونکہ یہاں تو گہرائی ہی گہرائی ہے، ان کا تعلق مثل ومعنویات سے ہے. یہ کیسے ممکن ہے!؟ کسی کی عقل یہاں تک پہنچ ہی نہیں پائی کہ وہ ان کی اصالت کو درک کر سکے جہاں فقط گہرائی اور عمق ہے. اس سمندر میں موجیں غرق ہوجایا کرتی ہیں اور وہاں تک عقل کی پرواز نہیں ہوتی.

جب ہم نے تسلیم کرلیا کہ ہم انہیں درک کرنے سے قاصر ہیں. لہٰذا ہمارے موضوع کے لئے دو باتیں ہی کافی ہیں. ہم انہی پر اکتفاء کرتے ہیں. ان میں سے ایک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عَلَم والی حدیث ہے جسے تمام کتب احادیث نے بیان کیا ہے جس میں حضرت نے فرمایا:

﴿ لا عْطِيَنَّ الرَّايَةَ غداً لِرَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَ رَسُولَهُ ويُحِبُّهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ كَرَّارٌ غيرُ فَرَّارٍ لا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللهُ عَلٰى يَدِيهِ. ﴾

کل میں علم ایک مرد کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں وہ کرّار ہے فرار نہیں ہے. اور وہ اس وقت تک واپس نہ لوٹے گا

جب تک اللہ اسکے ہاتھوں فتح نہ دیدے۔(۱)

گویا خیبر کے دن ہر صحابی کی خواہش تھی کہ وہی لفظ رجل (مرد) کا مصداق قرار پائے. ابھی صبح صادق ہوئی ہی تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکار کر فرمایا علی علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ. آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں لیکن کسی کو بھیج کر بلوایا گیا جب وہ تشریف لائے تو آشوب چشم کی وجہ سے انہیں دیکھائی نہیں دے رہا تھا. اسوقت حضرت رسول خداؐ نے آپ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور رب العزت سے شفا یابی کی دعا کی. اس سے بڑھکر اور کیا علامت ہوسکتی ہے جونہی دعا یہ یہ کلمات آسمان کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کی تکریم اور عظمت کی خاطر اسے صحت و عافیت نصیب ہوئی. یہ اس پر اللہ کی نعمتوں کے نزول کا مقدمہ ہے کہ متقابلا ایک دوسرے کی نصرت کی جارہی ہے. یعنی اس مرد کی خاطر اب حروف پر نقطے لگائے جارہے ہیں جیسے اللہ سے محبت ہے اور وہ اللہ کا مرید ہے۔

دوسرے سورہ مائدہ میں خداوند متعال کی یہ تین آیات ہیں.

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ . ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ

---

(۱) البدایہ والنھایہ ابن کثیر دمشقی ج ۴، ص ۲۱۳، ودلائل بیہقی جلد ۴ ص ۲۱۰، ۲۱۲، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۷ اور اس نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ذہبی نے اسے بیان کیا اور اس کی موافقت کی ہے. نیز مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے اور انہوں نے ابی عامر سے اسکو ۳۲ کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد، ص ۱۴۳۹ پر ذکر کیا ہے۔

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَ رَسُولَهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ. ﴾(۱)

اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا تو عنقریب خدا ایک قوم کو لے آئے گا جو اسکی محبوب ہوگی اور وہ اس سے محبت کرنے والی ہوگی. مؤمنین کے سامنے خاکسار اور کفار کے سامنے صاحب عزت ہوگی اور راہ خدا میں جہاد کرنے والی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والی ہوگی. یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور وہ صاحب وسعت اور علیم ہے. پس تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں. اور جو بھی اللہ، رسول اور صاحبان ایمان کو اپنا ولی بنائے گا تو اللہ ہی کی جماعت غالب آنے والی ہے.

جیسا کہ صاحب مجمع البیان نے بھی ذکر کیا ہے کہ مندرجہ بالا آیات کریمہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں اسوقت نازل ہوئیں جب آپ نے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کی. سب محدثین، نے اس حدیث کو جناب عمار، حدیفۃ، ابن عباس سے بیان کیا ہے. نیز یہ حدیث حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام سے بھی مروی ہے. اور یہاں اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے آیت میں مذکور صفات کے ساتھ اسوقت حضرت علی علیہ السلام کو متصف فرمایا تھا جب آپ نے لوگوں کی

(۱) سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۴، ۵۵، ۵۶.

کئی مرتبہ بزدلی دیکھنے کے بعد فتح خیبر کا علم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے فرمایا تھا.(۱)

حقیقتاً مذکورہ آیات میں بیان ہونے والی صفات فقط حضرت امیر المومنین پر صادق ہوتی ہیں. وہ علی علیہ السلام جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مساکین اور اہل دین کی محبت سے نوازا تھا۔

جب معاویہ نے ضرار بن ضمرہ کو حضرت علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تھا تو ضرار اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ ہمارے درمیان اس طرح زندگی کرتے تھے گویا وہ ہم میں سے ایک ہوں. جب ہم ان کے پاس جاتے وہ عطا کرتے، جب سوال کرتے وہ جواب دیتے. وہ ہم جیسے پست لوگوں کو شفقت سے اپنے پاس بیٹھاتے ہیں. ہم ان کی ہیبت کی وجہ سے بات تک نہیں کرسکتے. اور انکی عظمت کی وجہ سے آنکھیں اوپر نہ اٹھاسکتے. وہ اہل دین کی تعظیم فرماتے اور مساکین سے محبت کرتے تھے.

جہاں تک آپ کے کافروں اور مشرکوں پر سخت ہونے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ فقط حضرت علی علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپ ہی میں یہ سب (نہ جدا ہونے والی) نشانیاں پائی جاتی تھیں. آپ سختی میں بھی معروف تھے اور نرمی میں بھی. خدا کی خاطر سخت بھی تھے اور نرم بھی۔ یہاں تک کہ آپ کے قریبی اور دور والے سب لوگوں نے اللہ اور رسول کی خاطر آپ کی ان صفات کو ملاحظہ کیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ یقیناً اس میں کوئی بڑا راز پوشیدہ ہے.

یہاں تک کہ بعض اوقات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام اور مسلمانوں کی خاطر قریش کو جھڑک دیا کرتے جیسا کہ سھیل بن عمر ایک گروہ کے ساتھ حضرت رسول خدا کے پاس آکر کہنے

---

(۱) علامہ طباطبائی کی تفسیر المیزان جلد ۶ ص ۳۹۸-۳۹۹ (مندرجہ بالا آیات کی تفسیر)

لگا. اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے غلام آپ کے ساتھ آملے ہیں، انہیں واپس پلٹا دیں.

حضرت نے فرمایا تھا اے قریشی گروہ! اب ایسا نہ ہوگا اللہ عنقریب تم میں ایسے شخص کو بھیجے گا جو قرآن کی تاویل پر تمہارے ساتھ اس طرح جنگ کرے گا جیسے میں قرآن کی تنزیل پر تم سے جنگ کیا کرتا تھا. آپ کے کسی صحابی نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ کیا ابوبکر ہیں؟ فرمایا نہیں بگروہ جو حجرے میں جوتا گانٹھ رہا ہے. اس وقت حضرت علی علیہ السلام، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوتا گانٹھ رہے تھے۔(۱) یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے.

جہاں تک دوسری آیت ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾

(پس تمھارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں.) کا تعلق ہے اس پر دونوں فرقوں کا اجماع ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے نماز میں صدقہ کے طور پر انگوٹھی دی تھی تو اس وقت آپؑ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی. اللہ تبارک وتعالیٰ نے حروف حصر میں سے قوی ترین حرف (اِنَّمَا) کے ساتھ ولایت کی حصر فرمائی ہے، یعنی ولایت فقط خدا، رسول اور امیر المؤمنین کے لئے ہے. اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَ رَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ.﴾(۲) جو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان کو اپنا ولی بنائے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔

---

(۱) سید طباطبائی کی تفسیر المیزان جلد ۶ ص ۳۹۸، ص ۳۹۹ تفسیر سورہ مائدہ.، (۲) سورہ مائدہ آیت ۵۶.

تو الی کے معنی ولی بنانا ہے تو اب اس آیت کا یہ معنی ہو گا جو اللہ تعالی، اسکے رسول اور امیر المؤمنین کو اپنی زندگی اور مرنے کے بعد اپنا ولی قرار دیتا ہے. اور ان کے ذریعے دین حاصل کرتا ہے اور ان سے محبت اور مودت کرتا ہے اور ان کی اطاعت کرتا ہے تو وہی غالب، فلاح یافتہ اور کامیاب ہے. یعنی جزاء کے طور پر یہ صفات، غلبہ، کامیابی اور فلاح) اسے نصیب ہوتی ہیں اور یہ اللہ تعالی کے بندوں سے کیئے گئے وعدہ کا نتیجہ ہے. اور ایسا کرنے والے کو دنیا و آخرت کی سعادت نصیب ہوتی ہے.

قارئین کرام ! ایک بات باقی بچ گئی ہے جونہی اس کا وقت آیا تو ہم اسے واضح کرتے رہے ہیں اور اسکی صراحت یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ کے ذریعے ہو جاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالی کی ان کے ساتھ محبت کا لازمہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہر ظلم سے بری ہیں اور ہر جس و پلیدی سے پاک وطاہر ہیں. کیونکہ ظلم اور پلیدی ان امور سے ہیں جو محبوب خدا واقع نہیں ہوسکتے. اللہ تبارک وتعالی کافروں، ظالموں، مفسدوں، حد سے بڑھے ہوؤں، تکبر کرنے والوں اور اسراف کرنے والوں سے کبھی محبت نہیں کرتا.

بالکل اسکے برعکس اللہ تعالی احسان کرنے والوں، صابروں، متقیوں، توبہ کرنے والوں، پاک رہنے والوں، توکل کرنے والوں، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے. اہل قبلہ میں سے کسی کو شک وتردید نہیں ہے حتی کہ اہل قبلہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی کسی قسم کا ریب وشک نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ہی ان محبوب صفات کی حقیقی مثال ہیں بلکہ آپ مجسم صفات ہیں. اور یہ صفات آپ کی شخصیت اور جسم کا حصہ ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جُمِعَت فِی صِفَاتِکَ الأضداد

ولذا عزّت لک الانداد

فَاتِکَ نَاسِک حَلِیم شُجَاع

حَاکِم زَاهِد فَقِیر جواد

شَیم مَا جمعن فِی بَشَر قط

وَلَا حَازَ مِثلهُنَّ العباد

خُلُقٌ یُخجِلُ النَسیم مِن اللطف

وَبأ س یَذُوب مِنه الجَماد

آپ میں وہ صفات جمع ہیں جوایک دوسرے کی ضد ہیں۔ آپکی شان وشوکت کی کوئی نظیر ومثال نہیں ہے۔ آپ بیباک بھی ہیں عابد بھی. حلیم بھی ہیں اور شجاع بھی، حاکم بھی ہیں اور زاہد بھی اور فقر وسخاوت بھی آپ کا خاصہ ہے یہ بلند صفات آپ کے علاوہ کسی انسان میں جمع نہیں ہوسکتیں اور آپ جیسی صفات کسی انسان کو نصیب نہ ہوئیں. آپ اتنے خلیق ہیں کہ نسیم صبح بھی آپ پر ہونے والے لطف سے شرمندگی محسوس کرتی ہے اور آپ میں اتنی شدت ہے کہ جس سے جمادات پانی ہوجاتے ہیں.

اور جہاں تک (اللہ تعالی کیلئے) مبغوضہ صفات کا تعلق ہے تو نفسِ علی علیہ السلام میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے. آپ کو ان صفات سے شدید نفرت تھی. کیونکہ آپ کی پوری زندگی فقط تقرب خدا میں گزری ہے اور آپ نے ساری زندگی خالق بزرگوار کی خاطر گزاردی ہے. لہٰذا اس کا مولا (خدا) جس سے محبت کرتا ہے یہ (علیؑ) بھی اسی سے محبت کرتے ہیں اور اسکا مولی جس

سے غضبناک ہوتا ہے اس سے یہ بھی غضبناک ہوتے ہیں۔

اے یا علیؑ آپ تو ربّ العالمین کے حبیب ہیں. اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے لئے لطف، جمال اور فضل کی صفات کا جامع اور عمدہ کلمہ (یُحِبُّهُمْ) استعمال کیا ہے.

کیا ہم محبوب خدا کو اپنا ولی نہ سمجھیں!؟

جب کہ ہمارے لئے کوئی شک وتردید نہیں ہے کہ اور ثابت اور واضح ہے کہ آپ ولی خدا اور حبیب خدا ہیں تو کیا اب بھی ہمارے لئے جائز ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا ولی قرار دیں. جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے.

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ.﴾

جو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان کو اپنا ولی بنائے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے.

والسلام

مؤلف: شیخ ضیاء جواہری

محل ولادت

امتیازات اور خصوصیات

محل ولادت اور کرامات جلی

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مکہ مکرمہ میں بروز جمعہ، تیرہ رجب سن تیس عام الفیل کو خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی شخص بھی بیت اللہ میں پیدا نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالی کی طرف سے آپ کی عظمت وجلالت اور منزلت کا خصوصی مقام ہے۔(۱)

☆ صاحب بحار نے یزید بن قعنب کی روایت بیان کی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں، عباس بن عبد المطلب اور عبد العزیٰ کے ایک گروہ کے ساتھ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں حضرت امیر المومنین کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد تشریف لائیں۔ (آپ کے دن پورے ہو چکے تھے) جب آپ کو دردزہ شروع ہوا تو آپ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا:

"رب انی مؤمنة بک و بما جاء من عندک من رسل و کتب و انی مصدقة بکلام جدی ابراهیم الخلیل فبحق الذی بنی هذا البیت و بحق المولود الذی فی بطنی لمایسّرت علیَّ ولادتی.

(۱) ارشاد شیخ مفیدؒ، ج ا ص ۵۔

بارالہا! میں تجھ پر ایمان رکھتی ہوں اور تو نے جو رسول (علیہم السلام) بھیجے اور جو کتابیں نازل کی ہیں اُن پر ایمان رکھتی ہوں، میں اس گھر کی بنیاد رکھنے والے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے کلام کی تصدیق کرتی ہوں اور اپنے شکم میں موجود بچہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں مجھ پر اس کی ولادت کو آسان فرما۔

یزید کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ دیوار کعبہ شق ہوئی اور جناب فاطمہ بیت اللہ میں داخل ہوگئیں اور ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئیں، دیوار کا شگاف آپس میں مل گیا۔ہم نے کوشش کی کہ دروازے پر لگا تالا کھولیں لیکن وہ نہ کھل سکا تو ہم نے سوچا کہ یقیناً خدا کا یہی حکم ہے۔

تین روز بعد فاطمہؑ باہر تشریف لائیں تو آپ نے حضرت امیر المومنین کو اٹھایا ہوا ہے، آپ فرماتی ہیں: جب میں بیت اللہ سے باہر نکلنے لگی تو ہاتف غیبی کی جانب سے یہ آواز بلند ہوئی اے فاطمہؑ اس کا نام علیؑ رکھنا۔ (۱)

☆ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں:

خداوند عالم نے مجھے پہلی تمام خواتین پر فضیلت عطا فرمائی کیونکہ آسیہ بنت مزاحم، اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر وہاں کیا کرتیں تھیں جہاں اللہ تعالیٰ اضطراری حالت کے علاوہ عبادت کو پسند نہیں کرتا اور مریم بنت عمران کھجور کی شاخوں کو اپنے ہاتھوں سے نیچے کرتیں تا کہ اس سے خشک کھجوریں تناول کرسکیں جبکہ میں بیت اللہ میں جنت کے پھل تناول کرتی رہی اور جب میں نے بیت اللہ سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو ہاتف غیبی کی آواز آئی۔

....

(۱) بحار ج ۳۵ ص ۸.

اے فاطمہ اسکا نام علیؑ رکھنا کیونکہ یہ علیؑ ہے اور اللہ علی الاعلیٰ ہے مزید فرمایا اسکا نام میرے نام سے نکلا ہے میں نے اسے اپنا ادب عطا کیا ہے اور اپنے پوشیدہ علوم سے آگاہ کیا ہے یہی میرے گھر میں موجود بتوں کو توڑے گا، اس کی محبت اور اطاعت کرنے والا خوش بخت ہے اور اس سے بغض رکھنے اور نافرمانی کرنیوالے کے لئے لعنت اور بدبختی ہے (۱)

☆ سید حمیری ،حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ولدته فی حرمِ إلا له و أمنه

والبیت حیث فنائه والمسجدُ

بیضاء طاهرة الثیاب کریمة

طابت وطاب ولیدها والمولدُ

فی لیلة غابت نحوس نجومها

وبدت مع القمر المنیر الاسعدُ

ما لُفَّ فی خرق القوابل مثله

الا ابن آمنة النبی محمد (۲)

صرف اس خاتون نے حرم الٰہی اور جائے امن میں اسے پیدا کیا اور بیت اللہ اور مسجد

---

(۱) کشف الغمہ ج اص ۶۰۔

(۲) منتہی الامال ج ا ص ۲۸۳۔

اس کے آنگن کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ چمکدار لباس، پاکیزگی سے مزّین اور شرافت والی ہے۔ یہ ایک ایسی رات تھی جب نحس ستارے چھپ گئے اور قمر منیر کے ساتھ یہ نیک اور سعید ستارہ نمودار ہوا، وہ پاک ہے اس کا مولود بھی پاک ہے اور اس کی جائے ولادت بھی پاک ہے اس جیسے (نجیب) کو قنداق نہیں کیا جا سکتا مگر آمنہ کے لال نبی احمدؐ کے ہاتھ سے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد علیہا السلام سے فرمایا:

اس کو میرے بستر کے قریب رہنے دیا کرو۔ اکثر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی تربیت کے فرائض انجام دیتے، نہلانے کے وقت ان کو نہلاتے، بھوک کے وقت دودھ پلاتے، نیند کے وقت جھولا جھلاتے اور بیداری کے وقت ان کو لوریاں سناتے تھے۔ اپنے سینے اور کندھوں پر سوار کر کے فرمایا کرتے تھے۔ یہ میرا بھائی، ولی، مددگار، وصی، خزانہ اور قلعہ ہے۔ (۱)

☆ مستدرک میں حاکم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں تواتر کے ساتھ روایات موجود ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خانہ کعبہ میں جنا۔ (۲)

☆ کتاب نور الابصار میں اس طرح ذکر ہوا ہے: حضرت علی علیہ السلام مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳ رجب، ۳۰ عام الفیل، بروز جمعہ ہوئی یعنی ہجرت سے ۲۳ سال پہلے اور بعض مؤرخین کے مطابق ۲۵ سال پہلے یعنی بعثت سے ۱۲ سال پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت سے ۱۰ سال پہلے پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے کوئی بھی بیت اللہ میں پیدا نہیں ہوا۔ (۳)

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۶۰. (۲) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۴۸۳. (۳) نور الابصار ص ۱۹.

امتیازات اور خصائص

اسم گرامی :

اخطب خوارزم کہتے ہیں کہ آپ کا مشہور نام (حضرت) علیؑ ہے اور آپ کے ناموں میں اسد اور حیدر کا بھی ذکر ہوا ہے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

"سمتنی امی حیدرہ"

میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

اور اشعار میں بھی اس کا ذکر ہے:

اسد الالہ و سیفہ و قناتہ

کالظفر یوم صیالہ و الناب

جاء النداء من السماء و سیفہ

بدم الکماۃ یلجُ فی التسکاب

لاسیف الا ذوالفقار و لافتیٰ

الا علیٌّ ھازم الاحزاب

یہ اللہ کا شیر ہے اور اس کی تلوار اور نیزہ جنگ کے دن کامیابی ہے، آسمان سے صدا آئی کہ اس کی اس تلوار مسلح بہادروں کے خون کے ساتھ سمندر میں تیرتی ہے، جو تلوار خون کی ندیاں بہا دیتی ہے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتی ہے۔ وہ ندا یہ تھی کہ ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی بہادر نہیں ہے جو جنگ میں جتھوں کو شکست دینے والے ہیں۔(۱)

کنیت:

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی جو کنیتیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں وہ یہ ہیں۔

ابو الحسن، ابو الحسین، ابو السبطین، ابو الریحانتین وابو تراب (۲)

☆ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ حسن (ع) اور حسین (ع) نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں کبھی مجھے یا اباہ (اے ابا جان) کہہ کے نہیں پکارا بلکہ وہ ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا اباہ کہتے تھے جبکہ حسن (ع) مجھے یا ابا الحسین، اور حسین (ع) مجھے یا ابا الحسن کہہ کر پکارتے تھے۔(۳)

لقب:

حضرت کے القاب مندرجہ ذیل ہیں:

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۳۸،۳۷

(۲) الحاج علی محمد علی دخیل کی کتاب آئمتنا ج ۱ ص ۳۱۔ خوارزمی نے مناقب میں آپ کی کنیت میں ابو محمد کا اضافہ کیا ہے۔ (۳) مناقب خوارزمی ص ۴۰.

"امیر المؤمنین، یعسوب الدین والمسلمین، مبیر الشرک والمشرکین ،قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین مولی المؤمنین شبیه هارون المرتضی نفس الرسول، أخوه رسول زوج البتول،سیف الله المسلول، أبو السبطین أمیر البرره، قاتل الفجره ، قسیم الجنة والنار ، صاحب اللواء، سید العرب والعجم، وخاصف النعل کاشف الکرب ، الصدّیق الأکبر، ابو الریحا نتین ، ذو القرنین ، الهادی ، الفاروق، الواعی،الشاهد،وباب المدینة وبیضة البلد، الولي ، والوصي ، وقاضي دین الرسول، ومنجز وعده.(۱)

نسب شریف:

حضرت علی علیہ السلام کے والد حضرت ابوطالب ہیں (جنکا نام عبد مناف بن قصیٰ ہے) آپ عبدالمطلب (جن کا نام شیبہ ہے) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف بن قصیٰ کے فرزند ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا نام سب سے پہلے آپؑ کی والدہ نے اپنے والد اسد بن ہاشم کے نام پر حیدر رکھا تھا، اسد اور حیدر کے ایک ہی معنی ہیں پھر آپ کے والد نے آپؑ کا نام علی رکھا۔

حضرت ابوطالبؑ کی والدہ کا نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔آپ حضرت رسول اکرمؐ کے والد حضرت عبداللہ کی بھی مادر گرامی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ ہیں آپ ہی پہلی ہاشمیہ ہیں جن سے ایک ہاشمی پیدا ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ جعفر آپ سے ۱۰

(۱) مناقب خوارزمی ص ۴۰۔

سال بڑے تھے، عقیل، جعفر سے ۱۰ سال بڑے تھے اور طالب، عقیل سے ۱۰ سال بڑے تھے، فاطمہ بنت اسد کی والدہ فاطمہ بنت ھرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوئی تھیں۔(۱)

☆ خوارزمی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نسب کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں:

نسب المطهّر بين أنساب الورى   كالشمس بين كواكب الأنساب

والشمس ان طلعت فما من كوكب   الا تغيّب فى نقاب حجاب

اس پاک و پاکیزہ ہستی کا نسب' تمام نسبوں میں ایسے ہے جیسے خورشید ستاروں کے درمیان طلوع ہوتا ہے تو تمام ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کہ سورج تاریکی کے پردے میں چلا جائے(۲)

حلیہ:

حضرت علی علیہ السلام کا قد میانہ تھا، آپ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں آپ (ع) کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند خوبصورت تھا، پیٹ مناسب حد تک بڑا، سینے پر بال اور دوسرے اعضاء مضبوط اور مناسب تھے، آپ کی گردن چاندی کی صراحی کی مانند تھی اور آپ کے بال خفیف تھے۔ آپ کی ناک لمبی اور خوبصورت تھی آپ کے جوڑ شیر کی طرح مضبوط تھے اور جس پر بہت سے لوگ مل کر نہ قابو کر سکتے ہوں اسے آپ تنہا اپنے قبضہ میں کر لیتے اور وہ سانس تک نہ لے سکتا۔(۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۱۔۱۴ (۲) مناقب خوارزمی ص ۴۸۔

(۳) نصر بن مزاحم کی کتاب، واقعہ صفین، ص ۲۳۳۔

سب سے پہلے مومن

قرآن مجید میں علیؑ کے فضائل

آپ اور آپ کے اہل بیت ہی طاہر و مطہر ہیں

سب سے پہلے مومن

☆ ترمذی نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

أولكم واردا عليَّ الحوض، أولكم اسلاماً، علی بن ابی طالب.

تم میں سے سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وہ پہنچے گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور وہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔(۲)

☆ سعد بن ابی وقاص ایک گروہ کے پاس کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب پر سب و شتم کر رہا تھا اس وقت سعد نے کہا اے شخص تو علی ابن ابی طالب کو برا بھلا کیوں کہہ رہا ہے؟۔

کیا وہ سب سے پہلے مسلمان نہ تھے؟

کیا انہوں نے سب سے پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز

---

(۱) صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۰۱، اسی طرح حاکم نے بھی مستدرک ج ۳ ص ۱۳۶ پر اس مطلب کو ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔ (۲) المستدرک ج ۳ ص ۱۳۶۔

نہیں پڑھی؟

کیا وہ سب سے زیادہ زاہد نہ تھے؟

کیا وہ سب سے زیادہ عالم نہ تھے؟

کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا عقد ان سے نہیں پڑھا؟

کیا وہی جنگوں اور اسلامی معرکوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار نہ تھے؟

اس کے بعد سعد روبقبلہ ہو کر دونوں ہاتھ کو بلند کر کے کہنے لگے:

اے اللہ جس نے تیرے اولیاء میں سے اس ولی پر سب وشتم کیا ہے وہ تیری قدرت کا نظارہ دیکھے بغیر اس جگہ سے نہ جانے پائے (اس روایت کے راوی) متین بن حازم کہتے ہیں۔

خدا کی قسم ہم اس سے جدا ہوئے ہی تھے کہ اس کے سر پر کھجور کے دانے کے برابر پتھر آ کر لگا اور اس کا بھیجا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔(۱)

☆ ابن حجر، لیلیٰ غفاریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمراہ کسی غزوہ میں شریک تھی، اس غزوہ میں میری ذمہ داری زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کے ساتھ ساتھ بیماروں کی تیمارداری کرنا تھی، جب حضرت علی علیہ السلام بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ چل دی میں نے وہاں حضرت عائشہ کو دیکھا تو اس کے پاس گئی اور اس سے پوچھا:

(۱) حاکم کہتے ہیں کہ شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۴۹۹

کیا تم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کوئی فضیلت سنی ہے؟۔

حضرت عائشہ کہنے لگی۔

ہاں ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور وہ (حضرت علی علیہ السلام) بھی ہمارے ساتھ تھے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص قسم کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور علیؑ ہمارے سامنے آکر بیٹھ گئے۔

میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کو اس سے بڑا مکان نہیں مل سکتا جہاں ہم سب آسانی سے رہ سکیں تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

" یا عائشه دعی لی اخی فانه اول الناس اسلاماً ، وآخر الناس لی عهداً وأول الناس بي لقياً يوم القيامه"

اے عائشہ! میرے بھائی کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ وہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، آخر تک میرے عہد پر قائم رہنے والے اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ (۱)

☆ حضرت عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی علی علیہ السلام کا مقام وعظمت حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

---

(۱) ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۸، قسم اول، ص ۱۸۳

ان میں تین خصوصیات ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہوتی تو وہ مجھے کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت عمر کہتے ہیں: میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"أنت أول الناس اسلاماً، و أول الناس ایماناً، وأنت منی بمنزلةِ هارونَ مِن موسیٰ."

آپؑ ہی سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں ،آپؑ کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔(۱)

ایک دوسری سند کے ساتھ ابن عباس سے اس طرح مروی ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ کوئی بھی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی برابری نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اندر تین خصلتیں ایسی ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں پاسکتا مندرجہ بالا حدیث کا سیاق بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔

☆ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

انّ الملائکه صلت عليَّ وعلیٰ عليٍ سبع سنين قبل أن يسلم بشر.

تمام لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے سات سال پہلے ملائکہ مجھ پر اور علی (علیہ السلام) پر درود و سلام بھیجتے تھے۔(۲)

---

(۱) کنز العمال ج۶ص ۳۹۵۔ (۲) کنز العمال ۶ص ۱۵۶۔

☆ محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے اور جو کچھ آپ اللہ کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے بھی حضرت علی علیہ السلام ہی تھے، اس وقت آپکی عمر ۱۰ سال تھی اور آپ پر اللہ کا یہ خصوصی اکرام ہے کہ آپ کی پرورش حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں ہوئی۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین اشخاص نے سبقت حاصل کی ہے، حضرت موسیٰ کی طرف یوشع بن نون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صاحب یٰسین نے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے سبقت حاصل کی۔(۲)

☆ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلی چیز کا جب مجھے علم ہوا تو میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ مکہ میں آیا وہاں ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس بھیجا گیا ہم نے ان کو زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔اس وقت ہم نے ایک شخص کو باب صفا سے داخل ہوتے دیکھا۔جس کا رنگ سرخ، لمبے بال، خوبصورت اور لمبی ناک، سفید دانت، آنکھیں اور ابرو ملی ہوئی ہیں، گھنی داڑھی، مضبوط بازو، اور خوبصورت چہرہ ہے۔

ایک عورت ان کے پاس آ کر کھڑی ہوئی جو پردے میں تھی یہ سب لوگ حجر اسود کی

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۷۹۔

(۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۳۔

طرف بڑھے اور سب سے پہلے اس شخص نے سلام کیا اس کے بعد اس نوجوان نے اور آخر میں اس خاتون نے سلام کیا پھر اس ہستی نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور اس کی اتباع میں اس نوجوان (حضرت علی علیہ السلام) اور اس خاتون نے بھی طواف کیا۔

اس وقت ہم نے پوچھا اے ابا الفضل اس دین کو ہم نہیں پہچانتے، کیا یہ کوئی نیا مذہب ہے؟۔اس نے جواب دیا یہ میرے بھائی کے فرزند حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ نوجوان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور یہ خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں، اس کرہ ارض پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی اللہ تعالی کی اس طرح عبادت نہیں کرتا۔(۱)

شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید کہتے ہیں: جان لیجیے ہمارے علماء متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔(۲)

اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں۔ مذکورہ تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے اور اگر کوئی اس کا مخالف ہے تو اس کی مخالفت شاذ و نادر ہے۔

اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔(۳)

☆ عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۵۶.

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۱۲۲.

(۳) شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۱۲۵.

حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"انک أوّل المؤمنین معي ایماناً وأعلمهم بآیات اللهِ وأوفاهم بعهد الله وأرأفهم بالرعیه وأقسمهم بالسویّه و أعظمَهم عند الله مزیّه(۱)

بیشک آپ مومنین میں سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے، سب سے زیادہ اللہ کی آیات جاننے والے، سب سے زیادہ بہتر انداز میں اللہ کے عہد کو نبھانے والے، سب سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مہربان ہیں اور برابر سے تقسیم کرنے میں سب سے زیادہ بہتر ہیں آپ کا مرتبہ اللہ تبارک تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے۔

☆ ترمذی نے روایت کی ہے کہ راوی نے کہا میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

"أنا عبد اللّه وأخو رسوله وأنا الصدیّق الأکبر لا یقولها بعدي الاّ کاذب مفتر ، صلیت مع رسول الله قبل الناس بسبع سنین.

میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں اور میرے بعد یہ دعویٰ کرنے والا جھوٹا بہتان باندھنے والا ہے اور سب سے پہلے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سات سال کی عمر میں نماز پڑھی۔(۲)

☆ شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ نے خدیجہ بن ثابت انصاری، صاحب ذی الشہادتین رضی اللہ عنہ سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

---

(۱) کشف الغمہ ج۱ص۸۵.

(۲) تاریخ طبری ج۲ص۵۶.

ما كنت احسب هذا الأمر منصرفاً

عن هاشم ثم منها عن أبي حسن

أليس أول من صلّىٰ لقبلتهم

وأعرفُ النّاسِ بالآثار والسننِ

وآخرُ الناسِ عهداً بالنبي و مَن

جبريل عونٌ له في الغسلِ والكفنِ

من فيه ما فيهم لا يمترون به

وليس في القومِ ما فيهِ من الحسنِ

ما ذا الذي ردّكم عنه فنعلمه

ها ان بيعتكم من أغبن الغبن

میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ امر خلافت کو بنی ھاشم میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دور رکھا جائے گا۔ میں کبھی بھی جناب ہاشم اور پھر ان کی اولاد سے منہ موڑنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی اس فضیلت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور وہ سنن نبیؐ کے سب سے زیادہ عارف ہیں اور آخر دم تک عہد نبیؐ پر قائم رہے حضرت نبیؐ کو غسل و کفن دینے میں جبرئیل انھیں کے مددگار تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔قوم کی تمام خوبیاں ان میں بدرجہ کامل تھیں اور پوری قوم میں ان جیسی خوبیاں نہیں ہیں۔کیا چیز ہے جس نے تمہیں ان سے ہٹا دیا ہے تاکہ ہم بھی اسے جان لیں خبردار تمہاری بیعت دھوکوں میں سب سے بڑا دھوکا ہے(۱)

....

(۱)ارشاد ج۱ص۳۲.

☆ ابن حجر اپنی کتاب الاصابہ میں ابی لیلہ غفاری سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابی لیلہ غفاری نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ستکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالزموا علی بن أبي طالب فانه أول من آمن بی وأولُ من يُصافحنی يوم القيامه وهو الصديق الاکبر وهو فاروق هذه الامة وهو يعسوب المؤمنينْ والمالُ يعسوبُ المنافقين.

عنقریب میرے بعد فتنے اٹھیں ہوں گے اس وقت تم حضرت علی (ع) کے دامن کو تھام لینا کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے وہ پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے وہ اس امت کے صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں اور وہ مومنین کے رہنما ہیں جبکہ مال منافقین کا رہنما ہے۔(۱)

---

(۱) ابن حجر الاصابہ ج ۷ حصہ اول ص ۱۶۷.

قرآن مجید میں علیؑ کے فضائل

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾(۱)

بیشک اللہ اور اس کا رسول اور اس کے بعد وہ تمہارا ولی ہے جو ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رکوع کی حالت میں زکات ادا کی۔

زمخشری اپنی کتاب کشاف میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔ زمخشری مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت میں تو جمع کا لفظ آیا ہے اور یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے کس طرح درست ہوسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی کام کا سبب فقط ایک ہی شخص ہو تو وہاں اس کے لئے جمع کا لفظ استعمال ہوسکتا ہے تا کہ لوگ اس فعل کی شبیہ بجا لانے میں رغبت حاصل کریں اور ان کی خواہش ہو کہ ہم بھی اس جیسا ثواب حاصل کرلیں۔(۲)

---

(۱) سورہ مائدہ آیت ۵۵۔

(۲) الکشاف ج ۱ص ۶۴۹۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِد مِنْهُ. ﴾(۱)

کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اسی سے ہے۔

سیوطی در منثور میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أفمن كان علىٰ بينَةٍ من ربهِ و يتلوه شاهدٌ منه.

وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہے وہ میں ہوں اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی سے ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (۲)

نیز اور اللہ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَايَسْتَوُونَ ﴾ (۳)

کیا ایمان لانے والا اس شخص کے برابر ہے جو بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

واحدی نے مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی محیط نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا۔

---

(۱) سورہ ہود آیت ۱۷۔ (۲) سیوطی نے در منثور میں اس آیت کے ذیل میں اس مطلب کو بیان کیا ہے۔

(۳) سورہ سجدہ: آیت ۱۸۔

میں آپ سے عمر میں زیادہ، زبان میں گویا تر اور زیادہ لکھنا جانتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تم تو فاسق ہو اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ.﴾

کیا ایمان لانے والا شخص اس کے برابر ہے جو کھلی بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

ابن عباس کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام مومن ہیں اور ولید بن عقبہ فاسق ہے۔(۱) نیز اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَ إِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلٰيهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ.﴾

(اے نبی کی ازواج) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اگر تم دونوں نبی کے خلاف کمر بستہ ہو گئیں تو بیشک اللہ، جبرئیل اور صالح مومنین اس کے مددگار ہیں اور ان کے بعد ملائکہ ان کی پشت پر ہیں۔(۲)

ابن حجر کہتے ہیں طبری نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام ابن عباس، حضرت امام محمد بن علی الباقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (۳)

---

(۱) واحدی اسباب نزول ص ۲۶۳. (۲) سورہ تحریم: آیت ۴. (۳) ابن حجر العسقلانی فتح الباری، ج ۱۳ ص ۲۷.

اسی طرح خداوند عالم کا یہ ارشاد:

﴿ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ﴾ (١)

اس واقعہ کو تمہارے لیئے یادگار بنادیں تا کہ یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیت وتعیھا اُذن واعیہ کی تلاوت فرمائی اور پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کے کانوں کو ان خصوصیات کا مالک بنادے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم سے جس چیز کو بھی سنتا تھا اسے فراموش نہیں کرتا تھا۔ (٢)

حضرت علی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایک اور یہ فرمان ہے:

﴿ أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾ (٣)

آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم میں ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: أنا المنذر وعلي الهادي وبک یا علی یھتدی المھتدون من بعدی. میں ڈرانے والا اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں، اس کے بعد اسی جگہ فرمایا: اے علی (علیہ السلام) میرے بعد ہدایت چاہنے والے تیرے ذریعے ہدایت پائیں گے (٤)

(١) سورہ حاقہ آیت ١٢. (٢) تفسیر ابن جریر الطبری ج ٢٩ ص ٣٥.

(٣) سورہ رعد آیت ٧. (٤) کنز العمال ج ٦ ص ١٥٧.

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے: ﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلاَنِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلاَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُونَ ﴾

وہ لوگ جو دن اور رات میں اپنا مال پوشیدہ اور آشکار طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور انہیں کسی قسم کا خوف و غم نہیں ہے۔ (۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے آپ نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲)

نیز اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا. ﴾ (۳)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے عنقریب خدائے رحمٰن ان کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضل و کمال کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیات میں

---

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۷۴. (۲) اس روایت کو اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری نے ج ۴ ص ۲۵، ذکر کیا ہے۔ اور اسی مطلب کو زمخشری نے تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے۔

(۳) سورہ مریم آیت ۹۶.

خداوندمتعال کا ارشاد **سیجعل لھم الرحمن ودا** خصوصی طور پر آپ کی بابرکت شان کی عکاسی کرتا ہے۔اسی کے بارے میں ابوحنفیہ کہتے ہیں کہ کوئی مومن نہیں ہے جس کے دل میں حضرت علی علیہ السلام اوران کے اہلبیت کی محبت قائم نہ ہو۔(۱)

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ.﴾(۲)

جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک کام کئے یہی لوگ مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یا علي تاتي أنت و شیعتک یوم القیامة راضین مرضین و یأتي عدوک غضاباً مقمّحین.

(اے علیؑ)وہ خیر البریہ آپ اورآپ کے شیعہ ہیں آپ اورآپ کے شیعہ قیامت کے دن خوشی ومسرت کی حالت میں آئیں گے اورآپ کے دشمن رنج وغضب کی حالت میں آئیں گے۔

---

(۱) ریاض النضرہ ج۲ص۲۰۷،الصواعق ابن حجرص۱۰۲،نورالابصار شبلنجی ص۱۰۱.

(۲) سورہ البینہ آیت ۷

قال: ومن عدوی؟

حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میرا دشمن کون ہے؟

قال: من تبرأ منک ولعنک

آپ نے فرمایا:

جو آپ سے دوری اختیار کرے اور آپ کو برا بھلا کہے وہ آپ کا دشمن ہے۔(۱)

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

﴿ یاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ . ﴾(۲)

اے مومنین! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

سورہ توبہ کی اس آیہ شریفہ کے ذیل میں جناب سیوطی کہتے ہیں: ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿ اتَّقُوا اللهَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ ﴾(۳)

اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔(۴)

---

(۱) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۹۶، نور الابصار شبلنجی ص ۷۰ اور ص ۱۰۱.

(۲) سورہ توبہ آیت ۱۱۹.

(۳) سورہ توبہ آیت ۱۱۹.

(۴) سیوطی درمنثور در ذیل آیت.

اس میں سچوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

نیز اللہ کا فرمان ہے: ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ.﴾ (۱)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے کے کام کو اس شخص کی خدمت کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لا چکا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کر چکا ہے یہ دونوں خدا کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور خدا ظالموں کو سیدھے راستہ کی ہدایت نہیں کرتا۔

السدي کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام، جناب عباس اور شیبہ بن عثمان آپس میں فخر کیا کرتے تھے، حضرت عباس کہتے تھے میں آپ سب سے افضل ہوں کیونکہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں، جناب شیبہ کہتے تھے کہ میں نے مسجد خدا کی تعمیر کی۔ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں: میں نے حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ. يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ.﴾ (۲)

---

(۱) سورہ توبہ: آیت ۱۹۔ (۲) سورہ توبہ آیت ۲۰ تا ۲۱، تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۶۸۔

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالی کی راہ میں جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اللہ تعالی کے نزدیک انکا بہت بڑا مقام ہے، یہی لوگ کامیاب ہیں اللہ تعالی نے انہیں اپنی رحمت کی بشارت دی ہے باغات اور جنت انہیں کے لیئے ہیں اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

نیز اللہ تعالی یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئولُون. ﴾ (۱)

انہیں روکو، ان سے سوال کیا جائے گا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انہیں روکو، کیونکہ ان سے ولایت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اسی مطلب کو واحدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے فرمان وقفوھم انھم مسئولون ۔ کہ انہیں ٹھہراؤ یہ لوگ ذمہ دار ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کی ولایت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا فقط یہی اجر مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو۔

---

(۱) سورہ صافات آیت ۲۴.

کیا ان لوگوں نے (حضرت) علی علیہ السلام اور اولاد علیؑ سے اسی طرح محبت کی جس طرح رسول اللہ (ص) نے حکم دیا تھا یا انہوں نے ان سے محبت کرنے کا اہتمام نہیں کیا اور اسے اہمیت نہیں دی لہٰذا اس سلسلہ میں ان لوگوں سے پوچھا جائے گا۔(۱)

خداوند عالم کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا مَنْ یَرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِینِهِ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ أَعِزَّةٍ عَلَی الْکَافِرِینَ یُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَلَایَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ﴾.(۲)

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر لے آئے گا جنہیں اللہ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہونگے، مومنین کے ساتھ نرم اور کافروں کے ساتھ سخت ہونگے اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ خدا کی مہربانی ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا صاحب وسعت اور جاننے والا ہے۔

فخر الدین رازی اور علماء کا ایک گروہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی، اور اس پر دو چیزیں دلالت کرتی

(۱) الصواعق محرقہ ابن حجر ص ۷۹۔

(۲) سورہ مائدہ آیت ۵۴۔

ہیں پہلی یہ کہ جب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر کے دن فرمایا:

لأدفعن الرایه غداً الیٰ رجلٍ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ.

کل میں یہ پرچم اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد پرچم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا لہٰذا یہ وہ صفت ہے جو آیت میں بیان ہوئی ہے۔

دوسری یہ کہ اللہ نے اس آیت کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان فرمائی:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾

تمہارا حاکم اور سردار فقط اللہ، اس کا رسول، اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں۔

ابن جریر کہتے ہیں:

اگر یہ آیت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس سے پہلی والی آیت کا حضرت علی کے حق میں نازل ہونا اولی ہے۔ (۱)

نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاَتَعْلَمُونَ﴾ (۲)

---

(۱) فخر رازی نے تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ کی اس آیت کے ذیل میں یہ تفسیر بیان کی ہے۔ (۲) سورہ نحل آیت ۴۳.

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

جابر جعفی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت "فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" نازل ہوئی تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے تھے ہم اہل ذکر ہیں۔ (۱)

اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

﴿ أَفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللهِ أُوْلَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا رہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا کے سلسلے میں سخت ہو گئے ہیں وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (۲)

یہ آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتی ہے کیونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ علیہ السلام، ابولہب اور اس کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حمزہ وہ ہیں جن کے سینوں کو اللہ تبارک تعالی نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور ابولہب اور اس کی اولاد وہ ہے جن کے دل سخت ہیں۔ (۳)

---

(۱) تفسیر ابن جریر طبری ج ۷ اص ۵.

(۲) سورہ زمر: ۲۲.

(۳) ریاض النضرہ محب طبری ج ۲ ص ۲۰۷.

ایک اور آیت میں اللہ فرماتا ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾(۱)

مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں اور بعض (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (ذرا سی بھی) تبدیلی اختیار نہیں کی۔

حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے وہاں آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

یہ آیت میرے چچا حمزہ اور میرے چچازاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور میری شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ اپنی ذمہ داری بدر کے دن شہید ہو کر پوری کر گئے اور حمزہ احد کے دن درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنی حیات مکمل کر گئے۔ اور میں اس کا منتظر و مشتاق ہوں۔ پھر اپنی ریش مبارک اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ عہد ہے جو مجھ سے میرے حبیب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا ہے۔(۲)

اس طرح خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾(۳)

---

(۱) سورہ احزاب: ۲۳۔ (۲) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۸۰۔

(۳) سورہ زمر: ۳۳۔

اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ (تو) پرہیز گار ہیں۔

ابو ہریرہ کہتا ہے کہ صدق کو لانے والے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں (۱)

ایضاً اللہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَایَبْغِیَان فَبِأَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان﴾. (۲)

اس نے آپس میں ملے ہوئے دو دریا بہا دیئے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لولو اور مرجان) نکلتے ہیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے مرج البحرین یلتقیان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور برزخ لا یبغیان سے مراد حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور یخرج منهما اللؤلؤ و المرجان سے مراد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔ (۳)

ایضاً اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

---

(۱) سیوطی درمنثور ذیل تفسیر آیہ۔ (۲) سورہ رحمن: ۱۹ تا ۲۲.

(۳) سیوطی درمنثور۔

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

جو لوگ برے کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا ان کا جینا و مرنا مساوی ہے یہ لوگ (کیسے کیسے) برے حکم لگایا کرتے ہیں۔(۱)

کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور تین مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یہ تینوں مومنین سے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو اگر ہم حق کہہ دیں تو ہمارا حال قیامت والے دن تم سے بہتر ہوگا۔ جیسا کہ دنیا میں ہماری حالت تم سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالی نے اپنے اس فرمان کے ساتھ ان کی نفی کی ہے کہ یہ واضح ہے کہ ایک فرمانبردار مومن کا مرتبہ و مقام ایک نافرمان کافر کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔(۲)

ایضاً اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾

---

(۱) سورہ جاثیہ: ۲۱۔

(۲) تفسیر کبیر، فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ۔

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو بیٹا اور داماد بنادیا (اور) پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔(۱)

محمد بن سرین اس آیت کی تفسیر میں کہتا ہے کہ یہ آیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا زاد اور آنحضرت کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیھا کے شوہر ہیں گویا ''نسبا'' اور'' صھراً '' کی تفسیر یہی ہستی ہے۔(۲)

ایضاً پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِى خُسْرٍ . إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳)

زمانے کی قسم بیشک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ إِنَّ

(۱) سورہ فرقان:۵۴.

(۲) نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۲.

(۳) سورہ عصر.

الْاِنسَانَ لَفِی خُسْرٍ ، سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے اور ''اِلَّا الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ'' سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت سلمان ہیں۔(۱)

ایضاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ .﴾(۲)

اعراف پر کچھ ایسے لوگ (بھی) ہوں گے جو لوگوں کی پیشانیاں دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے۔

ثعلبی نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں پل صراط کی ایک بلند جگہ کا نام اعراف ہے اور اس مقام پر حضرت عباس، حضرت حمزہ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود ہوں گے وہاں سے دو گروہ گزریں گے یہ لوگ اپنے محبوں کو سفید اور روشن چہروں اور اپنے دشمنوں کو سیاہ چہروں کے ذریعے پہچان لیں گے۔(۳)

قارئین کرام! تھی یہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اور فضیلت میں نازل ہونے والی آیات کی یہ ایک جھلک ہے کیونکہ آپ کی شان میں نازل شدہ تمام آیات کو اس مقام پر بیان کرنا مشکل ہے۔ بہر حال خطیب بغدادی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور شان میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔(۴)

---

(۱) در منثور تفسیر سورہ عصر۔ (۲) سورہ اعراف:۴۶۔

(۳) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۰۱۔

(۴) تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج۶ ص ۲۲۱۔

ابن حجر اور شبلنجی ابن عامر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کے متعلق بھی اس قدر آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی آیات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔(۱)

ہم حضرت علی علیہ السلام کی بلند و بالا اور اعلیٰ وارفع شان اور آپ کی فضیلت اور اللہ کے نزدیک آپ کی عظیم منزلت کے متعلق نازل ہونے والی آیات کریمہ کا آنے والے ابواب میں تذکرہ کریں گے۔

(۱) صواعق محرقہ ص ۷۶، نور الابصار ص ۷۳.

آپ اور آپ کے اہل بیت ہی طاہر ومطہر ہیں

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.﴾(۱)

اے اہلبیت رسول! خدا کا فقط یہی ارادہ ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی اور رجس کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت ام سلمٰی ارشاد فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام حضرت حسن علیہ السلام، حضرت حسین علیہ السلام، اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اپنی چادر کے نیچے بلا کر فرمایا:

اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي أذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا. پروردگارا! یہی میرے اہلبیت اور خاص لوگ ہیں ان سے ہر قسم کی گندگی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

---

(۱) سورہ احزاب آیت ۳۳.

اس مقام پر حضرت ام سلمی نے کہا اے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں آپؐ نے فرمایا تم خیر پر ہو۔(۱)

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (۲)

جو شخص آپ سے (حضرت عیسی کے بارے میں) خواہ مخواہ الجھ پڑے اس کے بعد کہ تمہیں علم ہو چکا ہو تو (صاف صاف) کہہ دیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ اور پھر ہم آپس میں مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

معاویہ بن ابی سفیان' سعد بن ابی وقاص سے کہتا ہے کہ تمہیں کس چیز نے ابوتراب پر لعن وطعن کرنے سے منع کیا ہے؟

سعد نے جواب دیا:

تم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تین حدیثوں کو بھلا دیا جو حضرت علیؑ

---

(۱) صحیح ترمذی ج۲ص۳۱۹.

(۲) سورہ آل عمران آیت ۶۱.

کے فضائل میں بیان فرمائی تھی کہ اگر ایک بھی ان میں سے مجھے مل جاتی تو تمام دنیا و آخرت کی نعمتوں پر بھاری تھی لہٰذا ان کے ہوتے ہوئے میں حضرت علی علیہ السلام پر کس طرح لعن طعن کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا:

۱۔ ان پر ہرگز سب و شتم نہ کرنا۔

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک میں تشریف لے جا رہے تھے، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟۔

اس وقت میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

۲. **أما ترضیٰ أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى الّا أنه لا نبي بعدي.**

کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ میرے ساتھ آپ کی نسبت وہی ہو جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

۳۔ اور تیسرا مقام یہ ہے کہ میں نے جنگ خیبر والے دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا:

لأعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله.

میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، (اور) اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

(حضرت) علی کو میرے پاس بلالاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے ،آپؑ کی آنکھیں کچھ خراب تھیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں علم دیا اور اللہ نے فتح عطا فرمائی۔

اسی طرح جب یہ آیت قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ پروردگارا! یہی میرے اہلبیت ہیں۔(۱)

اس طرح آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا:

﴿یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیرًا وَیُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِینًا وَیَتِیمًا وَأَسِیرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِیدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا﴾(۲)

اور وہ اپنی منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیل جائے گی اور وہ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کے لیئے کھلاتے ہیں اور ہم کسی قسم کے بدلے اور شکریہ کے طالب نہیں ہیں۔

(۱) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضایل علی ابن ابی طالبؑ.

(۲) سورہ دھر آیت:۸ و:۹.

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام مریض ہو گئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوالحسن آپ اپنے بچوں کے لیئے منت مانیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا اگر خداوند متعال انہیں صحت عطا فرمائے تو میں تین دن تک روزہ رکھوں گا اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی یہی منت مانی۔

آپ کی کنیز جناب فضہ ثوبیہ نے بھی منت مانی کہ اگر میرے سردار ٹھیک ہو جائیں تو میں تین روزے رکھوں گی حضرت علی علیہ السلام شمعون خیبری کے پاس گئے اور اس سے تین صاع جو قرض لئے اور جناب فاطمہ کے پاس آئے بی بی نے ایک صاع جو کو پیس کر اس سے روٹی تیار کی۔

حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر گھر واپس آئے اور جب ان کے سامنے کھانا چنا گیا تو دروازے پر ایک مسکین نے آواز دی۔

السلام علیکم اھل بیت محمد.

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔

میں ایک مسکین مسلمان ہوں مجھے کھانا کھلائیں خدا آپ کو جنت کے پھل عطا کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس آواز کو سنا تو فرمایا سارا کھانا اسے دے دیں اور خود پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ روزہ افطار کیا۔

دوسرے دن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع جو کی روٹیاں تیار کیں حضرت

علی علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے جب کھانا لگایا گیا اس وقت ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر کہا۔

السلام علیکم اهل بیت محمد .

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔

مہاجرین میں سے ایک یتیم آپ کے دروازے پر کھڑا ہے، اسکا باپ شہید ہو چکا ہے اسے کھانا کھلائیں۔

آپؑ نے سارا کھانا اسے دے دیا اور دوسرے دن بھی پانی کے علاوہ کچھ نہ چکھا جب تیسرا دن ہوا جناب فاطمہؑ نے آخری صاع گندم کو پیسا اور اس سے کھانا تیار کیا حضرت علی علیہ السلام جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے اور کھانا لگایا گیا اس وقت دروازے پر کھڑے ایک قیدی کی صدا بلند ہوئی۔

السلام علیکم اهل بیت النبوة.

اے اہل بیت محمد آپ پر سلام ہو۔ دشمنوں نے ہمیں اسیر بنایا ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا اور کھانا تک نہ دیا آپ مجھ اسیر کو کھانا کھلائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے ساری غذا اس کے حوالے کر دی آپ نے تین شب و روز تک پانی کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے سب کو بھوکا دیکھا اس وقت اللہ تعالی نے آپ کی شان میں قرآن مجید میں: **هل أتى علىٰ الانسان حينٌ من الدهر** سے لے کر **جزاء ولا شكورا** تک کی آیات نازل فرمائیں۔(۱)

(۱) اسد الغابہ ابن جزری۔ ج ۵ ص ۵۳۰۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

﴿قُلْ لاَّأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ﴾(۱)

اے رسول (ص) ان سے کہہ دیں کہ میں تبلیغ رسالت کے سلسلے میں اپنے قرابت داروں یعنی اہلبیت کی محبت کے علاوہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

ایک اعرابی رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام قبول کروائیں تو حضرت نے فرمایا تم گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے عبد اور رسول ہیں۔ جب کلمہ توحید اور رسالت پڑھ چکا تو کہنے لگا مجھ پر اس کی کوئی اجرت ہے۔

فرمایا:

نہیں مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت۔

اس نے کہا، آپ کے قرابت داروں کی محبت پر میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور جو شخص آپ اور آپ کے قرابت داروں سے محبت نہیں کرتا اللہ اس پر لعنت کرے، اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آمین۔ (۲)

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے دن خطبہ کے درمیان فرماتے ہیں:

---

(۱) سورہ شوریٰ آیت ۲۳۔

(۲) حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۰۱۔

أيها الناس من عرفني فقد عرفني، و من لم يعرفني فأنا الحسن بن علي وأنا ابن النبي صلىٰ الله عليه و آله و سلم وأنا ابن الوصي وأنا ابن البشير و أنا ابن النذير و أنا ابن الداعي الىٰ الله باذنهِ وأنا ابن السراج المنير.

اے لوگو!

جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسنؑ ابن علی (علیہ السلام) ہوں میں حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرزند ہوں میں ابن وصی ہوں، میں بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا جگر گوشہ ہوں اور میں سراج منیر کا چشم و چراغ ہوں۔

نیز مزید فرمایا:

وأنا من أهل البيت الذين كان جبريل ينزل الينا ويصعدُ من عندنا و أنا من اهل البيت الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وأنا من أهل البيت الذى افترض الله مودتهم علىٰ كل مسلم فقال تبارك وتعالى لنبيه صلى الله عليه (وآله وسلم): قل لا أسألكم عليه اجراً الا المودة في القربىٰ.

میں ان اہلبیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جن کے ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے اور ہمارے ہاں سے آسمان کی طرف جاتے ہیں، میں ان اہلبیت سے ہوں جن سے اللہ تعالی نے رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھا جیسا پاک رکھنے کا حق ہے، میں ان اہلبیت کی فرد ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں پر واجب اور ضروری قرار دی۔

اور اللہ تبارک تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

ان لوگوں سے کہہ دیں میں تم سے اپنے اہلبیت کی محبت کے علاوہ کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا۔ بہر حال جو شخص نیکی کو پہچان لیتا ہے اس کی نیکیوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور نیکیوں کی پہچان ہم اہلبیت کی محبت ہے۔(۱)

یہاں تک تو ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آیت مودۃ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کی شان میں نازل ہوئی البتہ وہ روایات جو بتاتی ہیں فقط حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ ان روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ سب روایات مندرجہ بالا مطلب کی حکایت کرتی ہیں۔

☆ جناب زمخشری صاحب اپنی کتاب کشاف میں آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جب آیت مودۃ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔

تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وہ علی (علیہ السلام)، فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اور ان کے دو بیٹے ہیں۔

☆ تفسیر کبیر میں فخر رازی آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحب کشاف کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

---

(۱) مستدرک صحیحین ج ۳ ص ۱۷۲۔

فثبت أن هؤلاء الاربعة أقارب النبي صلىٰ الله عليه و آله و سلم.

پس ثابت ہو گیا کہ یہی چار ہستیاں ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔

اس کے بعد مزید کہتے ہیں:

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم پر واجب ہے کہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر دوسروں کی نسبت ان کی زیادہ عزت اور تعظیم کریں۔

۱۔ بے شک اہلبیت علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی طرف تمام امور کی بازگشت ہوتی ہے اور ہر وہ شخص جس کی بازگشت ان (اہل بیت) کی طرف ہو وہی محبت کا حقدار ہے۔

اور اس میں بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہ مطلب تواتر کے ساتھ روایات میں موجود ہے۔

۲۔ یہ بات بلاشک وتردید ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بہت محبت کرتے تھے اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق فرمایا:

فاطمة بضعة مني يؤذيني مايؤذيها

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔

یہ بات بھی مواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، جب یہ سب کچھ روز روشن کی طرح واضح ہے تو امت پر (اللہ تعالی کے درجہ ذیل فرامین کی روشنی

میں) اہلبیت کی اطاعت اور محبت ضروری ہے۔

۱. ﴿ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ. ﴾(۱)

ان کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

۲. ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ ... ﴾(۲)

پس ان لوگوں سے ڈرو (بچو) جو امر خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

۳. ﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ ... ﴾

اے رسول ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

۴. ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ... ﴾

بے شک تمہارے لیئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

۳۔ آل کے لئے دعا ایک بہت بڑا منصب ہے اسی وجہ سے اس کو تشہد کی صورت میں نماز کے اختتام پر واجب قرار دیا گیا ہے اور اس کی صورت اللھم صلی علی محمد و آلہ محمد ہے۔

---

(۱) سورہ اعراف آیت ۱۵۸.

(۲) سورہ نور آیت ۶۳.

(۳) سورہ آل عمران آیت ۳۱.

(۴) سورہ احزاب آیت ۲۱.

یہ تعظیم آل کے علاوہ کسی اور کے حق میں بیان نہیں ہوئی ہے، ان سب مطالب کی اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت محمدؐ وآل محمد کی محبت ہم سب پر واجب ہے۔(۱)

تفسیر المیزان میں جناب ابن عباس سے روایت موجود ہے کہ جب یہ آیت " قل لا أسألکم علیه اجراً الا المودة في القربیٰ" نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا:

یارسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے۔

آپؐ نے فرمایا ان سے مراد علیؑ۔فاطمہؑ۔اور ان کی اولاد(علیہم السلام) ہیں۔صاحب تفسیر میزان کہتے ہیں کہ طبرسی نے مجمع البیان میں وولدھا کی جگہ و" ولدھا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔(۲)

---

(۱) فخر رازی تفسیر کبیر ذیل آیت مودۃ.

(۲) المیزان فی تفسیر القرآن ج۸ص۵۲.

آنحضرتؐ کے فرامین اور اہلبیتؑ کی عظمت

صادق اور امین کی زبان سے وحی الٰہی کے نمونے

حضرتؐ کے ارشادات اور اہلبیتؑ کی عظمت

گزشتہ فصل میں ہمارے لئے واضح ہوگیا ہے کہ اہل بیتؑ رسول کون ہیں کیونکہ آیت تطہیر، حدیث کساء، آیت مباہلہ اور آیت مودۃ نے واضح کردیا کہ اطہارؑ وہی ہیں جو ہر گندگی سے پاک ہیں اور ان کی مودۃ ومحبت کو خداوند عالم نے ہر مسلمان پر واجب قرار دیا ہے اور یہی پاک ہستیاں ہی تعظیم اور دعا کے ساتھ مخصوص ہیں اسی وجہ سے نماز میں اللہ تعالی نے ان کے ذکر اور ان پر درود بھیجنے کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر اور درود وسلام کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ہم یہاں پر مناسب سمجھتے ہیں کہ حضرت رسول اکرمؐ (جوکہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق ومہربان تھے)؛ کے ان اقوال کو بیان کریں جن میں آپ نے اپنی امت کو اپنے بعد انحراف سے ڈرایا ہے اور قرآن مجید کے ہم پلہ یعنی عترت کے بارے میں سفارش کی ہے، لہٰذا ہم ان احادیث کو ذیل میں بیان کرتے ہیں:

حدیث ثقلین

☆ زید ابن ارقم اور حبیب ابن ابی ثابت کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انّي تارک فيکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدي أحدهما أعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي أهل بيتي ولن يتفرقا حتىٰ يردا عليَّ الحوض فانظروا کيف تخلفوني فيهما."(۱)

میں تم میں دو (گرنقدر) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے اسکو مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ان میں ہر ایک دوسری سے بڑھ کر (قیمتی) ہے (ایک) اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان دراز رسی ہے اور (دوسری) میری عترت اور اہلبیت ہے یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں دیکھو تم میرے بعد کس طرح ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرو۔

☆ حذیفہ بن اسد الغفاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أيها الناس انى فرطکم و انکم واردو ن عليُّ الحوض فاني سا ئلکم حين تردون عليُّ عن الثقلين فأنظر وا کيف تَخلّفو ني فيهما الثقل الأ کبر کتاب الله سبب طرفه بيد الله و طرفه بايديکم فأستمسکوا به لا تضلوا ولا تبدلوا و عترتي أهل بيتي فانه قد نبّأني اللطيف الخبير أنهما لن يفترقا حتىٰ يردا عليَّ الحوض.(۱)

اے لوگو، میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے متعلق سوال کروں گا۔

....

(۱) صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۰۸، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۲، سیوطی در منثور ذیل آیت وغیرہ

دیکھو! کس طرح ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرو۔ ثقل اکبر، اللہ کی ایسی کتاب ہے جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو تو گمراہی اور ضلالت سے بچ جاؤ گے اور دوسری میری عترت اور اہل بیت (علیہم السلام) ہے مجھے خداوند لطیف وخبیر نے بتایا ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔(۱)

اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے پہلے جانے والا ہوں تم میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے ہو۔ جسکی چوڑائی صنعاء سے بصرہ تک کی دوری کے برابر ہے جس میں سونے اور چاندی کے جام ہونگے پس دیکھو کس طرح دو بھاری اور گراں قدر چیزوں کے متعلق تم میری وصیت پر عمل کرتے ہو، پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ گراں قدر چیزیں کون سی ہیں؟

فرمایا: ان میں ثقل اکبر اللہ کی کتاب ہے اور وہ رسی ہے جس کا ایک کنارہ اللہ اور دوسرا کنارہ آپ کے پاس ہے اگر اس سے متمسک رہے تو ذلیل اور گمراہ نہ ہوں گے۔ اور ثقل اصغر میری عترت ہے یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچنے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے اور ان دونوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اور ان دونوں سے آگے نہ نکلنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور انہیں سکھانے کی کوشش بھی نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں تم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔(۲)

---

(۱) ابو نعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء ج۱ص ۳۵۵۔ اسی روایت کو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج۸ص۴۴۲ پر اور صاحب کنز العمال نے ج۷ص ۲۲۵ پر بیان کیا ہے۔

(۲) کنز العمال ج۱ص ۴۷۔

☆ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجتہ الوداع سے واپس آرہے تھے اور جب غدیر خم پر پہنچے تو کاروان کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ میں نے آپ لوگوں کو دعوت دی اور تم نے قبول کیا بے شک میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ہر ایک چیز دوسری سے بڑھ کر ہے اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ پس دیکھو کس طرح تم ان دونوں کے متعلق میری وصیت پر عمل کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگی یہاں تک حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گی۔

پھر فرمایا: بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں پھر حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من کنتُ مولاہُ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ.

جس جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے اللہ اس سے محبت رکھ جو علی سے محبت رکھے اور اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔ (۱)

صاحب مستدرک کہتے ہیں کہ شیخین کی شرط سے یہ حدیث صحیح ہے اور اسی حدیث کو نسائی نے خصائص میں ص ۲۱ پر بیان کیا ہے وہ آخر میں کہتے ہیں ابو طفیل کہتا ہے کہ میں نے زید سے کہا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود دیکھا اور سنا پس آپؐ نے فرمایا:

کجاووں میں کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جس نے (اس منظر کو) اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور کانوں سے نہ سنا ہو۔

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۹۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:
اے لوگو! میں عنقریب ہی اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت (اہلبیت) چھوڑ رہا ہوں پھر حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا۔

هذا علي مع القرآن و القرآن مع علي لا يفترقان حتیٰ يردا عليَّ الحوض فا سألوهما ماخلّفت منهما.

یہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں ان کو میں نے خلیفہ بنایا ہے پس میں ان دونوں کے بارے میں سوال کروں گا۔(۱)

قارئین کرام! ہوسکتا یہاں پر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ حدیث ثقلین مختلف الفاظ میں بیان کی گئی ہے ایسا کیوں ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ثقلین کے الفاظ کا مختلف ہونا اشکال کا موجب نہیں ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث شریف کو مختلف مواقع پر ذکر کیا جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مثلاً روز عرفہ حجۃ الوداع کے موقع پر اس حدیث کو بیان فرمایا اور پھر مدینہ میں اپنے مرض کے دوران بھی یہی حدیث شریف ذکر فرمائی۔ اسوقت آپ کا حجرہ مبارک اصحاب کرام

---

(۱) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۷۵.

سے بھرا ہوا تھا ایک مرتبہ اسے غدیر خم میں بیان فرمایا اور چوتھی مرتبہ طائف سے واپسی کے بعد جب آپ خطبہ دے رہے تھے تو اس وقت ذکر فرمایا۔ بہر حال مختلف مواقع اور متعدد مقامات پر کتاب عزیز اور عترت اطہار کی قدر و منزلت اور شان وشوکت کو بیان کرنے کے لیئے حضرت نے اہتمام کے ساتھ اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔(۱)

حدیث سفینہ

☆ حنش کنانی کہتا ہے کہ میں نے جناب ابوذر سے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے پس میں وہی ہوں جس کو تم جانتے ہو اور جو مجھے نہیں جانتا وہ (جان لے کہ میں) ابوذر ہوں میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

مثل أهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق.

تم میں میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور اس سے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔(۲)

حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث درست ہے۔ کیونکہ یہ روایت صحیح مسلم میں موجود ہے اور اس نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب کی تیسری جلد میں ایک اور سند کے ساتھ بیان کیا ہے عباد بن عبداللہ اسدی کہتے ہیں کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ایک مقام پر تھا اس

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۱ ص ۳۲۔ شیخ سبحانی۔

(۲) مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۳۴۳۔

وقت ایک شخص آیا اور اس نے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔

افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهدمنه.

کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے ایک کھلی دلیل پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اس کے نفس سے ہے۔

اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا قریش میں سے کسی شخص کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے کہ قرآن کا ایک حصہ اس کی شان میں نازل ہوا ہو صرف اہلبیت علیہم السلام کی شان میں ایسا ہے۔

خدا کی قسم وہ لوگ جانتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر ہم اہلبیت سے پہلے کسی کا تذکرہ نہیں تھا اگر یہ وسیع میدان سونے اور چاندی سے میرے لئے بھر دیا جائے تو میں اس عظمت کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔

خدا کی قسم اس امت میں ہماری مثال نوح کی قوم میں کشتی نوح بنی اسرائیل کے باب حطہ جیسی ہے۔(۱)

☆ ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

مثل أهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق.

---

(۱) کنزالعمال : جلد ۱ص ۲۵۰.

تم میں میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے اس پر جو سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے رہ گیا وہ غرق ہوا۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
میرے اہلبیت کی مثال نوح کی کشتی کی جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے تمسک کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جو اس سے رہ جائیگا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔(۲)

☆ ابن حجر کہتے ہیں:

حضرت اہلبیت علیہم السلام کی کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس نے ان سے محبت اور ان کی تعظیم کی اور اس نعمت کا شکریہ ادا کیا اور انہیں ہدایت کی نشانیاں سمجھا وہ مخالفتوں کی تاریکی سے نجات پا گیا اور جو ان سے پیچھے رہ گیا وہ کفر کے سمندر میں اپنی سرکشی کی وجہ سے غرق اور ہلاک ہو گیا۔(۳)

حدیث باب حطہ۔

☆ متقی ہندی کنز العمال میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی بن أبي طالب باب حطة من دخل منها کان مؤمنا و من خرج منها کان کافرا.(۴)

---

(۱) مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۱۶۸۔ (۲) ذخائر عقبی محب طبری ص ۲۰۔

(۳) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۵۳۔

(۴) کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۳۔

علی ابن ابی طالب باب حطہ ہیں جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہو گیا وہ کافر ہے۔

☆ کنز العمال کے حوالے سے بیان شدہ حدیث باب حطہ کی تشریح کرتے ہوئے ''مناوی'' فیض قدیر میں کہتا ہے۔

جس طرح خداوند متعال نے بنی اسرائیل کے لیئے باب حطہ میں تواضع، انکساری اور خضوع وخشوع کے ساتھ داخل ہونے کو عام بخشش کا ذریعہ قرار دیا تھا۔اسی طرح اس امت (محمدی) کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور ہدایت کو عام بخشش، جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کا سبب قرار دیا ہے۔اور اس باب سے خارج ہونے کا مطلب حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کرنا ہے۔(۱)

چنانچہ علامہ فیروز آبادی کہتے ہیں کہ مناوی کی مذکورہ وضاحت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مقابلے میں خروج کرنے والے کافر ہیں۔(۲)

☆ ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إنـمـا مثل أهـل بيتي فيكـم مثل باب حطه في بني إسرائيل من دخله غفر له.

---

(۱) فیض القدیر ج۴ص۳۵۶.

(۲) فضائل خمسہ من صحاح ستہ فیروز آبادی ج۲ص۲۶.

تم لوگوں میں اہلبیت علیہم السلام بنی اسرائیل کے باب حطہ کی مثل ہیں جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ بخشا جائے گا۔(۱)

میری امت کی امان میرے اہلبیت ہیں

☆ حاکم نے روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النجوم أمان لأهل الارض من الغرق وأهل بيتي امان لامتي من الإختلاف،فا ذا خالفتها قبيلة من العرب إختلفوا فصاروا حزب إبليس.

غرق سے بچنے کے لئے ،ستارے اہل زمین کے لئے امان ہیں اور اختلاف سے بچنے کے لیئے میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں عرب کا جو قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا وہ حزب شیطان قرار پائے گا۔(۲)

☆ ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام کے وقت مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور نماز عشاء ادا کرنے میں اتنی تاخیر فرمائی۔

یہاں تک کہ سرخی زائل ہوگئی اور کچھ وقت گزر گیا اور لوگ مسجد میں آپ کے منتظر تھے اس وقت حضرت نے فرمایا:

آپ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا ہم نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۶۸۔ اور صواعق محرقہ ابن حجر ص ۲۳۶.

(۲) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۹ ،صواعق محرقہ ابن حجر ص ۲۳۶.

اس وقت آنحضرت نے فرمایا:

یقیناً تم لوگ ہمیشہ نمازی رہو گے کیونکہ تم نماز کا اس قدر انتظار کرتے ہو پھر فرمایا کیا جانتے ہو تم سے پہلے والی امتوں نے نماز کو یوں نہیں پڑھا پھر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا:

ستارے اہل آسمان کے لیئے باعث امن ہیں اور جب ستارے غائب ہو جائیں گے تو آسمان ایسا ہو جائے گا جیسا اس کے بارے میں وعدہ کیا گیا ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا:

میرے اہلبیت میری امت کے لیئے امان ہیں جب میرے اہلبیت اس دنیا سے چلے جائیں گے تو میری امت کے لیئے وہ دن آجائے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی قیامت) (۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ستارے اہل آسمان کے لیئے امان ہیں جب ستارے غائب ہو جائیں گے تو اہل آسمان بھی ختم ہو جائیں گے اور میرے اہلبیت علیھم السلام اہل زمین کے لیئے امان ہیں جب اہلبیت اس دنیا سے چلے جائیں گے تو اس وقت اہل ارض بھی مٹ جائیں گے۔ (۲)

☆ ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس موجود تھے، حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں اور آپ کو چادر اڑھا دی۔ ان کے ساتھ

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۴۵۸۔

(۲) ذخائر العقبی، المحب الطبری ص ۱۷، صواعق محرقہ ابن حجر ص ۲۳۶۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام بھی تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے جناب زہراؑ سے پوچھا۔

آپؑ کے شوہر نامدار کہاں ہیں؟

جائیں انہیں بلا لائیں۔

آپؑ گئیں اور انہیں بلا لائیں۔

حضرت نے کچھ تناول فرمایا اور کساء کو سب پر ڈال دیا اور اس کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ میں پکڑا اور دائیں انگلی آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا:

"اللهم هؤلاء أهل بيتي وحامّتي و خاصّتي اللهم أذهب عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً أنا حرب لمن حاربهم سلمٌ لمن سالمهم عدو لمن عاداهم".

اے پروردگار!

یہ میرے اہلبیت ہیں اور میرے رشتہ دار و خواص ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاک پاکیزہ رکھنے کا حق ہے جو ان سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا جو ان سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا اور جو ان سے دشمنی رکھے گا میں بھی اس سے دشمنی رکھوں گا۔(۱)

☆ حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خیمہ میں ٹیک لگائے دیکھا اور خیمے کے اندر حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت امام حسنؑ اور

....

(۱) ذخائر عقبیٰ ص۲۳.

حضرت امام حسین (علیہم السلام) تھے تو اس وقت آپؑ نے فرمایا:

اے مسلمانو! میں اس شخص کے ساتھ صلح کروں گا جو اہل خیمہ کے ساتھ صلح کرے گا اور اس کے ساتھ جنگ کروں گا جو ان کے ساتھ جنگ کرے گا میں اس کا دوست ہوں جو ان کا دوست ہے، ان سے محبت وہی کرے گا جو حلال زادہ اور جس کا نسب صحیح ہوگا اور ان سے بغض و عداوت وہی رکھے گا جو حلال زادہ اور جو صحیح النسب نہ ہوگا۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نحن أهل بيت لا يقاس بنا أحد(۲)

ہم اہلبیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا موازنہ نہیں ہوسکتا۔

☆ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ آل محمد کی وہی منزل ہے جو بدن کی نسبت سر اور سر کی نسبت آنکھوں کی ہوتی ہے کیونکہ جسم سر کے بغیر کسی کام کا نہیں اور سر آنکھوں کے بغیر بے کار ہے۔(۳)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کو جب کوئی مشکل پیش آئے تو انہیں چاہیے کہ وہ میرے اہلبیت کی طرف رجوع کریں کیونکہ ان کی وجہ سے وہ گمراہوں کی تحریف، باطل پرستوں کے مکروفریب اور جاہلوں کی تاویل سے بچ جائیں گے۔(۴)

---

(۱) ریاض النضرۃ ج۲ص۱۹۹.

(۲) کنز العمال ج۶ ص۲۱۸.

(۳) مجمع الزوائد ج۹ص۱۷۲.

(۴) ذخائر عقبیٰ محب طبری ص۱۷.

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشفعاء خمسة القرآن والرحم والامانه ونبيكم واهل بيته.

پانچ چیزیں شفاعت کرنے والی ہیں قرآن صلہ رحمی امانت داری، تمہارا نبیؐ اور آپ کے اہلبیت۔(۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حوض کوثر پر میرے اہلبیت میرے پاس آئیں گے اور میری امت کے وہ لوگ جو ان سے محبت رکھتے ہوں گے، انہیں محبت اہلبیت کی وجہ سے حوض کوثر پر لایا جائے گا۔(۲)

☆ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتي لامتي من احب اهل بيتي وهم شيعتي.

میری امت میں میری شفاعت فقط اس شخص کو نصیب ہوگی جو میرے اہلبیت کے ساتھ محبت رکھے گا اور پیروکار رہیں۔(۳)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

....

(۱) کنز العمال ج ۷ ص ۲۱۴.

(۲) ذخائر عقبی محب طبری ص ۱۸.

(۳) تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج ۲ ص ۱۴۶.

من مات علىٰ حب آل محمد مات شهيداً،ألا ومن مات علىٰ حب آل محمد مات مغفوراً له،ألا ومن مات علىٰ حب آل محمد مات تائباً، الا مِن مات علىٰ حب آل محمد مات مؤمناً مستكمل الإيمان،ألا من مات على حب آل محمد بشره ملك الموت بالجنة ثم منكر ونكير. الاومن مات علىٰ حب آل محمد يُزَفُّ الى الجنة كما تزف العروس الى بيت زوجها،الاومن مات على حب آل محمد فُتح له في قبره بابان إلىٰ الجنه ألا ومن مات علىٰ حب آل محمد جعل الله قبره مزار لملائكة الرحمن.

جو شخص محبت اہلبیت پر مر جائے وہ شہید ہوتا ہے خبردار جو شخص محبت اہلبیت پر اس دنیا سے گیا ہو وہ گناہوں سے پاک ہو کر گیا، خبردار جو شخص محبت اہلبیت میں کوچ کر گیا ہو وہ گناہوں سے تائب مرا، خبردار جو شخص محبت اہلبیت میں دنیا چھوڑ گیا ہو وہ کامل ایمان اور مومن مرا۔

خبردار جس نے محبت آل محمدؐ میں جان دی پہلے اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی بشارت دیں گے، خبردار جو شخص محبت اہلبیت پر اس دنیا سے اٹھ جائے اسے اس طرح سجا کر جنت کی طرف لے جایا جاتا ہے جیسے دلہن کو اس کے شوہر کے گھر لایا جاتا ہے۔

خبردار جو شخص حب آل محمدؐ پر مرا اس کے لیئے قبر میں جنت کی طرف دو دروازے کھول دیئے جائیں گے خبردار جو شخص حب آل محمدؐ پر مرا اللہ تعالی اس کی قبر کو ملائکہ کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔

حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں:

الا و من مات على بغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوباً بين عينيه

آیس من رحمة الله ،الا و من مات علی بغض آل محمد مات کافراً،الا و من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة.

یہ بھی جان لو جو شخص بغض آل محمدؐ پر مرا اس کو قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی آنکھیں پیچھے ہوں گی اور وہ رحمت خدا سے مایوس ہو گا خبردار جو آل محمدؐ کے بغض وعداوت پر مرتا ہے وہ کافر کی موت مرتا ہے خبردار جو شخص آل محمد کے بغض پر مرجائے وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکتا۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم نے فرمایا: تم میں سے فقط اس شخص کو صراط پر لایا جائے گا جو میرے اہلبیت کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہو گا۔(۲)

❁❁❁❁❁

....

(۱) اس مطلب کو زمخشری نے کشاف میں آیت مودۃ کے ذیل میں بیان کیا ہے۔

(۲) کنوز الحقائق مناوی ص ۵.

صادق وامین کی زبان سے وحی الٰہی کے نمونے

مقدمہ:

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل ایک ایسے سمندر کے مانند ہیں جس کی کوئی انتہا اور ساحل نہیں ہے انسان جب اس سمندر میں تیرتا ہے تو سمندر سے موتی اور ہیرے حاصل کرتا ہے.

ہم اس شخصیت کے فضائل کے متعلق کیا عرض کر سکتے ہیں جس کے فضائل کو اس کے دشمنوں نے حسد اور عداوت کی وجہ سے اور دوستوں نے خوف اور تقیہ کی وجہ سے چھپایا۔

لیکن اس کے باوجود اس کے فضائل سے دنیا بھری ہے آپ کے فضائل اس مشک کی طرح ہیں کہ جسے جتنا چھپایا جائے وہ اتنا ہی خوشبو پھیلائی گی آپ کے فضائل پر جتنا پردہ ڈالا گیا وہ اتنا ہی ضوء فشاں ہوئے خلاصہ یہ کہ ہر فضیلت آپ کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔

آپ ہر فضیلت کے سردار اور سرچشمہ ہیں فضیلتوں کے میدان میں آپؑ اول اور سابق ہیں فضائل حاصل کرنے والے آپؑ ہی سے فضائل حاصل کرتے ہیں۔

☆ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب کے متعلق اس قدر فضائل بیان نہیں ہوئے جتنے تنہا حضرت علی ابن ابی طالب کے متعلق

بیان ہوئے ہیں۔(۱)

☆ دوسرے مقام پر احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ حسان کی اسناد کے مطابق اصحاب میں سے کسی کے متعلق اس قدر فضائل بیان نہیں ہوئے جتنے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔(۲)

☆ عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے بھی حضرت علی کی مانند فضل وکمال حاصل نہیں کیا(۳)

☆ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ ہمدان میں بردنامی ایک شخص رہتا تھا وہ معاویہ کے پاس آیا اور اس نے وہاں عمرو کو حضرت علی علیہ السلام کے متعلق زبان درازی کرتے سنا، تو اس نے عمرو سے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

من كنت مولاه فعلي مولاه.

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

اب تو بتا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سچ ہے یا جھوٹ؟۔

عمرو کہنے لگا: یہ حق ہے۔ اور میں تمہیں مزید بتاتا ہوں کہ اصحاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جس قدر فضائل ومناقب حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔ اتنے کسی اور کے نہیں ہیں (یہ سن کر) وہ نوجوان چلا گیا(۴)

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۷۔ (۲) الاستیعاب ابن عبدالبر ج ۲ ص ۴۶۶۔

(۳) ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۱۴۔ (۴) الامامہ والسیاسہ ص ۹۷۔

☆ ابن عباس کہتے ہیں: قرآن کریم میں جس قدر آیات حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں اتنی کسی اور کے متعلق نازل نہیں ہوئیں۔(۱)

بہر حال ہم یہاں چند فضائل کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔اگرچہ آپ کے فضائل سورج کی طرح روشن ہیں اور کسی سے مخفی نہیں ہیں:

☆ ابن عساکر؛ام سلمہ سے روایات کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

علي مع الحق والحق مع علي ولن يفترقا حتىٰ يردا علي الحوض.

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں حوض پر میرے پاس پہنچیں گے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔(۲)

☆ شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر جانے لگے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منافقین گمان کریں گے کہ آپؐ نے مجھے بچوں اور عورتوں کے پاس چھوڑ دیا ہے،اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے بھائی آپؑ واپس جایئے کیونکہ میرے اور آپ کے بغیر مدینہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے،آپؑ میری موجودگی اور عدم موجودگی میں میری امت کے خلیفہ ہیں کیا آپؑ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپؑ کی مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی بس اتنا فرق ہے کہ میرے بعد

---

(۱)نور الابصار شبلنجی ص ۷۳۔

(۲)مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۱۸ ص ۴۵۔

کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔(۱)

حدیث دار

☆ جب یہ آیت نازل ہوئی ''وانذر عشیر تک الاقربین'' یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو انذار کرو (ڈراؤ) تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے بنی عبدالمطلب اللہ تعالی نے مجھے پوری مخلوق کے لئے نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں تمہیں دوکلموں کی طرف دعوت دیتا ہوں جنہیں زبان پر لانا آسان ہے جب کہ وہ میزان میں بہت بھاری ہیں ان کی وجہ سے تم عرب وعجم کے مالک بن جاؤ گے اور امتیں تمہاری مطیع ہو جائیں گی اور ان کی وجہ سے تم جنت میں داخل کیے جاؤ گے اور تمہیں جہنم کی آگ سے چھٹکارا ملے گا اور وہ دوکلمے یہ ہیں۔

شهادة الا اله الا الله وأنى رسول الله، فمن يجيبني إلىٰ هذا الامر و يؤازرني عليه و علىٰ القيام به يكن أخي ووصيي ووزيري ووارثي وخليفتي من بعدي.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور جو شخص اس کام میں میری دعوت قبول کریگا اور اس کی تبلیغ میں مدد کرے گا وہ میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔

ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا حضرت علی (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ میں ان

---

(۱) ارشاد' ج۱' ص ۵۶' اسی طرح مناقب خوارزمی ص ۱۳۳' ابن اثیر کی تاریخ کامل ج ۲ ص ۲۷۸' مجمع الزوائد الھیثمی ' ج ۹ ص ۱۰۹۔

لوگوں کے سامنے کھڑا ہوا گرچہ میں اس وقت سن میں سب سے چھوٹا تھا، اور میں نے کہا:

اے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کا ساتھ دونگا۔ لیکن حضور (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے بٹھادیا اور اپنی بات کو تین مرتبہ دہرایا ہر مرتبہ میں کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا ساتھ دونگا تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا تو حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

فانت أخي ووصيي ووزيري ووارثي وخليفتي من بعدي. (۱)

یا علیؑ آپ میرے بھائی، میرے بعد میرے وصی، وزیر اور وارث ہیں اور میرے خلیفہ ہیں۔

☆ جنگ خندق میں جب حضرت علی علیہ السلام نے عمر ابن عبدود کو فی النار کیا تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنگ خندق میں حضرت علی علیہ السلام کا عمر و بن عبدود سے جنگ کرنا (۲) میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے افضل و بہتر ہے۔ (۳)

حدیث الرایہ

☆ خیبر میں جب یہودیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے بھاگنے والے بھاگے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) الارشاد شیخ مفیدؒ ج ا ص ۴۹ تا ۵۰۔

(۲) بعض روایات میں "علی علیہ السلام کی ایک ضربت" آیا ہے (مترجم)

(۳) مستدرک الصحیحین ج ۲، ص ۳۲۔

لأعطينّ الرايه غداً رجلاً يحبه اللهُ و رسوله ويحبُ الله و رسوله‘ كرار غير فرار لايرجع حتىٰ يفتح الله علىٰ يديهِ.

کل میں علم اس شخص کو دوں گا جس سے اللہ تبارک وتعالی اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالی اور رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اور وہ کرار ہوگا، غیر فرار ہوگا، اور وہ اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک اللہ تبارک وتعالی اس کے ہاتھوں فتح نصیب نہ فرمائے۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے انس اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص مومنین کا امیر، مسلمانوں کا سردار، قائد الغر المحجلين اور خاتم الاوصیا ہے۔انس کہتے ہیں:

میں نے دعا مانگی اے اللہ اس شخص کو انصار سے قرار دینا لیکن اسی وقت حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے انس یہ وہی شخصیت ہیں۔میں نے کہا کہ آپ کی مراد حضرت علی (علیہ السلام) ہیں۔

حضرت نے فرمایا:

ہاں۔

پھر میں خوشی خوشی کھڑا ہوا اور آپ کے چہرے پر موجود پسینے کے قطرات کو اپنے ہاتھ

---

(۱) ارشاد شیخ مفید ج ۱ ص ۶۴، اسی طرح صحیح بخاری کتاب جہاد والسیر فی باب افضل من اسلم علی یدہ رجل۔

سے صاف کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا۔(۱)

حدیث غدیر

☆ حضرت علی علیہ السلام نے غدیر خم میں موجود لوگوں سے حدیث غدیر کے بارے میں اقرار لینا چاہا تو فرمایا کون ہے جو حدیث غدیر کی گواہی (خدا اس کی کمک کرے) تو تیرہ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔ بے شک ہم نے بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی جس میں آنحضرت نے فرمایا تھا:

الست اولیٰ بالمومنین من أنفسهم قالوا بلیٰ یا رسول اللّٰه.

کیا میں مومنین کے نفسوں (جان) پر ان سے زیادہ تصرف کا حق نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کہ یقیناً آپ زیادہ حق رکھتے ہیں۔

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کا بازو بلند کر کے فرمایا:

"من کنتُ مولاہ فهذا مولاہُ اللهم وال من ولاہ وعاد من عاداہ وأحب من أحبه وأبغض من أبغضه وانصر من نصره واخذل من خذله."

جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں، اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد فرما جو اسے رسوا کرے تو بھی اسے ذلیل کر۔(۲)

---

(۱) حلیۃ الاولیاج ۱ص ۱۶۳ ارشاد مفید ج ۱ص ۳۴۶ اور مجمع الزوائد جلد: ۹ص ۱۲۱۔

(۲) مجمع الزوائد ج ۹ص ۱۰۵، انہی الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ میں ابن عساکر نے اسے مختصر تاریخ دمشق ج ۱۷ ص ۳۴۴ پر ذکر کیا ہے اور شیخ مفید نے ارشاد ج ۱ص ۱۷۶، پر ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۳۴۸، اور اس کے علاوہ دوسری اہم تاریخی کتب نے مختلف الفاظ میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

حدیث مواخاۃ :

انس اور عمر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لوگوں کے درمیان مواخاۃ کے دن حضرت علی (علیہ السلام) سے فرمایا:

أنت أخي في الدنيا والآخرة .

آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں (۱)

حدیث طائر :

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مشہورر حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا: پروردگار! تیری مخلوق میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو تناول کرے چنانچہ اس وقت حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام تشریف لائے۔ (۲)

حدیث سد الابواب :

☆ زید بن ارقم کہتے ہیں۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے نام سے مسجد میں چند دروازے کھلتے تھے ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

باب علی علیہ السلام کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیے جائیں راوی کہتا ہے کہ اس سلسلے میں لوگوں نے چہ میگوییاں شروع کر دیں، انہیں سن کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے اور خدا کی حمد کے بعد فرمایا:

---

(۱) البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۷ ص ۳۱۸ اور ابن عبدالبر نے بھی استعاب میں بیان کیا ہے۔
(۲) ارشاد شیخ مفید ج ۱ ص ۳۸۔

اما بعد فاني أمرت بسد هذه الابواب الا باب علي وقال فيه قائلكم واني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكني امرت بشيء فاتبعته.

میں نے باب علیؑ کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور چہ میگوئیاں کرنے والوں سے فرمایا:

خدا کی قسم میں نے اپنی مرضی سے کسی چیز (دروازے) کے بند کرنے یا کھولنے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ مجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں نے اس کی پیروی کی ہے (۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا يحل لأحد أن يُجنب في هذا المسجد إلا أنا وعلي.

میرے اور علیؑ کے علاوہ کسی مجنب کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہو (۲)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أنا و هذا يعني عليا حجة علىٰ أمتي يوم القيامه.

میں اور حضرت علی علیہ السلام قیامت تک اپنی امت کے لئے حجت ہیں (۳)

علامہ شرف الدین اپنی کتاب مراجعات میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح حجت خدا ہیں کیونکہ آپ ہی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ان کے ولی اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہیں۔ (۴)

---

(۱) مجمع الزوائد ج۹ ص۱۱۴۔ (۲) صواعق محرقہ ابن حجر ص۱۲۲ اور مجمع الزوائد ج۹ ص۱۱۰۔

(۳) کنز العمال ج۶ ص۱۵۷۔ (۴) مراجعات علامہ شرف الدین موسوی ص۱۷۸۔

حدیث الآیات (سورہ براۃ کے متعلق)

حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سورہ برائت کی چند آیات حضرت ابوبکر کے سپرد کر کے انہیں مشرکین کی طرف تبلیغ کے لئے روانہ کیا اس وقت حضرت جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تبارک تعالی نے آپ کو سلام کہلوا بھیجا ہے۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

اس کام کو آپ خود انجام دیں یا وہ انجام دے جو آپ سے ہے۔

اسی وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بلوایا اور ان سے کہا تیز ترین ناقہ پر سوار ہو کر ابوبکر تک پہنچو اور اس کے ہاتھ سے سورہ برائت کی آیات کو واپس لے لو اور ان کو لے کر جاؤ اور مشرکین کے عہد کو ان کی طرف پہنچا دو اور ابو بکر کو اختیار دے دو کہ وہ تمہارے ہمراہ رہے یا میرے پاس واپس آجائے۔

حضرت ابوبکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ آئے یا رسول اللہ آپ نے مجھے ایک اہم کام سونپا، جب اس کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے مجھ سے وہ کام واپس لے لیا کیا قرآن میں اس کے متعلق کچھ نازل ہوا ہے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی نہیں! لیکن حضرت جبرائیل امین اللہ تعالی کی طرف سے میرے پاس یہ پیغام لائے ہیں کہ اس کام کو یا تو آپ خود انجام دیں یا وہ شخص اس کام کو انجام دے جو آپ سے ہو اور علی مجھ سے ہے اور میرے کام کی ذمہ داری حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں نبھا سکتا۔ (۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ

---

(۱) الارشاد و، شیخ مفید ج ۱ ص ۶۵، ۶۶، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۷۶ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۹۰.

میرے ساتھ زندہ رہے اور میرے ساتھ اس کی روح پرواز کرے اور میرے ساتھ ہمیشہ کے لئے اس جنت میں رہے (جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے) تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف رجوع کرے۔ کیونکہ وہ کبھی بھی تمہیں ہدایت سے دور نہیں ہونے دیں گے اور کبھی بھی تمہیں گمراہی کی طرف نہیں لے جائیں گے۔(۱)

☆ متقی ہندی نے اسی حدیث کو ابن عباس کی زبانی بیان کیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میرے ساتھ جینا اور مرنا چاہتا ہے۔ اور جنت عدن میں میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے،۔ وہ میرے بعد حضرت علی (علیہ السلام) سے محبت رکھے۔ اور اس کے محبّ سے محبت رکھنے والے میرے بعد میرے اہلبیت (علیہم السلام) کی اقتداء کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں جنہیں میری مٹی سے پیدا کیا گیا اور انہیں میرا علم وفہم عطا کیا گیا ہے۔ میری امت میں ان کی فضیلت کو نہ ماننے والوں اور ان سے قطع رحم کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں میری شفاعت نصیب نہیں کرے گا۔(۲)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا بازو پکڑ کر فرمایا:

هذا إمام البره ،قاتل الفجره ‘،منصور مَن نصره ، مخذول مَن خذَله ، ثم مدَّ بها صوته.(۳)

---

(۱) المراجعات امام شرف الدین موسوی ص ۱۷۶۔

(۲) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۲۹، پھر صاحب کتاب کہتے ہیں کہ یہ صحیح الاسناد حدیث ہے، اسی طرح اس حدیث کو کنز العمال نے ج ۶ ص ۱۵۳ حدیث ۲۵۲۷ میں بیان کیا ہے۔

(۳) کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۷، حدیث ۳۸۱۹، انہی الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ میں ابو نعیم نے بھی اپنی کتاب حلیۃ ج ۱ ص ۸۶ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

یہ نیک لوگوں کے امام ہیں، فاسق و فاجر لوگوں کے قاتل ہیں ان کی مدد کرنے والا کامیاب اور انہیں رسوا کرنے والا خود رسوا ہے، یہ بات آپ نے بہت بلند آواز میں ارشاد فرمائی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن اللــه عهـد إلـيَّ فـي عـلـي أنـه راية الهدىٰ وإمام أوليائي، و نور من أطاعني وهو الكلمةَ التي ألزمتها المتقين

خداوندعالم نے مجھ سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق عہد لیا ہے کہ (حضرت) علی ہدایت کا علم، میرے اولیاء کا امام اور میرے اطاعت گزاروں کا نور ہے اور یہ متقین کے لئے ایک لازمی کلمہ ہے (۱)

☆ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

أنا مدينة العلم وعلي بابها ، فمن أراد العلم فليأت الباب.

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جس نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا اسے چاہیے کہ وہ اس دروازے پر آئے۔ (۲)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر وہ آیت جہاں اللہ تعالی نے "یا أیهاالذین آمنو ا" فرمایا ہے۔ وہاں حضرت علی کے علاوہ کوئی مراد نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام ہی مومنوں کے سردار اور امیر ہیں۔ (۳)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ابی نعیم ج ۱ ص ۶۷۔ (۲) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۲۶، جامع الصغیر سیوطی ص ۱۰۷۔

(۳) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۴۔

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

تاویل کرنے والوں سے اس طرح جنگ کرے جس طرح تنزیل کے مخالفوں سے لڑے تھے پھر حضرت علیؑ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے۔ تم ہی عروۃ الوثقیٰ ہو اور میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے ولی اور امام ہو۔

(اس کے بعد) مزید فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے فضائل بیان کرنے کو کہا ہے لہٰذا میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان تک وہ پہنچا رہا ہوں جس کا خدا نے حکم دیا ہے پھر ان سے فرمایا:

ان خیانت کاروں سے بچو جو تمہارے لیئے اپنے سینے میں بغض و کینہ رکھتے ہیں اور میری موت کے بعد وہ اس کو ظاہر کریں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اس کے بعد حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گریہ کرنے لگے تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں:

تب آپ نے فرمایا:

مجھے جبرئیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ ان کے ساتھ ظلم کریں گے اور ان کے حق کو غصب کریں گے وہ ان سے جنگ کریں گے اور ان کے فرزندوں کو قتل کریں گے اور میرے بعد ان پر ظلم کریں گے۔ (۱)

---

(۱) المناقب الخوارزمی ص ۶۱۔۶۲۔

☆ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل علی ابن ابی طالب ہیں اسی طرح یہ روایت بھی انہیں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستر سورتیں سنائیں اور دوسرے لوگوں میں سب سے بہتر انسان علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے پورا قرآن سنایا۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تین شخص صدیق ہیں:

۱۔ مومن آل یٰسین حبیب النجار نے کہا۔

يا قوم إتبعوا المرسلين .

اے قوم، مرسلین کا اتباع کرو۔

۲۔ مومن آل فرعون جناب حزقیل نے یہ کہا:

أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله

کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب فقط اللہ ہے۔

۳۔ لیکن حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام جوان سب سے افضل ہیں۔(۲)

☆ حضرت سلمان اور حضرت ابوذر کہتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

ألا إنّ هذا أول مَن آمن بي، و هذا أول من يصافحني يوم القيامة، و هذا

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۶۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۱۷ ص ۳۰۷۔

الصديق الأكبر. وهذا فاروق هذه الامة يفرّق بين الحق و الباطل وهذا يعسوب المؤمنين والمال يعسوب الظالمين.

جان لو یہ سب سے پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا یہ پہلا شخص ہے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرے گا یہ صدیق اکبر اور اس امت کا فاروق ہے اور یہی حق و باطل کے درمیان فرق کرے گا یہ مومنین کا رہبر و سردار ہے اور مال ظالموں کا رہبر ہے۔(۱)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يا علي طوبىٰ لمن أحبّك و صدق فيك و ويل لمن أبغضك وكذّب فيك.

یا علی بشارت ہے اس شخص کے لئے جو تم سے محبت کرے اور تیرے بارے میں (نازل ہونے والی وحی) کی تصدیق اور اس شخص کیلئے ہلاکت وتباہی ہے جو تم سے بغض وعداوت رکھے اور تم پر نازل ہونے والی وحی کو جھٹلائے۔(۲)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من أراد أن ينظر الىٰ نوح في عزمهِ، والىٰ آدم في علمه، والىٰ ابراهيم في حلمهِ، والىٰ موسىٰ في فطنتهِ، والى عيسىٰ في زهده فلينظر الىٰ علي بن أبي طالب.

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۱۷ص ۳۰۶۔

(۲) مستدرک صحیحین ج ۳ص ۱۳۵۔

جوشخص نوح کا عزم، آدم کا علم، ابراہیم کا حلم، موسیٰ کی ذہانت وفطانت اورعیسیٰ کا زہد دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھ لے۔(۱)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعوت حق کی طرف تین اشخاص سابق ہیں حضرت موسیٰ کے زمانہ میں حضرت یوشع بن نون نے سبقت کی حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں صاحب یسٓین نے سبقت کی اور حضرت محمدؐ کے زمانہ میں علیؑ ابن ابی طالب نے سبقت کی ہے۔(۲)

☆ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"النظر الی علی عبادۃ"

علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(۳)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ میرے بعد امت تجھ پرظلم کرے گی۔(۴)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم دونوں مدینہ سے باہر کی سمت نکل پڑے، راستے

---

(۱) آیت مباہلہ کے معنی میں تفسیر کبیر رازی ج ۲ ص ۲۸۸.

(۲) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۲۵. (۳) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۹.

(۴) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۰، چنانچہ صاحب مستدرک کہتے ہیں کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے درست ہے اس روایت کوخطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ کی ج ۱۱ ص ۲۱۶ پر بھی بیان کیا ہے۔

میں ایک باغ آیا۔

میں نے کہا:

یارسول اللہ کتنا اچھا باغ ہے:

آپؐ نے فرمایا:

جنت میں اس سے بھی بہتر باغ آپ کی ملکیت ہے۔

پھر ہمارا گزر ایک اور باغ سے ہوا۔

میں نے کہا: یارسول اللہ یہ بھی کتنا اچھا باغ ہے۔

حضرت نے فرمایا جنت میں آپؑ کا اس سے بھی خوبصورت باغ ہے۔

یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گزرے اور ہر باغ کے بارے میں میں نے یہی کہا کہ یہ کتنا اچھا اور خوبصورت باغ ہے حضرت نے ہر مرتبہ فرمایا جنت میں آپ کا اس سے بھی اچھا باغ ہے جب میرا راستہ ان سے جدا ہونے لگا تو مجھے قریب بلایا اور پھر گریہ کرنے لگے۔

میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ آپ گریہ کیوں فرما رہے ہیں

حضرت نے فرمایا لوگوں کے دلوں میں آپؑ کے متعلق ایسا بغض موجود ہے جو میری وفات کے بعد آپؑ پر ظاہر ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میرا دین تو سالم رہے گا فرمایا آپ یقیناً میرے دین پر سالم رہیں گے۔(۱)

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۸ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۹۸۔

☆ حارث ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالی کا یہ فیصلہ صادر ہوا ہے:

أنه لا يحبني الاّ مؤمن ولا يُبغضني الاّ منافق وقد خاب من افترىٰ.

فقط مجھ علی سے محبت کرنے والا مومن ہے اور مجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہے اور جھوٹ وافتراء باندھنے والا نقصان اٹھائے گا۔(۱)

☆ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ سے حضرت علی ابن ابی طالب کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

انّ علياً وشيعته هم الفائزون

یقیناً (حضرت) علیؑ اور اس کے شیعہ ہی کامیاب ہیں۔(۲)

☆ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حب علی بن ابی طالب يأكل السيئات كما تأكل النار الحطب.

---

(۱) ارشاد مفید ج ا ص ۴۰۔ بحار الانوار ج ۳۹ ص ۲۵۵۔

(۲) علامہ مجلسی کی البحار ج ۶۸ ص ۱۳۱ ارشاد شیخ مفید ج ا ص ۴۱۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو راکھ بنا دیتی ہے۔(۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا جہنم سے بچنے کا کوئی طریقہ ہے؟ فرمایا جی ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا:

حب علي بن أبي طالب.

وہ علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی محبت ہے۔(۲)

☆ ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو حضرتؐ نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ دعوی کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے جب کہ وہ علیؑ سے بغض رکھتا ہو۔(۳)

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی سے سیکھا اور ان کے ذریعہ توبہ کی تو ان کی توبہ قبول ہوئی تو حضرتؐ نے فرمایا:

اسألک بحق محمد وعلي وفاطمه والحسن والحسين الا تبت عليّ فتاب عليه.

وہ کلمات محمدؐ۔علیؑ۔فاطمہؑ۔حسنؑ۔حسین (علیہم السلام) ہیں جن کا واسطہ دے کر حضرت آدمؑ نے سوال کیا اور توبہ کی تو ان کی توبہ قبول ہوئی۔(۴)

---

(۱) کفایۃ الطالب حافظ محمد یوسف گنجی ص ۳۲۵. (۲) کفایت الطالب ص ۳۲۵.
(۳) کفایۃ الطالب حافظ گنجی ص ۳۲۰۔ کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۹.
(۴) درمنثور سیوطی تفسیر ذیل آیت سورہ بقرہ فتلقی آدم من ربہ کلمات.

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ باطل احادیث کے ساتھ خالص احادیث کے مخلوط اور مشتبہ ہو جانے سے پہلے مجھ سے یہ حدیث سن لو۔ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"انا الشجرة و فاطمه فرعها وعلي لقاحها و الحسن والحسين ثمرتها و شيعتنا ورقها وأصل الشجرة في جنة عدن."

میں درخت ہوں۔ فاطمہؑ اس کی شاخیں ہیں۔ علیؑ اس کا تنا ہیں۔ حسنؑ اور حسینؑ اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کے پتے ہیں اور اس مبارک درخت کی جڑیں جنت الفردوس میں ہیں۔(۱)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

کیا آپ جانتی ہیں کہ اللہ تعالی نے زمین والوں کی طرف جب رخ کیا تو سب سے پہلے آپ کے باپ کو منتخب کیا اور پھر آپ کے شوہر کو منتخب فرمایا اس نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں علیؑ کو اپنا جانشین اور وصی مقرر کروں۔(۲)

جناب عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اوصي مَن آمن بي وصدّقني بولاية علي بن أبي طالب، فمن تولاّه فقد تولاّني ومَن تولاّني فقد تولىٰ اللّه عزوجل.

جو بھی مجھ پر ایمان لایا میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ میری رسالت کی تصدیق علی

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج۳ ص۱۶۰۔

(۲) مجمع الزوائد ج۸ ص۲۵۳ کنز العمال ج۶ ص۱۵۳۔

ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے ساتھ کرے جو شخص ان کی ولایت کا اقرار کرتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ یقیناً اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ (۱)

حدیث طائر :

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پرندہ تحفہ کے طور پر دیا گیا جب آپ نے تناول فرمانا چاہا تو فرمایا:

پروردگارا!

جو تجھے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اسے تناول کرے چنانچہ اسی وقت میں حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ تشریف لائے اور پوچھا کیا میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آسکتا ہوں۔

وہ کہتا ہے۔

میں نے کہا اجازت نہیں ہے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ حضرت کے ساتھ انصار سے کوئی شریک ہو آپ چلے گئے۔ پھر دوبارہ واپس آئے اور پھر اجازت طلب فرمائی۔ تو حضرت رسول خداؐ نے آپؑ کی آواز کو سن لی اور فرمایا: یا علی اندر تشریف لایئے اور پھر فرمایا۔ پروردگارا یہی تیرا محبوب ہے، یہی تیرا محبوب ہے۔ (۲)

☆ مخنف بن سلیم کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری گھوڑے پر سوار ہو کر ہمارے پاس آئے میں نے ان سے کہا، اے ابوایوب انصاری آپ نے تو حضرت رسول خدا صلی

---

(۱) کفایۃ الطالب حافظ گنجی شافعی، ص ۴۷۔

(۲) ارشاد شیخ مفید ج ا ص ۳۸، کفایۃ الطالب۔ حافظ الگنجی شافعی ص ۱۴۵، کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۶۔

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کیا تھا لیکن اب مسلمانوں سے قتال کرنے میں لگے ہوئے ہو، حضرت ابوایوب انصاری نے جواب دیا:

مجھے رسول خدا نے تین قسم کے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا تھا:

۱) ناکثین۔

۲) قاسطین۔

۳) مارقین۔

اب تک میں نے فقط قاسطین اور ناکثین سے جنگ کی ہے کیا ہے اب انشاء اللہ مارقین سے جنگ کرنے والا ہوں۔ میدانوں، میں راہوں اور نہروان میں میرے لیئے کوئی فرق نہیں کہ یہ قاسطین اور ناکثین اور مارقین کوئی بھی ہوں (۱)

☆ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أنا و علي من شجرة واحده والناس من أشجار شتى.

میں اور علیؑ شجرہ واحدہ سے ہیں جبکہ لوگ مختلف اشجار سے ہیں۔ (۲)

جناب شیخ صدوق اپنی کتاب اکمال میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہیں امام نے فرمایا مجھ سے میرے والد محترم نے اور ان سے ان کے آباء اجداد نے اور ان سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث کو بیان فرمایا:

وأنا وعلى أبوا هـذه الأمُة من عرفنا فقد عرف الله و من أنكرنا فقد

(۱) کفایۃ الطالب ص ۱۶۹، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۳۔	(۲) کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۴۔

أنكر الله عزوجل و من علی سبطا أمتي و سيدا شباب أهل الجنة،الحسن والحسين' من ولد الحسين تسعه . طاعتهم طاعتي و معصيتهم معصيتي ، تاسعهم قائمهم و مهديهم.

میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں جس نے ہمیں پہچان لیا اس نے خدا کو پہچانا اور جس نے ہمارا انکار کیا اس نے اللہ تعالی کا انکار کیا اور علیؑ سے میرے دو نواسے ہیں اور جوانان جنت کے سردار ہیں وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں اور حسین (علیہ السلام) کی اولاد سے نو (۹) بیٹے ہوں گے،ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور ان میں (نویں) حضرت قائم اور مہدی (عج) ہیں۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابن سمرہ جب خواہشات پراگندہ ہوں اور آراء متفرق ہوں تو آپ پر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا لازم ہے، کیونکہ وہ میری امت کے امام اور میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔(۲)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الائمة بعدي اثنا عشر أوّلهم علي و آخرهم القائِم هم خُلفائي و أوصيائي.

(۱) مراجعات سید شرف الدین المراجہ ۶۲ ص ۲۰۲ بحوالہ صدوق مرحوم کی کتاب اکمال دین واتمام النعمۃ۔

(۲) مراجعات امام شریف الدین مراجعہ ۶۲ ص ۲۱۰ بحوالہ کتاب صدوق اکمال الدین۔

میرے بعد بارہ امام ہیں ان میں پہلے حضرت علی علیہ السلام اور آخری حضرت قائم (عج) ہیں یہ سب کے سب میرے خلفاء اور اوصیاء ہیں۔(۱)

❀❀❀❀❀

(۱) مراجعات امام شرف الدین کے مراجعہ ۶۲ ص ۲۰۱ پر رجوع کریں وہاں انہوں نے جناب صدوق کی کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کے حوالے سے اس حدیث نقل کیا ہے۔

چوتھی فصل
صفات کمال

صفات کمال

وہ گھر جس میں عظیم ترین انسان رہتا تھا جو روئے زمین پر ایسا کامل ترین انسان تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا تا کہ وہ انسانوں کو الٰہی رنگ میں (ہدایت کرے) بدل دے۔

اسی طیّب وطاہر گھر میں حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زندگی گزاری اور آپ کی تربیت اسی کامل ترین انسان یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔

جس کا معلم وحی الٰہی کا حامل ہو وہ کیوں نہ اپنی حیثیت میں منفرد ہو اس کی ہدایت کا نور دنیا میں اس طرح چمکا کہ آنے والی نسلوں کو حیرت میں ڈال دیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

ذا علی بشر کیف بشر

ربه فیه تجلی و ظهر

یہ علیؑ کیسے بشر ہیں جو صفات الٰہیہ کا مظہر ہیں۔

۱۔علم

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے صفات کمال میں پہلی صفت علم ہے۔

ابن حدید کہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی شخص کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر فضیلت اس کی ذات سے پھوٹتی ہو ہر فرقہ کی انتہاء انہی کی طرف ہو ہر گروہ اسی کی طرف جذب ہونے کا متمنی ہو۔

آپ جانتے ہیں کہ علوم میں سب سے اعلی علم، علم الہی ہے آپؑ کے کلام میں اس علم کے اقتباسات موجود ہیں۔ آپؑ ہی سے یہ کلام نقل ہوا ہے آپ کی طرف ہی اس کلام کی ابتداء وانتہا ہے۔

اہل توحید وعدل اور ارباب نظر کے عنوان سے شہرت رکھنے والے معتزلہ بھی آپ کے شاگرد ہیں کیونکہ معتزلہ کے بزرگ واصل بن عطا، ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کے شاگرد ہیں اور ابو ہاشم اپنے والد کے اور ان کے والد حضرت امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔ جہاں تک اشعریہ کا تعلق ہے اس گروہ کے سرکردہ ابوالحسن اشعری ہیں، آپ ابو علی جبائی کے شاگرد ہیں اور ابو علی جبائی کا شمار معتزلہ کے بزرگوں میں ہوتا ہے۔ لہذا اشعریہ کی بازگشت معتزلہ کی طرف ہی ہے اور ان کے معلم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور امامیہ اور زیدیہ کا حضرت میر علیہ السلام کا شاگرد ہونا بہت ہی واضح اور روشن ہے۔ (۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۱۷۔

اسی طرح علوم میں سب سے اہم علم، علم فقہ ہے اس علم کے بانی بھی حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں، اسلام کے ہر فقیہ کی بازگشت آپ کی طرف ہے۔

مذاہب اربعہ کے آئمہ جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد ابن حنبل اور امام مالک ہیں ان لوگوں کا آپ کی طرف رجوع کرنا واضح ہے کیونکہ یہ لوگ شخصی طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد ہیں یا ان میں سے بعض آپؑ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں جیسا کہ امام مالک ہیں انہوں نے ربیعہ الرای کے پاس علم حاصل کیا انہوں نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور ابن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔(۱)

شیعہ اور اہل سنت کی کتب میں یہ روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أقضاكم علي"

تم میں سب سے بڑے قاضی علی (علیہ السلام) ہیں۔

قضاوت فقہ کی ہی ایک قسم ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت علیؑ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کی بارالہا اس کے دل و زبان کو مضبوط و محکم رکھنا حضرت امیر علیہ السلام کہتے ہیں امت میرے کسی بھی فیصلے میں شک نہ کرتی تھی۔(۲)

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۔

علي بن أبي طالب أعلم أُمتّي و أقضاهم فيما آختلفوا فيه من بعدي.

علی ابن ابی طالب میری امت میں سب سے زیادہ صاحب علم ہیں میرے بعد ہر قسم کے اختلافات کا سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔(۱)

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

أ نا مدينة العلم و علي بابها فمن اراد العلم فليقتبسه من علي .(۲)

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ علیؑ سے حاصل کرے۔

☆ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو ایک طرف بلایا آپ ہم سے علیحدہ ہو گئے جب واپس آئے تو ہم نے وجہ پوچھی حضورؐ نے حضرت علی سے فرمایا انہیں جواب دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

علّمَنِي رسول الله(ص) ألف بابٍ مِنَ العلمِ ينفتَح لِي من كل باب ألفَ باب.

رسول اللہ نے مجھے علم کے ایک ہزار ابواب کی تعلیم دی، جس کے ہر باب سے ہزار ابواب میرے لئے کھل گئے ہیں۔(۳)

اسی طرح باقی تمام علوم کے موجد بھی حضرت علی علیہ السلام ہیں مثلاً علم تفسیر ہے اس میں

(۱) ارشاد مفید ج ا ص ۳۳۔ (۲) ارشاد مفید ج ا ص ۳۳۔ (۳) بحار الانوار مجلسی ص ۴۰ ج ۱۴۴۔

آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے آپ کی نظر کتب تفسیر میں نظر واحد ہے اس کے مصداق آپ کے اور ابن عباس کے شاگرد وقدح معلیٰ ہیں آپ کہتے ہیں،

فوالذی فلق الحبه وبرأ النسمه لو سألتموني عن آية ، آيةفي ليل نزلت أو في نهار مكيُّها ومدنيُّها ، سفريُّها وحضريها ناسخها ومنسوخها ومحكمها و متشابهها وتأويلها وتنزيلها لأخبرتكم.

مجھے اس رب کی قسم جس نے گٹھلی کو چیرا اور مخلوقات کو پیدا کیا اگر تم مجھ سے کسی آیت کے متعلق سوال کرو کہ فلاں آیت رات میں نازل ہوئی یا دن میں نازل ہوئی وہ مکی ہے مدنی ہے، سفر میں نازل ہوئی یا حضر میں ناسخ ہے یا منسوخ، متشابہ ہے یا محکم ہے اس کی تاویل کیا ہے اس کی وجہ تنزیل کیا ہے میں ہر چیز کے متعلق تمہیں جواب دوں گا۔(۱)

اس طرح حضرت نے یہ بھی فرمایا:

ما من آية الا وقد علمتُ فيمن نزلت وأين نزلت في سهل أو جبل وانَّ بين جوانحي لعلماً جمّاً.

کوئی بھی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے متعلق نازل ہوئی ہے اور کہاں نازل ہوئی ہے زمین پر نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔ میرے سینے میں ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر ہے۔(۲)

ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ آپ کے چچازاد بھائی اور آپ کے علم میں کیا نسبت

(۱) امام علی منتہی کمال البشری عباس علی موسوی ص ۱۰۹۔

(۲) الامام علی منتہی المال البشری ص ۱۱۰۔

ہے؟ابن عباس کہتے ہیں سمندر کے مقابلہ میں جو قطرہ کو نسبت ہے وہی نسبت علی علیہ السلام کے اور میرے علم میں ہے۔(۱)

اسی طرح علم نحو، اخلاق، تصوف، کلام اور فرائض وغیرہ کے مؤسس اور بانی بھی حضرت علی علیہ السلام ہیں اور آپ نے ہی ان علوم کے اصول اور فروع کی تشریح فرمائی ہے جیسا کہ علم نحو کے جوامع ابوالاسود الدؤلی کو کلمہ کی اسم فعل حرف کی طرف تقسیم، معرفہ نکرہ اعراب اور حرکات کی پہچان کی تعلیم آپ نے ہی فرمائی ہے۔یہاں تک کہ شرح نہج البلاغہ میں ابن حدید کہتے ہیں آپ جس قدر علوم کی انتہاء تک پہنچے ہوئے تھے انہیں معجزات کہنا بعید معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح کے حصر اور استنباط کرنا قوت بشر سے باہر ہے۔(۲)

مکارم اخلاق:

علم مکارم اخلاق میں حضرت کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت حاصل تھی جو کچھ اس علم کے متعلق ان سے سنا اور دیکھا گیا ان سے قبل کسی سے نہیں سنا اور دیکھا نہیں گیا چنانچہ صعصہ بن صوحان وغیرہ آپؑ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ ہم میں نہایت نرم دل، شدید متواضع اور جلدی بات کو قبول کرنے والے تھے۔ہم ان سے ایسے ہیبت زدہ رہتے تھے جیسے ایک پابند سلاسل قیدی مسلح دروغہ کے سامنے سہما ہوا ہوتا ہے۔(۳)

معاویہ ایک دن قیس بن سعدی بن عبادہ سے کہتا ہے اللہ ابوالحسن پر رحم کرے وہ ہشاش بشاش اور صاحب مزاح تھے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۱ص ۱۹۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۱ص ۲۰۔
(۳) منتھی الامال شیخ عباس قمی ج ۱ص ۲۹۷۔

میں نے جواب دیا۔

جی ہاں! حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے اصحاب سے مزاح اور تبسم فرمایا کرتے تھے کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو حضرت علیؑ کی نکوہت کر کے خوش ہونا چاہتا ہے خدا کی قسم وہ اسی مزاح اور خندہ روئی کے باوجود بھوکے شیر سے بھی زیادہ ہیبت رکھتے تھے یہ ان کے تقوی کی ہیبت تھی ان سے لوگ اس طرح ڈرتے تھے جس طرح تجھ سے یہ شامی احمق ڈرتے ہیں۔(۱)

واقعا آپ کی ذات گرامی ھشاس بشاس تھی، یہاں تک کہ جب عمر ابن خطاب نے آپ کو خلیفہ بنانا چاہا تو آپ سے کہا۔خدا کی قسم اگر والد کی طرف سے آپ میں یہ خصلتیں نہ ہوتیں تو آپ خلیفہ تھے۔(۲) ابن حدید کہتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ عیب ہے یا یہ عیب ہے کہ انسان سخت دل ہو اور لوگ اس سے نفرت کریں۔

علم تصوف:

جہاں تک علم تصوف کا تعلق ہے ارباب طریقیت اور اصحاب حقیقت تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس کی جتنی صورتیں ہیں ان تمام کی نسبت حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہے یہ لوگ اپنے طریق کی بازگشت آپ ہی کی طرف لے جاتے ہیں۔(۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ۔ج ۱۔ص ۲۵.

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۵.

(۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۳۳.

علم کلام:

اصحاب رسول حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں علم کلام میں اپنی کم علمی کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ علم کلام کے ایسے شہسوار ہیں جن کی گرد کو کوئی چھو نہیں سکتا آپ کے علم کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔

اگر آپ کے خطبوں پر ایک نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ ہی اس گھاٹ پر اترنے والے سب سے پہلے شخص ہیں یہ علوم آپ کے ساتھ مخصوص ہیں آپ کے خطبوں میں وجوب معرفت خدا تعالی، خدا کی واحدنیت، اس کے ساتھ کسی کو تشبیہ دینے کی نفی اور خدا تعالی کے اوصاف کا تذکرہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ نے ایک دن کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا سات مختلف قسم کے پردوں میں پوشیدہ ہے حضرت نے اس سے فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہو خداوند متعال اس سے منزہ و مبرا ہے کہ وہ کسی چیز میں پوشیدہ ہو یا اس میں کوئی چیز پوشیدہ ہو پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات اسے مکان کی احتیاج نہیں ہے اور زمین پر موجود کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔(۱)

علم میراث:

جہاں تک علوم فرائض کا تعلق ہے آپ کی طرح کوئی بھی اس علم میں ثابت قدم نہیں ہے چنانچہ آپؑ کے کو دیکھ کر صاحبان عقل دنگ رہ جاتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ اس میدان میں بے مثل و بے نظیر ہیں کوئی ایسا مادی اور معنوی مسئلہ نہیں جس کا جواب آپؑ نے عنایت نہ کیا ہو۔ (ہماری جانیں آپؑ پر قربان ہوں) آپؑ اتنا واضح اور روشن جواب دیتے

....

(۱) الارشاد ج ۱ ص ۲۲۴.

ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتیں۔

چنانچہ آپؑ منبر پر تشریف فرما تھے ایک شخص آپؑ سے سوال کرتا ہے:

اے امیر المومنین میری بیٹی کا شوہر انتقال کر گیا ہے اس نے کچھ مال و منال چھوڑا ہے اس میں میری بیٹی کو نواں حصہ دیا گیا ہے میں آپؑ سے انصاف کا طلب گار ہوں۔

حضرت نے فرمایا: یہ بتا کہ اس شخص کی دو بیٹیاں ہیں۔

وہ کہنے لگا جی ہاں۔

حضرت نے فرمایا:

اس میں تمہاری بیٹی کا نواں حصہ ہے تو اب اس سے زیادہ ایک پائی کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا اس کے بعد آپؑ نے دوبارہ خطبہ دینا شروع کیا۔

علی ابن عیس اربلی (قدس سرہ) کہتے ہیں کہ پلک جھپکنے سے پہلے ہی آپ کے جوابات حاضر ہوتے تھے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علی علیہ لسلام توصیف کی حدود سے کہیں آگے تھے۔(۱)

مسئلہ دینار:

آپ کے پاس ایک عورت آئی جبکہ آپ پابہ رکاب تھے۔

کہنے لگی:

اے امیر المؤمنین میرا بھائی مرگیا ہے اس نے چھ (۶) سو دینار میراث چھوڑی ہے

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۳۲.

اورانہوں (وارثوں) نے اس میں سے مجھے ایک دینار دیا ہے۔ میں آپ سے انصاف کا سوال کرتی ہوں؟

حضرت نے فرمایا: تیرے بھائی کے پسماندگان میں دو بیٹیاں ہیں۔

اس نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا:

ان کے لئے دوثلث جو کہ چار سو دینار ہے۔ اس کی ایک ماں ہے اس کے لئے سدس ہے جو کہ ایک سو دینار ہے اور اس کی ایک بیوی ہے اس کے لئے ثمن ہے جو پچھتر دینار ہے۔ اور تیرے بارہ بھائی ہیں بقیہ پچیس دینار میں سے ان میں ہر ایک کے لئے دو دینار ہیں اور تیرے لیے ایک پس تو نے اپنا حصہ لے لیا ہے۔ پھر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور چلے گئے۔

علم بلاغت اور علم بیان :

ان علوم میں بھی آپؑ کے علم کی حدود تک کوئی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ آپ کا کلام امام الکلام ہے معانی اور الفاظ کے ایسے جواہر آپؑ کے کلام سے عیاں ہیں جن کی چمک دل میں اترتی ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپؑ کے کلام کی باریکیاں اور نزاکت کوئی نہیں سمجھ سکتا آپؑ کا کلام تمام مخلوق کے کلام سے زیادہ فصیح ہے اعلیٰ وپختہ رائے کے حامل ارباب لغت وصنعت یہاں تک کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

ان کلامهم دونَ کلام الخالق و فوقَ کلامِ المخلوق .

آپؑ کا کلام خالق کے کلام سے کم لیکن تمام مخلوق کے کلام سے بلند وبالا ہے۔

اگر ہم ان علوم کی تفصیل کو بیان کرنا چاہیں جو آپؑ کی طرف منسوب ہیں اور آپ

مشہور ہیں مثلاً علوم ریاضیات ،علوم فلکیات ،علوم حیات ،علوم فلکیات وغیرہ تو ان کے لئے ہمیں طویل کتب لکھنے کی ضرورت ہے ہم فقط گذشتہ مطلب پر اکتفاء کرتے ہیں ،اب ہم آپؑ کے علم و فضل سے متعلق مشہور روایات کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

مسجد نبوی میں آپؑ کی خلافت پر بیعت ہونے کے بعد آپؑ نے فرمایا:

"یا معشر الناس ،سلوني قبل أن تفقدوني سلوني فان عندی علم الأولین والآخرین أما واللّٰہ لو ثنیت لي الوساده لحکمت بین أهل التوارۃ بتوراتهم.و بین أهل الانجیل بانجیلهم وأهل الزبور بزبورهم وأهل القرآن بقرآنهم حتیٰ یزهر کل کتاب من هذه الکتب ویقول یارب ان علیا قضیٰ بقضائک."

اے لوگوں مجھ سے سوال کرو اس سے قبل کہ تم مجھے کھو بیٹھو مجھ سے پوچھو کہ میرے پاس اولین اور آخرین کا علم ہے۔

خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند علم بچھا دی جائے تو میں اہل تورات کے فیصلے تورات کے مطابق کروں اہل انجیل کے انجیل کے مطابق' اہل زبور کے زبور کے مطابق' اہل قرآن کے قرآن کے مطابق حکم سناؤں گا یہاں تک کہ آپ پر ان میں سے ہر کتاب پوری طرح روشن ہوجائے اور کہے کہ "اے پروردگار علی نے تیرے فیصلوں کے مطابق فیصلے کیے ہیں" ۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أعلم أُمتي من بعدي علي بن أبي طالب .

---

(۱) الارشاد ج ا ص ۳۰۔

میرے بعد میری امت میں سب سے بڑے عالم علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔(۱)

☆ ایک اور مقام پر حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

علي وعاء علمى و وصيي وبابي الذي اُوتىٰ منه .(۲)

علیؑ میرے علم کا مرکز ہے، میرا وصی ہے اور میرا ایسا دروازہ ہے جس سے ہر کسی کو آنا ہے۔

☆ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

قُسمت الحِكمةُ عشرةَ أجزاءٍ فأعطي علي تسعة أجزاء والناس جزءاً واحداً

حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا جن میں سے نو حصے حضرت علی علیہ السلام کو عطاء کیے گئے اور ایک حصہ تمام انسانوں کو دیا گیا۔(۳)

☆ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں:

ان القران اُنزل علىٰ سبعهِ أحرف مامنها حرف الالهُ ظهرٌ و بطنٌ ان علي بن ابي طالب عنده علم الظاهر والباطن.(۴)

---

(۱) الغدیر ج۳ص۹۶۔ (۲) کنزالعمال ج۲ص۱۰۳۔

(۳) حلیۃ الاولیاء ج۱ص۶۵۔ (۴) حلیۃ الاولیاء ج۱ص۶۵۔

قرآن مجید سات قسم کے حروف میں نازل ہوا ہے۔ ہر حرف کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے صرف علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی ہیں جنہیں انکے ظاہر و باطن کا علم ہے۔

☆ جناب عائشہ بنت ابوبکر کہتی ہیں:

علی اعلم الناس بالسنه

حضرت علی علیہ السلام سنت کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔(۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں شب و روز میں جب بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان سے میں کوئی سوال کرتا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جواب عنایت فرماتے۔ جو آیت ان پر نازل ہوتی وہ مجھے سناتے اور اس کی تفسیر اور تاویل کی تعلیم دیتے اور خداوند عالم کی بارگاہ میں میرے لئے دعا کرتے اور وہ یہی چاہتے تھے کہ مجھے ہر اس علم کی تعلیم دیں جو ان کے پاس ہے۔ مجھے حلال و حرام امر و نہی، اطاعت اور معصیت کے متعلق بتاتے اور میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے:

اللھم املاء قلبهٗ علماً وفهماً و حكماً و نوراً.

اے پروردگار عالم اس کے دل کو علم و فہم و حکمت اور نور سے بھر دے۔

پھر مجھ سے فرماتے میرے پروردگار عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے بارے میں میری یہ دعا قبول کر لی ہے۔(۲)

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج۱۸ص۲۶۔(۲) مختصر تاریخ دمشق ج۱۸ص۱۸۔

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دختر جناب فاطمۃ الزاھراء سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

أما ترضين يافاطمه انّي زوجتکِ أقدمهم سلماً و اكثرهم علماً ان الله اطّلع اِلیٰ اَهل الارض اِطلاعة فاختار منهم أباکِ فجعله نبياً واطلع اِليهم ثانيةً فاختار مِنهُم بعلکِ فجعله وصياً وأوحیٰ اِلیّ أن أنکحکِ اِيّاه أما علمتِ يا فاطمه اِنک بكرامة الله اِيّاک زوجتک أعظمهم حلماً و أكثرهم علماً وأقدمهم سلماً.

کیا آپؑ اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ میں نے آپؑ کی شادی اس شخص سے کی ہے جو اسلام میں سب سے اول اور علم میں سب سے افضل ہے۔ بیشک اللہ جب اہل ارض کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پوری مخلوق میں تیرے باپ کو منتخب کیا ہے، اور اسے نبی بنایا اور پھر دوسری مرتبہ اہل ارض کی طرف نگاہ کی تو ان میں آپؑ کے شوہر کا انتخاب فرمایا ہے اور ان کو وصی بنایا اور میرے پاس وحی بھیجی کہ میں تیرا نکاح انھیں سے کروں۔

اے فاطمہ کیا آپؑ جانتی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک ان کی بہت عظمت ہے۔ میں تیری شادی اس سے کر رہا ہوں جو اہل زمین میں سب سے زیادہ حلیم، سب سے زیادہ عالم اور سب سے پہلا مسلمان ہے۔(۱)

☆ سعد بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے کہا:

علي أقضانا .

---

(۱) الارشاد ج ۱ ص ۳۶۔

ہم میں سب سے بڑے قاضی حضرت علی علیہ السلام ہیں اوران سے کئی مرتبہ یہ جملہ سنا گیا:

لولا علي لهلك عمر

اگر علی (علیہ السلام) نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

☆ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر ہر اس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے جس کی نجات کے لئے حضرت ابوالحسن علیہ السلام نہ ہو۔(۲)

☆ جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے متعلق فرمایا:

أنتَ مع الحق والحقُ معك .

اے علیؑ آپؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق آپؑ کے ساتھ ہے۔(۳)

☆ ابی یسر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب عائشہ کے پاس موجود تھے وہ کہنے لگیں کس نے خوارج کو قتل کیا ہے تو میرے باپ نے کہا انہیں حضرت علی علیہ السلام نے قتل کیا ہے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔راوی کہتا ہے کہ اس وقت مسروق داخل ہوئے تو عائشہ نے اس سے پوچھا کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے۔وہ کہنے لگا۔

انہیں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے قتل کیا ہے اس وقت حضرت عائشہ نے

---

(۱) الاستیعاب ابن عبدالبر ج ۳ ص ۳۹۔ (۲) الاستیعاب ج ۳ ص ۳۹۔

(۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۴۔

کہا جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اس کو کوئی روک نہیں سکتا میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: **علي مع الحق والحق معه .**

علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ۔(۱)

ابوموسی اشعری کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور دنیا کا مال ودولت دنیا کے لئے ہے۔ میں نے حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

یا علی انت مع الحق والحق بعدی معک اے علیؑ آپؑ حق کے ساتھ ہیں اور میری وفات کے بعد بھی حق آپؑ کے ساتھ ہی رہے گا۔(۲)

☆ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

علي مع القرآن والقرآن معه لا يفترقا حتىٰ يردا عليّ الحوض.

علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔(۳)

۴۔شجاعت:

☆ ابن حدید کہتے ہیں کہ جہاں تک شجاعت کا تعلق ہے آپؑ سے پہلے اور آپؑ کے بعد لوگوں میں کوئی بھی آپؑ کی شجاعت کو نہیں پہنچ سکا، مشہور جنگوں میں آپؑ نے قیامت تک

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۶۔ (۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۷۔

(۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۸۔

کے لئے ایسی مثالیں قائم کی ہیں کہ جن تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایسے شجاع تھے جنہوں نے کبھی بھی فرار کا راستہ اختیار نہیں کیا اور نہ ہی کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا کیا اور جس نے بھی آپؑ کو مبارزہ کے لئے طلب کیا وہ آپؑ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آپ کی ایک ہی ضرب کافی ہوتی تھی دوسری ضرب کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی اور حدیث میں ہے کہ آپؑ کی ضربیں بہت شدید ہوتی تھیں۔ (۱)

جب حضرت امیر علیہ السلام نے معاویہ سے مبارزہ طلبی کی تا کہ جنگ میں دونوں میں سے ایک کے مارے جانے سے لوگ سکون کی زندگی بسر کرسکیں اس وقت عمر بن عاصی نے معاویہ سے کہا: علیؑ نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے۔

معاویہ نے کہا جب بھی تم مجھے نصیحت کرتے وہ میرے فائدے کی ہوتی ہے مگر آج؟

کیا تو مجھے ابوالحسن کے مقابلہ میں بھیجنا چاہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ بہت بڑے بہادر ہیں یا یہ کہ تو میرے بعد شام کی امارت کی طمع اور لالچ رکھتا ہے (یعنی تمہاری نصیحتیں میرے لئے قابل عمل تھیں لیکن آج میں تمہاری نصیحت پر عمل نہیں کروں گا کیونکہ تمہاری نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ میں علی علیہ السلام کے مقابلے میں جاؤں اور مارا جاؤں اور تم شام کے حاکم بن جاؤ۔ (۲)

عبداللہ بن زبیر پاؤں سمیٹ کر بیٹھا تھا اس نے معاویہ کو دیکھا تو وہاں سے اٹھا اور معاویہ کے پاس جا کر کہنے لگا علیؑ نے تمہیں بلایا تھا اگر تو چاہتا تو امن وسکون قائم کرسکتا تھا اور یقیناً تجھے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۰۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۱۔

وہ کہنے لگا شجاعت ہم سے بعید ہے، اس وقت عبداللہ نے کہا تیری شجاعت کو کس نے روکا تھا جب کہ توصف میں علیؑ کے مقابل کھڑا تھا پھر کہا اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ دائیں ہاتھ سے تجھے اور تیرے باپ کو قتل کرتے' باقی رہا بایاں ہاتھ تو اس سے دوسروں کو قتل کرتے۔(۱)

جنگ بدر میں کافروں کے ستر افراد قتل ہوئے ان میں آدھے جنگ بدر میں شریک مومنین نے تین ہزار ملائکہ کے ساتھ مل کر فی النار کیے اور ان مقتولین کے جسموں پر نشانات تھے اور آدھے امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے اللہ کی مدد نصرت اور توفیق سے قتل کئے۔ ان مقتولوں میں قریش کے بڑے بڑے شیطان شامل تھے جیسے نوفل بن خولد۔ حنظلہ بن ابوسفیان۔ عاص بن سعید بن عاص۔ طیعمہ بن عدی اور ولید بن عتبہ وغیرہ۔(۲)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بدر والے دن مجھے قوم کی جرات دیکھ کر تعجب ہوا ہم نے عتبہ۔ ولید۔ شیبہ کو قتل کیا۔ میری طرف حنظلہ بن ابوسفیان حملہ کرنے کے لئے بڑھا جب میرے قریب ہوا تو میں نے تلوار کی ایسی ضرب لگائی اس کی آنکھیں پھٹ گئیں (ایسے لگتا تھا کہ) زمین کی خواہش تھی کہ یہ لوگ قتل کئے جائیں (یعنی زمین کو ان مقتولوں کی ضرورت تھی)(۳)

☆ جابر انصاری کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علی علیہ السلام نے پہلے باب خیبر کو اکھاڑا اور اس کے بعد جنگ کی جبکہ درِ خیبر کو چالیس آدمی کھولتے اور بند کرتے تھے(۴)

☆ معاویہ بسر ابن ارطاۃ سے کہتا ہے کہ کیا تو علیؑ کے ساتھ مقابلہ کرے گا؟ بسر نے کہا:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۱۔ (۲) الارشاد ج ا ص ۶۹۔

(۳) کشف الغمہ ج ا ص ۱۸۶۔ (۴) مناقب خوارزمی ص ۱۷۲۔

تو اس کا بہترین حق دار ہے کیا وجہ ہے کہ تو مقابلہ نہیں کرتا اور مجھے مقابلے کے لئے بھیجتا ہے اس وقت بسر کے نزدیک اس کا چچازاد بھائی موجود تھا جو کہ حجاز سے آیا تھا اس سے اس کی بیٹی نے کہا تھا: جب بسر ملے تو اسے کہنا کس چیز نے تجھے علی کے مبارزہ کی طرف بلایا ہے تو بسر نے کہا اپنی بات کو مجھ پر تمام کرو مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اس کو پورا کیے بغیر لوٹوں اور وہ موت کے سوا کچھ بھی نہیں، میرے لئے اللہ کی ملاقات ضروری ہے۔

اگلے دن حضرت علی علیہ السلام لشکر سے دور کسی طرف نکلے آپؑ نے اپنا ہاتھ مالک اشتر کے ہاتھوں میں ڈالا ہوا تھا دونوں اتنی دور نکل گئے کہ دکھائی نہیں دیتے تھے اس وقت اچانک چھپے ہوئے بسر نے آپؑ کو مبارزہ کے لئے طلب کیا اس وقت وہ پہچانا بھی نہ جاتا تھا۔ اس نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مقابلہ کے لئے بلایا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس سے عذرخواہی کی لیکن جب وہ قریب ہوا اور آپؑ کو طعنہ دیا تو حضرت علی نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور بسر اپنی شرمگاہ کے بل زمین پر گر پڑا اور اس نے اپنی شرمگاہ کو ننگی کر دی اس طرح بچ گیا اور اس سے کہا کہ ذرا آنکھیں اٹھا کر دیکھو، اور واقعہ کشف ستر کو بیان کرنے لگا۔ (۱)

☆ ابن عباس سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا حضرت علی علیہ السلام نے صفین میں جنگ لڑی تھی؟ ابن عباس نے جواب دیا خدا کی قسم میں نے حضرت علیؑ کے علاوہ کسی شخص کو بھی اپنے نفس پر اس قدر قادر نہیں دیکھا میں نے انہیں دیکھا کہ آپؑ میدان جنگ کی طرف نکلتے ہیں آپؑ کا سر اٹھا ہوا ہے ہاتھ میں تلوار ہے آپؑ لعینوں کی طرف گئے اور انہیں فی النار کیا۔ (۲)

---

(۱) الامام علی منتہی الکمال البشری ص ۸۷۔۸۸ (۲) الامام علی منتہی الکمال البشری ۸۶.

۳.قوت بازو:

قوت بازو اس قدر تھی کہ باقاعدہ ضرب المثل بن گئی یعنی یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے باب خیبر کو اکھاڑا جبکہ لوگوں کا ایک گروہ اسے اکھاڑنے کے لئے اکٹھا ہوا لیکن اسے نہ اکھاڑ سکا۔

اسی طرح کہا جانے لگا کہ اس ہستی نے ہبل کو کعبہ سے اکھاڑ پھینکا حالانکہ وہ بہت بڑا بت تھا آپ نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ آپؑ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی خلافت کے دوران ایک عظیم پتھر کو اپنے ہاتھ سے اکھاڑا اور اس کے نیچے سے پانی نکال لیا جب کہ آپ کے لشکر والے مل کر اکھاڑنے سے عاجز آگئے تھے۔(۱)

☆ جابر انصاری کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے درِ خیبر کو اکھاڑا اس کے بعد جنگ کی، حالانکہ اس دروازے کو چالیس افراد مل کر کھولتے اور بند کرتے تھے۔(۲)

☆ ابن ابی حدید آپؑ کے واقعات میں آپؑ کی عظمت کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔

یاقالع الباب الذی عن هزه

عجزت اکفٌ أربعون و أربعُ

اے وہ ہستی جس نے درِ خیبر کو جڑ سے اکھاڑ دیا جبکہ چالیس ہاتھ اس کو اکھاڑنے سے عاجز تھے۔

جنگ احد کے بعد زید بن وہب ابن مسعود سے پوچھتے ہیں کیا لوگ حضرت رسول

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۱۔ (۲) مناقب خوارزمی ص ۱۷۲۔

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور فقط حضرت علیؑ ابودجانہ اور سہل باقی رہ گئے تھے؟

ابن مسعود کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے علاوہ سب لوگ بھاگ گئے تھے (البتہ بھاگنے والوں میں) سب سے پہلے عاصم بن ثابت لوٹے اور پھر ابودجانہ اور سہل بن حنیف لوٹے اور پھر ان کے ساتھ طلحہ بن عبیداللہ بھی واپس آ گئے۔

زید بن وہب سوال کرتا ہے اس وقت ابوبکر اور عمر کہاں تھے؟

ابن مسعود کہتے ہیں دونوں زندگی بچانے کی فکر میں تھے۔

پھر پوچھا عثمان کہاں تھا؟

جواب دیا وہ تو اس واقعہ کے تین دن بعد تشریف لائے اس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کس کام سے بھاگے تھے اور تم کہاں تھے؟

اس نے جواب میں کہا! میں زندگی بچانے گیا تھا۔

میں نے پوچھا:

اس وقت حضرت کے ساتھ کون تھا؟

اس نے کہا! عاصم بن ثابت اور سہل بن حنیف۔

میں نے کہا:

علی کا اس مقام پر ہونا تعجب سے خالی نہیں ہے۔

اس نے کہا:

اس پر فقط تجھے تعجب نہیں ہے بلکہ ملائکہ بھی متعجب ہیں۔

کیا تم نہیں جانتے کہ جبرئیل نے آسمان سے پرواز کرتے ہوئے اسی (احد والے) دن کہا تھا۔

"لافتی اِلاّ علي لاسیف اِلاّ ذو الفقار."

علیؑ کے علاوہ کوئی جوان نہیں ہے اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے.

وہ کہتا ہے کہ ہمیں کس طرح معلوم ہوگا کہ جبرئیل نے یہ جملے کہے۔

فرمایا تمام لوگوں نے جبرائیل کی یہ ندا سنی اور اس کی تصدیق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی۔(۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں نے باب خیبر کو اکھاڑا میرے بازو میں قدرت آئی اور میں نے اس قوم کو قتل کیا اور اللہ نے انہیں برباد کیا ان کے قلعہ کے دروازے کو میں نے اٹھا کر خندق میں پھینک دیا۔ اس وقت ایک شخص نے کہا آپؑ اس قدر بھاری دروازہ کیسے اٹھا سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا یہ میرے ہاتھوں کی طاقت اس دن کے علاوہ بھی ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب مسلمان اس دروازہ کو اٹھانے لگے جب تک ستر آدمی جمع نہ ہوئے اس کو نہ اٹھا سکے اور جب بھی دروازہ اٹھانا ہوتا تو کم از کم ستر آدمیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔(۲)

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۹۳۔۱۹۴.

(۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۱۵.

☆ جب خالد بن ولید کو حضرت علی علیہ السلام کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ تلوار اٹھا کر مسجد میں آ گیا اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہی بیٹھ گیا اس سے کہا گیا تھا کہ جب حضرت ابوبکر نماز کے سلام کو ختم کر دیں تو تم حضرت علیؑ کو قتل کر دینا۔

جب ابوبکر نے نماز شروع کی تو خالد کو دیئے جانے والے حکم کے بارے میں فکر لاحق ہو گئی اس وقت وہ تشہد میں تھا اس نے تشہد کا تکرار کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے پھر سلام شروع کرنے سے پہلے ابوبکر نے کہا:

لاتفعل ما أمرتک .

جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے اسے انجام نہ دو یہ کہنے کے بعد سلام پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے خالد سے پوچھا یہ کیا ہے؟

خالد نے کہا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ جب سلام پڑھوں تو میں آپؑ کی گردن اتار لوں۔

حضرت نے کہا کیا تو میری گردن اتارنے والا ہے؟

خالد کہتا ہے کہ جیسا مجھے حکم دیا گیا تھا ویسے ہی ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

حضرت نے اسے پکڑا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؑ نے اپنی ایک انگلی سے اسے اٹھایا اور گھمایا یہاں تک کہ اس کا کپڑوں ہی میں پیشاب نکل گیا۔ اس وقت آپؑ نے اسے نیچے پھینک دیا اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور پھر خالد کو چچا عباس کی سفارش پر چھوڑ دیا۔ (۱)

---

(۱) المناقب ج ۲ ص ۲۹۰ منتہی الامال فی تاریخ النبی والآل ج ۱ ص ۳۰۱۔

۴. زهد وتقوی:

جہاں تک زہد کا تعلق ہے، آپؑ تمام زاہدوں کے سردار ہیں اور اسی طرح قطب اور ابدال کے بھی آپ ہی سردار ہیں آپؑ کبھی پیٹ بھر کر کھانا تناول نہ فرماتے تھے اور آپؑ سب لوگوں سے کم کھانا کھاتے تھے اور سب سے سستا لباس پہنتے تھے۔

عبداللہ بن ابی رافع کہتا ہے کہ میں عید والے دن آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؑ نے ایک پرانی تھیلی نکالی ہم نے اس میں جو کی ایک خشک روٹی دیکھی آپؑ نے اسے نکالا اور تناول فرمانا شروع کیا میں نے عرض کی اے امیر المومنین آپؑ اس روٹی کو کس طرح چباتے ہیں فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے بیٹے اس میں مکھن اور گھی لگا دیں۔ (۱)

☆ عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اے علی اللہ تعالی نے آپؑ کو ایسی زینت سے مزین کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں میں کسی کو عطا نہیں فرمائی اور یہی چیز مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے کہ آپؑ دنیا میں سب سے بڑے زاہد اور دنیا سے دوری رکھنے والے ہیں اسی وجہ سے فقراء آپؑ سے محبت رکھتے ہیں اور آپ کی اتباع و پیروی کرتے ہیں اور آپؑ کو امام جانتے ہیں۔ یا علیؑ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو آپ سے محبت رکھے اور آپ کی تصدیق کرے، اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو آپ سے بغض رکھے اور آپ کو جھٹلائے۔ (۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۶۔

(۲) المناقب خوارزمی ص ۱۱۶۔

☆ عمرابن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ہم اس امت میں کسی کونہیں جانتے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ زاہد ہو (یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی سب سے زیادہ زاہد ہیں) (۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَن زهِدَ في الدنيا علّمهُ الله تعالىٰ بلا تعلم و هداهُ بلاهداية و جعله بصيراً و كشفَ عنه العمىٰ؛ و كان بذات الله عليما و عرفان الله في صدره عظيماً.

جوشخص اس دنیامیں زہدوتقوی اختیار کریگا تو اللہ تعالی اسے بغیر معلم کے علم عطافرمائے گا بغیر ہادی کے اس کی ہدایت کرے گا اور اس کو بصیر بنادے گا اور تاریکی اور جہالت میں اس کی رہبری کرے گا اور وہ ذاتِ خدا کا عالم بن جائے گا اور اس کے سینے میں اللہ کا عظیم عرفان پیدا ہوجائے گا۔ (۲)

☆ سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں قصر میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؑ کے سامنے پیالہ میں کھٹا دودھ رکھا تھا اس سے خوشبو آرہی تھی آپ کے ہاتھ میں جَو کی سخت روٹی تھی آپ اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ رہے تھے اور جب وہ ہاتھوں سے نہیں ٹوٹتی تھی تو اپنے گھٹنے پر رکھ کر اس کو توڑتے تھے اور جب آپؑ نے اس کو توڑ لیا تو

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۶۲.

(۲) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۲.

روٹی کو اس پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا:

آیئے ہمارے ساتھ کھانا تناول کیجئے۔

میں نے عرض کی مولا میں روزے سے ہوں۔

آپؑ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من منعه الصيام من طعام يشتهيه كان حقاعلىٰ الله أن يطعمه من طعام الجنة و يسقيه من شرابها.

جو شخص روزے کی حالت میں ہو، کھانے کی خواہش کے باوجود اپنے آپ کو کھانے سے دور رکھے تو اللہ تعالی کے لئے سزاوار ہے کہ وہ اسے جنت کا کھانا عنایت فرمائے اور آپ کو شراب سے سیراب کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے قریب کھڑی ہوئی آپ کی کنیز سے کہا اے فضہ تجھ پر وائے ہو، تو اللہ سے اس بزرگ کے حقوق کے بارے میں نہیں ڈرتی کیا کوئی کھجور اور عمدہ کھانا نہیں ہے۔

وہ کہنے لگی کہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے کھجور اور عمدہ کھانا نہ لایا جائے۔

راوی کہتا ہے کہ جو کچھ میں نے ان کے بارے میں سنا تھا اسکی خبر دیتا ہوں اور کہا میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں انہوں نے تین دن سے کچھ تناول نہیں فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی روح کو قبض کر لیا۔(۱)

---

(۱) المناقب خوارزمی ص ۱۱۸۔

☆ آپؑ کے لباس پر کبھی چمڑے اور کبھی پرانے کپڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے اور پھر پیوند پر پیوند لگائے جاتے، آپؑ سفید روئی سے بنا ہوا موٹا اور کھردرا لباس پہنا کرتے تھے۔

اگر آپؑ کے لباس کی لمبائی زیادہ ہوتی تو اس کو کاٹ دیتے اور وہ ہمیشہ آپؑ کے گھٹنوں تک ہوتا تھا آپؑ کی غذا بہت ہی معمولی ہوا کرتی تھی آپؑ کبھی نمک کبھی سبزی اور کبھی اونٹ کی چربی کا استعمال کرتے۔ آپؑ بہت کم گوشت کھاتے تھے اور اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے کہ اپنے پیٹوں کو حیوانات کی قبریں نہ بناؤ آپؑ نے دنیا کو طلاق دے دی تھی شام کے علاوہ پورے عالم اسلام سے آپؑ کی خدمت میں بیت المال لایا جاتا تھا آپؑ سارا خزانہ غریبوں اور مستحقوں میں تقسیم کر کے خالی کر دیتے اور فرماتے تھے:

هذا جَنايَ و خيارُه فيه

اِذ كلُّ جانٍ يدهُ اِلىٰ فيه

یہ میرا دشمن ہے اور اس معاملے میں مجھے مکمل اختیار حاصل ہے اور کیونکہ ہر ظالم کی بازگشت بھی اسی کی طرف ہے۔(۱)

☆ ابن نباج حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں یہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اے امیر المومنین مسلمانوں کا بیت المال سونے چاندی سے بھر گیا ہے تو حضرت علی علیہ السلام اللہ اکبر کہتے ہوئے، ابن نباج کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اٹھے اور فرمایا:

کوفہ کے لوگوں کو میرے پاس بلالاؤ۔

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۶.

راوی کہتا ہے کہ لوگوں میں اعلان کیا گیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام نے سارا بیت المال مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے تھے:

اے سونا اور چاندی کسی اور کو دھوکا دینا یہاں تک کہ بیت المال میں کوئی درہم و دینار بھی باقی نہ بچتا۔ پھر فرماتے تھے میرے لئے مصلی لاؤ، وہاں آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

☆ ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں ''خورنق'' میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے خدمت میں عرض کی:

یا امیر المومنین اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اور آپؑ کے اہل بیت کو اس مال میں حق دار بنایا ہے آپؑ جتنا مال اپنے لئے لینا چاہیں لے لیں۔

لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم مجھے تمہارے مال سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہے اور یہ میری ذریت ہے جس کے لئے میں اپنے گھر سے نکلا ہوں یا فرمایا جس کی وجہ سے میں مدینہ سے نکلا ہوں۔ (۲)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

میں نے اپنے پیراہن میں اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ اب پیوند لگوانے والے سے بھی شرم آتی ہے، چنانچہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس پرانے لباس کو کیوں نہیں دور پھینک دیتے، میں نے اس سے کہا: میرے پاس سے دور ہو جا کیونکہ جو لوگ صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں

---

(۱) حلیۃ الاولیاء، ج ا ص ۸۱.

(۲) حلیۃ الاولیاء، ج ا ص ۸۲.

وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

☆ عدی ابن ثابت کہتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں فالودہ لایا گیا آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہر وہ چیز جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کھاتے تھے مجھے وہ چیز اور وہ کھانا پسند نہیں ہے (۱)

ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے دو موٹے کپڑے خریدے اور قنبر سے کہا ان میں سے ایک کا انتخاب کر لو اس نے ایک لباس لے لیا اور اسے پہن لیا اور دوسرے لباس کے بازو لمبے تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کی لمبائی کو کاٹ دیا اور خود زیب تن فرمایا۔ (۲)

۵۔عبادت اور پرہیز گاری:

حضرت علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ عبادت گذار تھے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں آپ کو تمام لوگوں پر برتری حاصل تھی آپ سے ہی لوگوں نے نماز شب اور ضروری اذکار اور نافلہ نمازیں پڑھنا سیکھیں (۳)

☆ سعید سریہ سے حضرت علی علیہ السلام کی رمضان کی نمازوں کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا رمضان اور شوال میں سوائے حضرت علی علیہ السلام کے کوئی بھی اس قدر نمازیں نہیں پڑھتا تھا، آپ تو ساری ساری رات عبادت فرماتے تھے (۴)

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۱۱۹.

(۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۷۵.

(۳) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۱ ص ۲۷.

(۴) • کفایۃ الطالب محمد بن یوسف گنجی ص ۳۹۹.

☆ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں آپ کے ذہن میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جو ورد کی پابندی اور حفاظت میں اس مقام تک پہنچا ہوا ہو جس طرح یہ ہستی ہے۔

جس کے لئے جنگ صفین میں لیلۃ الھریر کو مصلی بچھایا گیا وہاں بیٹھ کر آپ نے نماز اور مناجات کی جب کہ نیزے اور تیر آپ کے سامنے آپس میں ٹکرا رہے تھے۔ گھوڑے دائیں سے بائیں گزر رہے تھے۔ جب تک آپ اپنے وظیفہ سے فارغ نہیں ہوئے اس وقت تک آپ نہ پنے مصلی سے اٹھے اور نہ آپ نے جنگ کی۔ (۱)

۶. عدل :

حضرت علی علیہ السلام کی زندگی عدل کی بہار تھی آپؑ نے اپنے عہد کے دوران تمام لوگوں کے درمیان مساوات کی حلاوت پیدا کی فقیروں، مستضعفوں اور محروموں کے درمیان ایسی مساوات قائم کی کہ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

آپ کے علاوہ کسی نے ان غریبوں کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کیا جو عظیم فتنہ وفساد کے پیدا ہونے کا سبب بنا یعنی امراء اور مال و دولت کے ساتھ محبت رکھنے والے لوگوں نے غریبوں کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے آپ کے خلاف فتنہ برپا کیا حالانکہ خلیفہ ثالث نے لوگوں کے درمیان اقربا پروری کو رواج دیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

زمین کا ہر وہ حصہ جسے عثمان نے اپنی زمینوں میں شامل کر دیا ہے اور اللہ کے مال سے

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج اص ۲۷.

جو اس نے اپنے ہی لوگوں میں تقسیم کر لیا ہے اس کی ایک ایک پائی بیت المال میں جمع کرنا ہوگی، کیونکہ حق قدیم کسی چیز کو باطل نہیں کرتا میں نے اس مال کو دیکھا کہ تم نے اس کو عورتوں کے مہر میں دیدیا ہے یا مختلف گھروں میں جا جا کر خرچ کر دیا ہے۔

پھر بھی میں مال کو اس کے اصل مقام پر ضرور لوٹاؤں گا کیونکہ عدل میں وسعت ہوتی ہے۔ اور جس نے حق میں تنگ نظری پیدا کرنے کی کوشش کی اس کی خبر نہ ہوگی۔ (۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کاتب عبداللہ ابی رافع سے فرمایا (جب آپؑ بخشش فرماتے تو عبداللہ اس بخشش کے سلسلے میں یاداشت کیا کرتا تھا۔)

سب سے پہلے مہاجرین کو بلایا کر ان کی ہر فرد کو ان کے حصے کے تین تین دینار دیئے، پھر انصار کو بھی مہاجرین ہی کی طرح دیئے پھر تمام حاضرین کو چاہے کالے ہوں یا سفید اسی طرح برابر برابر مال دیا۔

اس وقت سہل بن حنیف کہتا ہے اے امیر المومنینؑ یہ شخص کل تک تو میرا غلام تھا آج میں نے اسے آزاد کیا ہے (کیا اس کا حصہ بھی میرے حصہ کے برابر ہوگا) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم اسے اتنا ہی مال دیں گے جتنا تمہیں دیا ہے۔ (۲)

☆ ہارون بن سعد کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب حضرت علی علیہ السلام سے کہتے ہیں اے حضرت امیر المومنین علیہ السلام آپؑ میری مدد اور خرچ کے لئے حکم صادر فرمائیں کیونکہ خدا کی قسم میرے پاس گھر کا خرچ نہیں ہے مگر یہ کہ میں اس گھوڑے کو بیچوں اور گھر کا

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۶۹۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۳۷، ۳۸۔

خرچ چلاؤں تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم میرے پاس بیت المال میں ایک پائی بھی اضافی نہیں جو میں تمہیں دے دوں ہاں البتہ اگر تم اپنے چچا کو یہ کہو کہ وہ چوری کر کے تمہیں دے تب تو الگ بات ہے۔(۱) (جبکہ ایسا ممکن نہیں ہے۔)

☆ علی ابن یوسف مدائنی کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک گروہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یہ اموال ہمیں عطیہ کر دیں اور عجم کے غلاموں پر قریش اور عرب کے اشراف کو فضیلت دیں کیونکہ اگر آپؑ انہیں مال و دولت سے نہ نوازیں گے تو ہمیں خوف ہے کہ یہ لوگ آپؑ کو چھوڑ کر معاویہ سے جا ملیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان ارشاد فرمایا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ میں ظلم و جور کے ذریعے مدد طلب کروں۔ خدا کی قسم جب تک سورج طلوع کرتا رہے گا اور آسمان پر ستارے چمکتے رہیں گے میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ پھر فرمایا: اگر میرا ذاتی مال ہوتا میں تب بھی تمام لوگوں میں برابر برابر تقسیم کرتا لیکن یہاں تو مال بھی انھیں لوگوں کا ہے لہٰذا تمہاری بات میں کیسے قبول کر سکتا ہوں۔(۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس طرح کیسے کر سکتا ہوں یہ تو اللہ کا مال ہے۔(۳)

☆ جب آپؑ کے بھائی جناب عقیل نے عرض کی تھی کہ بیت المال سے مجھے میرے حق سے زیادہ عنایت فرمائیں تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے جمعہ کے روز کا وعدہ فرمایا:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۲ ص۲۰۰۔ (۲) سیرہ ائمہ اثنی عشر: جلد۱ ص۳۱۱۔

(۳) الامام علی منتہی الکمال البشری ص۱۴۸۔

جب جمعہ والے دن عقیل آئے تو آپ نے فرمایا: تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے جو ان تمام لوگوں کے ساتھ خیانت کرے۔

عقیل نے کہا وہ برا آدمی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کیا تو مجھے یہ کہنا چاہتا ہے کہ ان تمام لوگوں کے ساتھ خیانت کروں اور تجھے مال ودولت عطا کروں۔ (۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام کے اپنے بھائی عقیل کے سلسلہ میں رویہ مشہور ومعروف ہے کہ حجاز میں جب عقیل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیت المال سے مزید خرچ طلب کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے مسلمانوں کے بیت المال سے اضافی رقم دینے سے انکار کر دیا جیسا کہ آپ نے اسی بات کو اپنے خطبوں میں بیان فرمایا ہے یہ آپ کی پرہیزگاری اور عدل کی انتہاء ہے۔ (۲)

☆ عقاد اپنی کتاب عبقریۃ الامام میں کہتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کا اپنے گھر میں اپنی ازواج اور بچوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو آپ اس سلسلے میں بھی زہد و پرہیزگاری کا کامل نمونہ ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام خلیفۃ المسلمین جیسی ہستی نے بہت کم مال چھوڑا ہے حضرت علی علیہ السلام نے اپنی پوری رعیت میں مال کے اعتبار سے سب سے کم حصہ چھوڑا ہے جب کہ آپؑ خلیفۃ المسلمین تھے۔ (۳)

---

(۱) مناقب آل ابی طالب ج۲ ص۱۲۶۔

(۲) سیرت آئمہ اثنا عشرہ ہاشم معروف الحسینی، جلد اول ص ۳۱۰ تھوڑی سے تصرف کے ساتھ۔

(۳) سیرت آئمہ اثنی عشرج ا ص ۳۰۷۔

☆ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ عدل مساوات کے سلسلہ میں تمام تقاضوں کو پورا کیا اور آپ نے لوگوں کے درمیان مال و دولت کو مساوی طور پر تقسیم کیا۔

ہمیشہ اپنے تمام اعمال اور اقوال میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے رہے اور آپ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام سے ہی تمام لوگوں کے درمیان مال و دولت کو برابر تقسیم کر دیا حالانکہ آپ سے قبل خلفاء کے دور میں اموال کی تقسیم میں بے حد بد نظمی اور تفاوت تھا۔

پہلے دو خلفاء یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے دور میں بعض کو پندرہ سے بارہ ہزار تقسیم کیے جاتے جب کہ فقراء اور عوام کو تین سے چار ہزار تک دیے جاتے۔

خلیفہ سوم کے دور میں تو تقسیم ہوتی تھی ایسا لگتا تھا جیسے زمانہ جاہلیت بدترین صورت میں لوٹ آیا ہو خلیفہ سوم اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو تمام لوگوں پر فوقیت دیتے تھے اور اپنے خاندان کے ان لوگوں کو سردار بنا دیا جو اسلام کے ساتھ جنگوں میں مشرکوں کے طرف دار تھے۔(۱)

۷۔جہاد فی سبیل اللہ

جہاں تک اللہ کی راہ میں جہاد کا تعلق ہے تو آپ کے دوست اور دشمن اس بات کے معترف ہیں کہ آپ ہی مجاہدوں کے سردار تھے آپ کے علاوہ کوئی جہاد کرنا بھی نہیں جانتا تھا، (انتہا تک کوئی بشر بھی نہیں پہنچ سکتا۔)

....

(۱) سیرت الائمہ الاثنی عشرج ۱ص ۳۱۳۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے مشہور جنگ، جنگ بدر تھی جس میں مشرکین کو سخت شکست اٹھانا پڑی اور اس لڑائی میں مشرکین کے ستر آدمی قتل ہوئے ان میں سے نصف تنہا حضرت علی علیہ السلام کی ذات نے فی النار کئے اور باقی نصف مسلمانوں اور ملائکہ نے مل کر قتل کئے۔(۱)

☆ زید بن وہب کہتا ہے کہ میں نے ابن مسعود سے دریافت کیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فقط حضرت علی علیہ السلام ابودجانہ اور سہیل بن حنیف رہ گئے تھے۔

اس نے کہا جی ہاں حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ سب لوگ بھاگ گئے تھے۔

البتہ کچھ لوگ بعد میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹ آئے تھے ان میں سے سب سے پہلے عاصم بن ثابت، ابودجانہ اور سہیل بن حنیف تھے بعد میں ان کے ساتھ طلحہ بن عبداللہ بھی آملے۔

میں نے اس سے پوچھا۔

حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اس وقت کہاں تھے۔

اس نے کہا یہ دونوں بھی رسول خدا کو چھوڑ کر کہیں بھاگ گئے تھے۔

میں پوچھا حضرت عثمان کہاں تھے۔

اس نے کہا یہ صاحب تو اس واقعہ کے تین دن بعد واپس لوٹے اور ان سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم کہیں بہت دور بھاگ گئے تھے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴

میں نے ان سے پوچھا: جناب آپ کہاں تھے؟

اس نے کہا: میں بھی انہی لوگوں میں شامل ہوں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

میں نے پوچھا کہ واپس کون کون پلٹا۔

اس نے کہا عاصم اور سہیل بن حنیف۔

میں نے اس سے کہا حضرت علی علیہ السلام کا اس مقام پر ثابت قدم رہنا بڑے تعجب کی بات ہے۔

انہوں نے جواب میں کہا۔

صرف تجھے ہی تعجب نہیں بلکہ اس پر ملائکہ کو بھی تعجب ہے کیا تیرے علم میں نہیں ہے کہ اس دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہوئے یہ قصیدہ پڑھا:

لا سیف اِلا ذوالفقار

لا فتی اِلا علي

حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی جوان نہیں ہے اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں ہے۔(۱)

☆ ربیعہ سعدی کہتا ہے کہ میرے پاس حذیفہ بن یمان آئے میں نے ان سے کہا کہ ہم حضرت علی علیہ السلام اوران کے مناقب سے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ہم سے اہل بصرہ نے کہا کہ آپ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے متعلق زیادہ روی سے کام لیتے ہیں کیا

....

(۱) الارشاد ج اص ۸۴،۸۳۔

آپ بھی اس سلسلے میں کچھ کہیں گے؟ حذیفہ کہتے ہیں کہ اے ربیعہ تو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں جو پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھ۔

والذي نفسي بيده لو وضع جميع أعمال أصحاب محمد فى كفة الميزان منذ بعث الله محمداً الىٰ يوم القيامة و وضع عمل عليّ في الكفه الأخرى لرجح عمل عليّ علىٰ جميع أعمالهم.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کے دن سے لے کر قیامت تک کے تمام اصحاب کے اعمال اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اعمال دوسرے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اعمال والا پلڑا تمام مسلمانوں کے اعمال والے پلڑے کے مقابلے میں بھاری اور وزنی نظر آئے گا۔

ربیعہ کہتا ہے اس بات کو کوئی قبول نہیں کرسکتا، حذیفہ فرماتے ہیں یہ تم کیسے کہتے ہو؟ کیوں کوئی نہیں مانے گا۔

ذرا مجھے بتاؤ کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حذیفہ اور دیگر اصحاب رسول اس دن کہاں تھے جب عمر بن عبدودان کو بار بار مقابلے کے لئے بلا رہا تھا!

حضرت علی علیہ السلام کے سوا سب لوگ اس سے مقابلہ کرنے سے گھبرا رہے تھے لیکن جب اس نے حضرت علی علیہ السلام سے مقابلہ کیا تو اللہ تعالی نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ اسے قتل کرایا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں، حذیفہ، کی جان ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ کا فقط اس دن کا وہ عمل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت تک آنے والی امت کے اعمال سے افضل اور برتر ہے۔(۱)

☆ سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو پرچم اسلام دے کر قلعہ خیبر فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن وہ قلعہ خیبر کو فتح کیے بغیر واپس لوٹ آئے پھر اگلے روز حضرت عمر کو بھیجا وہ بھی شکست کھا کر واپس آ گئے سہل بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا:

لأعطیّن هذه الرایه رجلاً یفتح اللّه علیٰ یدیه یحبُ اللّهَ و رسولَهُ

کل میں پرچم اسلام اس شخص کو دونگا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔

لوگ اس امید پر پوری رات جاگتے رہے کہ کل علم ہمیں ملے گا دوسرے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کہاں ہیں؟

اصحاب نے کہا یارسول ان کی آنکھیں پر آشوب ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ان کی خدمت میں جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ جب آپؑ تشریف لے آئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور آپؑ کے لئے دعا فرمائی تو آپؑ کی آنکھیں اس طرح ٹھیک ہوگئیں گویا کہ ان میں درد تھا ہی نہیں اور آپ کو پرچم اسلام عطا فرمایا۔

---

(۱) الارشاد ج ۱۰۳۔

حضرت علی علیہ السلام عرض کرتے ہیں یا رسول اللہؐ میں ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک وہ اسلام قبول نہ کرلیں تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میدان میں اترنے سے پہلے انہیں رسول کا پیغام سنانا پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور ان چیزوں کے متعلق بتانا جو اللہ تعالی نے ان پر واجب قرار دی ہیں خدا کی قسم اگر آپؑ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی اللہ تعالی نے ہدایت دے دی تو آپ کیلئے بہت بڑی نعمتوں سے افضل ہے۔

سلمہ ابن الاکوع کہتے ہیں حضرت علی علیہ السلام میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے خدا کی قسم ہم بھی ان کے قدموں کے نشانوں پر پاؤں رکھتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ آپ نے قلعہ کے قریب پرچم اسلام کو پتھر کی ایک چٹان میں نصب کیا۔

قلعہ کی چھت سے ایک یہودی نے آپؑ کو دیکھ لیا اور پوچھا کہ آپؑ کون ہیں۔

حضرت نے فرمایا:

میں علی ابن ابی طالب ہوں۔

یہودی کہتا ہے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپؑ غالب ہوجائیں گے یا اس نے اس طرح کہا کہ آپ اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے جب تک اللہ آپؑ کے ہاتھوں فتح نصیب نہ کردے۔(۱)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۶۲، ۶۳۔

☆ ایک اور روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ مریض تھے۔

حضرتؐ نے آپؑ کی آنکھوں اور سر پر اپنا لعاب دہن لگایا اور آپؑ کی آنکھوں میں پھونک ماری اور اس وقت آپؑ کے سر کا درد ختم ہو گیا اور آپؑ کے لئے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی:

اللهم قهِ الحرّ و البرد.

پروردگارا اسے گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ۔

پھر علم عطا کیا اس علم کا رنگ سفید تھا اور فرمایا: اے علی میدان جنگ میں جاؤ جبرئیل علیہ السلام آپؑ کے ساتھ ہیں اور مدد خدا آپؑ کے سامنے ہے۔ آپؑ کا مخالف قوم کے دلوں میں رعب و دبدبہ ہے۔

یا علیؑ جان لیجیے کہ ان کی کتب میں موجود ہے کہ جو شخص انہیں تباہ و برباد کرے گا اس کا نام علیؑ ہے جب آپؑ کا ان سے مقابلہ ہو آپؑ ان سے کہیں کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں اور انشاء اللہ اسی ایک کلمہ کی وجہ سے ان کے دلوں میں آپؑ کا خوف طاری ہو جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں قلعہ خیبر کے پاس پہنچ گیا تو مرحب قلعہ سے باہر نکلا اس نے زرہ اور خود (وغیرہ) پہنا ہوا تھا اس کے سر پر پتھر نما خود تھا جو انڈے کی طرح دکھائی دیتا تھا اور وہ کہنے لگا:

قد عَلِمتْ خيبر أني مرحب

شاكي السلاح بطل مجرب

پورا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اور جنگ کے ہتھیاروں سے مکمل آراستہ تجربہ کار بہادر ہوں۔

حضرت کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا:

أنا الذی سمتني أُمي حیدره

کلیث غابات شدید قسوره

أکیلکم بالسیفِ کیل السندره

میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور اس شیر کی مانند ہوں جس کا حملہ اور جھپٹ شدید ہوتا ہے اور میری تلوار کا وار کبھی خطا نہیں کرتا۔

ایک وقت میں ہمارے درمیان تلواریں ٹکرائیں میں نے اس (مرحب) کے پتھر سے بنے ہوئے خود پر وار کیا اور میری تلوار نے اس کے سر اور خود کو کاٹ کر دو حصوں میں بانٹ دیا۔(۱)

☆ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ حنین کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت آپؐ کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا اکثر مسلمانوں نے گمان کیا کہ اب ہمیں کبھی بھی شکست نہیں ہو سکتی کیونکہ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اور حضرت ابوبکر نے اتنی بڑی جمیعت پر بہت تعجب کیا اور کہا کہ اب ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے۔

لیکن جب یہ جنگ شروع ہوئی تو مسلمان ثابت قدم نہ رہے اور سب کے سب بھاگ گئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی ہاشم کے نو افراد باقی رہ گئے اور ان میں دسویں فرد ایمن بن ام ایمن تھے لیکن وہ شہید ہو گئے (اللہ ان پر رحمت نازل کرے) اور فقط

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ص ۲۱۵۔

نو ہاشمی ثابت قدم رہے۔

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ، ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۱)

خاص طور پر جنگ حنین کے دن جب تمہیں کثرت تعداد نے مغرور کر دیا تھا اور وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے کہ وسعت کے باوجود زمین تمہیں تنگ دکھائی دینے لگی اور تم پیٹھ کر کے بھاگ نکلے تب خداوند عالم نے اپنے رسول اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے رسول اور مومنین پر تسکین نازل فرمائی یہاں مومنین سے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے علاوہ وہ آٹھ افراد جو اس جنگ میں ثابت قدم رہے وہ مراد ہیں۔ ان میں عباس بن عبد المطلبؑ، فضل ابن عباس، ابوسفیان بن حارث، نوفل بن حرث، ربیعہ بن حرث، عبداللہ بن زبیر بن عبد المطلب، عتبہ اور معقب بن ابی لہب شامل تھے لیکن مشرکین کی کمر اس وقت ٹوٹ گئی جب حضرت علی علیہ السلام نے ابو جرول لعنۃ اللہ علیہ کو قتل کیا۔ (۲)

☆ ابن حدید کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی شجاعت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس کے متعلق لوگ اس طرح آگاہ ہیں جیسے مکہ اور مصر وغیرہ سے آگاہ ہیں لہٰذا اس سلسلے میں مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳)

....

سورہ توبہ آیات ۲۶،۵۲۔ (۲) کشف الغمہ، ج ۱ ص ۲۲۱۔۲۲۳۔ (۳) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴۔

۷۔ حلم اور عفو:

جہاں تک آپؑ کے حلم اور بردباری کا تعلق ہے تو آپؑ سب سے زیادہ حلیم اور بردبار تھے۔ جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کی سچائی جنگ جمل میں اس وقت ظاہر ہوئی جب آپؑ مروان بن حکم پر فتح یاب ہوئے۔ اگرچہ اس کا شمار آپؑ کے بدترین دشمنوں اور سب سے زیادہ شدید بغض رکھنے والوں میں ہوتا تھا تب بھی آپ نے اسے معاف کردیا۔(۱)

☆ حضرت امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بصرہ کے سرکشوں کے مال و دولت پر قبضہ جمالیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے اس وقت جنگوں میں ان لوگوں کی عادت تھی، اس وقت حضرت نے (جواب میں) فرمایا کہ ان قیدیوں میں ام المومنین حضرت عائشہ بھی ہیں کوئی بھی ان کی شان میں جسارت نہ کرے، لہٰذا حضرت نے سب لوگوں کو معاف فرمادیا اور کسی کو اہل بصرہ (کے لشکر) کے اموال کی لوٹ مار کی اجازت نہ دی۔(۲)

☆ ابن حدید کہتے ہیں کہ اہل بصرہ آپؑ کی اولاد اور لشکر والوں سے جنگ کرتے تھے اور آپؑ کو گالیاں دیتے تھے نیز لعن طعن کرتے تھے لیکن جب آپؑ ان پر فتح یاب ہوئے تو آپؑ نے تلوار نہیں چلائی چنانچہ آپؑ کے لشکر کے صفوں میں سے ایک منادی نے ندا دی:

الا لا یُتبع مول ولا یُجهز علیٰ جریح ولا یقتل مستاسر ومن ألقیٰ سلاحه فهو آمن ومَن تحیز اِلیٰ عسکر الامام فهو آمن ولم یاخذ اثقالهم ولا سبیٰ ذراریهم ولا غنم شیئاً من أموالهم .

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۱ص۲۲۔

(۲) سیرۃ آئمہ اثنی عشر ج۱ص۲۱۵۔

خبردار کسی بھاگنے والا کا پیچھا نہ کیا جائے کسی زخمی کو کچھ نہ کہا جائے کسی مغلوب کو قتل نہ کیا جائے جو اپنے ہتھیار پھینک دے وہ امن قائم کرنے والا ہے جو میرے لشکر میں شامل ہو وہ بھی امن قائم کرنے والا ہے اور انہیں نہ لوٹا جائے ان کے بچوں کو قید نہ کیا جائے اور ان کے مال کو غنیمت نہ سمجھا جائے۔ حضرتؑ چاہتے کہ جو کچھ ان کے ساتھ کیا گیا تھا وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی کرتے، اگرچہ حضرت ان کے ساتھ وہی برتاؤ کر سکتے تھے جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا۔

لیکن آپ نے سب کچھ بھلا دینے کے بعد عفو وبخشش کا مظاہرہ کیا اور حضرت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح مکہ والی سنت پر عمل کیا اور ان سب کو معاف فرمادیا لیکن حضرت امیر علیہ السلام کے کریمانہ اخلاق کے باوجود ان لوگوں کا بغض وکینہ ٹھنڈا نہ ہوا اور وہ اپنی دشمنی پر ہمیشہ قائم رہے۔(۱)

☆ جنگ صفین میں جب معاویہ کے لشکر نے دریائے فرات کے پانی پر قبضہ کر لیا تو اس سے شام کے سرداروں نے کہا کہ ان کو پیاسا قتل کرو جس طرح حضرت عثمان کو پیاسا قتل کیا گیا لہٰذا معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اقرباء پر پانی بند کر دیا۔

لیکن جب حضرت علی علیہ السلام نے فرات پر قبضہ کر لیا اور لشکر معاویہ کو دریائے فرات سے دور دھکیل دیا تو حضرت نے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ پانی کے معاملہ میں ہم تمہارے ساتھ وہ نہیں کریں گے جو تم نے ہمارے ساتھ کیا تھا بلکہ ہم اور تم اس پانی پر برابر کے حقدار ہیں۔(۲)

☆ عبداللہ بن زبیر بہت سے لوگوں کی موجودگی میں حضرت علی علیہ السلام کو برا بھلا کہہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۱ص۲۳.

(۲) واقعہ صفین، نصر بن مزاحم ص۱۹۳.

رہا تھا اور اس نے بصرہ میں ایک دن خطبہ دیا اور حضرت علی کی شان میں گستاخی اور نازیبا کلمات استعمال کئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ زبیر ہمارے خاندان کا ایک آدمی ہے عبداللہ بھی ہمارا ہی جوان ہے، جب حضرت علی علیہ السلام جنگ جمل میں کامیاب ہوئے تو اس کو گرفتار کر کے لایا گیا حضرت نے ان سے درگزر فرمایا اور فقط اتنا کہا کہ میری نگاہوں سے دور ہو جاؤ اس کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں۔(۱)

☆ حضرت امیر علیہ السلام جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہ کے پاس گئے وہاں صفیہ ام طلحہ الطالحات نے چلانا شروع کر دیا اور کہا اللہ تیری اولاد کو اس طرح یتیم کرے جس طرح آپ نے میری اولاد کو یتیم کیا ہے۔

حضرت نے اس کو کچھ نہ کہا وہاں موجود ایک شخص نے حضرت سے کہا مولا آپ اس عورت کی بیہودہ باتوں پر غضبناک کیوں نہیں ہوتے اور آپ اس عورت کے سامنے خاموش کیوں ہو گئے حالانکہ جو کچھ اس عورت نے کہا ہے وہ سب آپ نے سنا ہے۔

حضرت اسے چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ تم پر افسوس ہو ہمارا تو شیوا یہ ہے کہ ہم مشرک عورتوں سے بھی درگزر کرتے ہیں اور یہ تو مسلمان عورت ہے۔ ہم اس سے کس طرح درگزر نہ کریں۔(۲)

☆ ایک مرتبہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام وعظ و نصیحت فرما رہے تھے ایک

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۳۔

(۲) مجالس السنیہ سید محسن الامین العاملی ج ۲ ص ۱۹۶۔

خارجی نے کھڑے ہو کر آپ کے موعظہ کے درمیان خلل پیدا کیا یہ ملعون اور خارجی افراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ انتہائی بغض وحسد رکھتے تھے۔

(یہ لعنتی کہنے لگا) اللہ اس کافر کو قتل کرے جو بہت بڑا فقیہ بنا پھرتا ہے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے پیروکار اسے پکڑنے کے لئے جھپٹے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے انہیں یہ فرماتے ہوئے روک دیا کہ یہ یا گالی کے بدلہ میں گالی ہے اور یا خطا کے بدلہ میں معافی ہے۔(۱)

☆ جناب ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے معاملے کو آپ اچھی طرح جانتے تھے اس کے باوجود جب حضرت کامیاب ہو گئے تو حضرت عائشہ کی تعظیم وتکریم کی، جب مدینہ لوٹنے لگے تو آپ نے قبیلہ ابن قیس کی بیس عورتوں کو عمامے پہنا کر مسلح ان کے ہمراہ روانہ کیا جب کچھ راستہ طے ہو چکا تو جناب عائشہ کے ذہن میں ایسی بات آئی جو نہیں آنی چاہیے تھی۔

آپ وہاں کھڑی ہو گئیں اور خود سے کہا تیری ہتک عزت کی گئی ہے اور پردے کا خیال نہیں رکھا گیا ہے اور مردوں کے لشکر کے ساتھ واپس بھیجا گیا ہے جب مدینہ پہنچ گئیں تو تمام عورتوں نے اپنے عمامے اتار دیئے اور ان سے کہا ہم سب خواتین ہیں۔(۲)

سید محسن امین عاملیؒ کہتے ہیں کہ دشمنوں کے ساتھ مروت کرنا آپ کا شیوا تھا خواہ وہ لوگ مروت کے مستحق ہوں یا نہ ہوں، آپ کی مروت کی اکثر وبیشتر مثالیں جنگوں میں بھی ظاہر ہوئی۔

---

(۱) المجالس السنیہ ج ۲ ص ۱۹۴۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۳۔

شرافت آپ کا خاصہ تھا آپ کا سینہ کینہ ودشمنی سے محفوظ تھا یہاں تک کہ جو آپ کا بد ترین دشمن ہوتا اور دشمنی میں سب سے زیادہ نقصان دہ ہوتا اس سے بھی کینہ ودشمنی نہ فرماتے۔

آپ کے خلاف سب سے زیادہ کینہ رکھنے والوں میں ابن ملجم ملعون بہت مشہور تھا اس کے خلاف بھی آپ کے دل میں کچھ نہ تھا کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اہلبیت اور اصحاب کو اپنے قاتل کے ساتھ زیادتی کرنے سے منع فرمایا اور کہا کوئی بھی اسے قتل نہ کرے۔(۱)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

میرے بیٹے اس قیدی کے ساتھ نرمی کرو اس پر رحم کھاؤ اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت ومہربانی سے پیش آؤ۔ کیا اس کی آنکھوں کی طرف نہیں دیکھ رہے ہو اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے یہ خوف، رعب اور گھبراہٹ سے کانپ رہا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کی بابا جان اس لعین اور بد کردار نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے اور ہم پر مصیبت کا پہاڑ گرادیا ہے اور آپ فرمارہے ہیں کہ اس سے نرمی کی جائے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جی ہاں، میرے بیٹے کیونکہ ہم اہلبیت ہیں ہمارا شیوہ ہے کہ ہم گناہگاروں کے ساتھ ہمیشہ کرم، فیاضی، عفو، رحمت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

....

(۱) المجالس السنیہ ج ۲ ص ۱۹۶۔۱۹۷۔

میرے پیارے بیٹے تجھے میرے حق کی قسم جو خود کھانا اسے بھی کھلانا جو خود پہننا اسے بھی پہنانا اگر میں اس دنیا سے چلا گیا تو اس سے قصاص لینا اسے آگ میں نہ جلانا اور اس کا مثلہ بھی نہ کرنا کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اِیّاکم والمُثله ولو بالکلب العقور.

تم لوگ مثلہ کرنے سے دور رہو اگر چہ وہ باولا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

بہر حال اگر میں زندہ رہا تو اسے معاف کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔(۱)

۹۔ جود و سخاوت:

حضرت امیر المومنینؑ میں جود وسخاوت حد کمال تک پائی جاتی تھی۔ بالفاظ دیگر آپؑ میں روز روشن کی طرح یہ صفت عیاں تھی کہ آپؑ اکثر روزہ رکھتے تھے۔خود بھوکے رہتے تھے اور اپنی غذا دوسروں کو عطا فرما دیتے تھے۔آپ کی عظمت کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا﴾(۲)

اور اس کی محبت میں محتاج، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں ہم آپ سے جزا اور شکر گزاری کے خواستگار نہیں ہیں۔

☆ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ کے پاس فقط چار درہم تھے آپؑ

---

(۱) منتہی الامال فی تواریخ النبی والآل شیخ عباس قمی ج ۱ ص ۳۴۱۔ (۲) سورہ دہر آیت: ۸ و ۹.

نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم واضح اور علانیہ طور پر صدقہ دیا تو اس وقت آپؑ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الذين يُنفقون أموالهم بالليل والنهار سرّاً وعلانيةً.﴾

وہ لوگ جو اپنے اموال کو دن، رات، پوشیدہ اور ظاہر بظاہر (اللہ کی راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔(۱)

☆ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اجرت پر کام کرتے اس سے جو رقم حاصل ہوتی اسے فقیروں اور مسکینوں میں صدقہ کے طور پر خرچ کر دیتے اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی سخاوت اور فیاضی کی وضاحت کے لئے آپؑ کے بدترین دشمن معاویہ کی یہ گواہی کافی ہے (اور فضیلت بھی وہی ہوتی ہے جس کی دشمن گواہی دیں) معاویہ نے کہا:

لو كان لعلي بيتان بيتٌ من تبر (ذهب) و بيت من تبن لتَصدَّق بتبره قبل تبنه.

اگر حضرت علی علیہ السلام کے پاس دو گھر ہوں ایک سونے سے بھرا ہوا ہو اور دوسرا بھوسے سے تو آپ پہلے سونے سے بھرے ہوئے گھر کو صدقہ دیں گے اور اس کے بعد بھوسے سے بھرا ہوا گھر صدقہ دیں گے۔(۲)

☆ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی سخاوت و فیاضی کے لئے یہی کافی ہے کہ

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۱۔۲۲۔ (۲) منتہی الامال فی التواریخ النبی والآل ج ۱ ص ۲۹۲۔

آپؑ کی ذات کے علاوہ آیت نجویٰ پر کسی بھی غنی وفقیر صحابی نے عمل نہیں کیا یہاں تک کہ وہ آیت منسوخ ہوگئی اور دوسرے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح توبیخ اور ملامت ہوئی۔

﴿أأشفَقْتُمْ أن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَي نَجْواكُمْ صَدَقَاتٍ .﴾

کیا تم لوگ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈرتے ہو۔ بہرحال آپ کے علاوہ کسی اور نے اس طرح سخاوت نہیں کی۔(۱)

☆ طبری اپنی تفسیر میں متعدد اسناد کے ساتھ مجاہد کی سند سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔:

فقدّموا بين يدي نجواكم صدقه .

حضور سے سرگوشی سے پہلے صدقہ دیں۔

اس واقعہ کے بعد کسی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سرگوشی نہ کی فقط حضرت علی علیہ السلام نے ایک دینار صدقہ کے طور پر دیا اور پھر سرگوشی کی جب حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی نے صدقہ نہ دیا تو اللہ کی طرف سے یہ چھوٹ مل گئی کہ تم لوگ صدقہ کے بغیر بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کر سکتے ہو۔(۲)

☆ شعبی کہتے ہیں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور ایسے اخلاق حسنہ کے مالک تھے جنہیں اللہ دوست رکھتا ہے سخاوت اور فیاضی وغیرہ

---

(۱) اعیان الشیعہ ج ۱، ص ۳۴۸.

(۲) اعیان الشیعہ ج ا ص ۳۴۸۔

جیسی خصوصیات آپؑ کی ذات میں بدرجہ اکمل موجود تھیں۔

آپؑ کسی سائل کے سوال کو ٹھکراتے نہیں تھے۔(۱)

☆ اسی طرح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں محنت کی اور خون پسینہ کی کمائی سے اللہ کی رضا اور خوشنودی اور آتش جہنم سے نجات کے لئے ایک ہزار غلام آزاد کئے۔(۲)

☆ شعبی ایک غلام کی روایت کو بیان کرتا ہے کہ میں کوفہ کے ایک میدان میں گیا اس وقت میرے ساتھ کسی کا غلام تھا۔ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا وہ سونے چاندی کے ڈھیر کے قریب کھڑے تھے ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے لوگوں کو پیچھے کر رہے تھے۔ آپؑ اس مال کے قریب گئے اور سارا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا اور وہاں کوئی چیز باقی نہ رہی اور آپ خالی ہاتھ اپنے گھر کی طرف چل دیے۔ راوی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور ان سے کہا آج میں نے لوگوں میں ایک نیک اور عجیب شخص کو دیکھا ہے اس کا باپ پوچھتا ہے کہ وہ شخص کون تھا؟

میں نے کہا میں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو دیکھا ہے اور پھر سارا قصہ بیان کیا اس نے روتے ہوئے۔ کہا بیٹا یقیناً تم نے اس کائنات کے بہترین شخص کو دیکھا ہے۔(۳)

☆ آپ بیت المال کے کمروں میں پڑا ہوا مال اللہ کی راہ میں دے دیتے اور اس جگہ پر نماز ادا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۲۔ (۲) منتہی الامال شیخ عباس قمی ج ا ص ۲۹۲۔

(۳) سیرۃ ائمہ اثنی عشرج ا ص ۳۱۴۔

یا صفراء یا بیضاء غُرّي غیري

اے سونا اور چاندی تم میرے علاوہ کسی دوسرے کو دھوکا دینا حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ میں شام کے علاوہ پوری دنیا تھی اس کے باوجود آپ نے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔

۱۰. حضرت امیرؑ کا لوگوں کو غیب کی خبر دینا :

شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت علی کے فضائل میں بہت سی آیات موجود ہیں اور وہ حضرت علی علیہ السلام کے معجزات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور یہ معجزات آپؑ کی امامت پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی اطاعت واجب ہے اور آپؑ تمام لوگوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ ان معجزوں میں سے کچھ ایسے معجزے ہیں جن کے ذریعہ خدا نے انبیاء اور رسولوں کی نبوت و رسالت کو ظاہر کیا اور ان کی سچائی پر ایک واضح دلیل قرار دیا۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ایسے معجزات ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ کم عقل، جاہل، بے وقوف اور دشمن ہو۔ (۱)

حضرت کے معجزات میں ایک معجزہ یہ ہے کہ جب آپ نے خوارج سے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا تو آپؑ سے کہا گیا کہ وہ لوگ نہروں کا پل عبور کر کے دوسری طرف جا چکے ہیں اس وقت آپؑ نے فرمایا ان کے گرنے کی جگہ تو پانی کے اس طرف ہے (وہ وہاں کیسے جا سکتے ہیں) خدا کی قسم ان میں دس افراد بھی نہ بچ سکیں گے۔

ابن حدید کہتے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ روایت تواتر کے ساتھ بیان

....

(۱) الارشاد ج ا ص ۳۱۳، ۳۱۴.

کی جانے والی روایات میں سے ہے کیونکہ آپؑ کی یہ روایت بہت مشہور ہوئی اور سب لوگوں نے اسے نقل کیا ہے۔

یہی آپ کا معجزہ ہے کیونکہ اس میں آپؑ نے غیب کے متعلق خبر دی ہے اگرچہ آپ نے اس کے علاوہ بھی غیب کی بہت سی خبریں دیں ہیں لیکن یہ ایسی خبر ہے جس میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ اس میں آپؑ نے اپنے اصحاب کے متعلق بھی ایک مخصوص عدد کے ساتھ خبر دی ہے اور خوارج کے متعلق بھی ایک خاص عدد فرمایا ہے اور جنگ کے بعد بالکل اسی طرح ہوا جس طرح آپؑ نے فرمایا تھا۔

اس میں کسی قسم کی کمی وزیادتی نہیں ہوئی کیونکہ یہ ایک خداوندی امر تھا۔ جس کو آپؑ نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور انہوں نے اللہ سے حاصل کیا تھا۔

لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے معجزات میں تنہا ہیں، کوئی دوسرا اس طرح کے معجزات ظاہر نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قوت بشر ان امور کو حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ (۱)

☆ جب تین گروہوں نے بیعت توڑی تو حضرت امیر المؤمنینؑ نے جنگ شروع کرنے سے پہلے فرمایا (اس روایت کو بہت سے لوگوں نے بھی نقل کیا ہے) مجھے تین گروہوں ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا میں ان سے جنگ کروں گا اور ہوا بھی اسی طرح۔

جناب امیر علیہ السلام جب ''ذی وقار'' مقام پر تشریف فرما تھے تو اس وقت حضرت نے فرمایا:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۵، ص۲۰۳۔

يأتيكُم مِن قِبَل الكوفه ألفُ رجل لا يزيدون رجلا ولاينقصون رجلا يبايعوني علىٰ الموت .

تمہارے پاس کوفہ کی طرف سے ایک ہزار آدمی آئیں گے ایک ہزار سے ایک آدمی کم یا زیادہ نہیں ہوگا وہ سب لوگ میری اس طرح بیعت کریں گے کہ خون کے آخری قطرہ تک میری حمایت کریں گے۔

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آپؑ نے مندرجہ بالا فرمان دیا تو میں گھبرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس معین مقدار میں کمی یا زیادتی ہو جائے اور آپؑ کا فرمان درست نہ رہے۔ لوگ کوفہ کی طرف سے آنا شروع ہوئے تو میں ان کو شمار کرنے لگا، شمار کرتے کرتے جب میں نوسوناوے پر پہنچا تو کچھ دیر تک کوئی نہ آیا اس وقت میں نے انا للہ وانا؛؛؛ پڑھا اور سوچ میں غرق ہو گیا کہ اس کی کیا توجیہ کروں ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص آیا آگے بڑھ کر جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا آپؑ ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تو کس چیز پر میری بیعت کرے گا۔

اس نے کہا: میں آپؑ کی اطاعت کرونگا آپؑ کے حکم سے آپؑ کے سامنے اس وقت تک جنگ کرونگا کہ یا میں شہید ہو جاؤں یا اللہ تعالی آپ کو فتح مبین عطا فرمائے۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا اویس قرنی۔

حضرت نے فرمایا تو اویس قرنی ہے۔

اس نے کہا جی ہاں میں اویس قرنی ہوں۔

حضرت نے فرمایا اللہ اکبر مجھے میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے

بتایا تھا میرے بھائی تو ایک ایسے شخص سے ملے گا جس کا نام اویس قرنی ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول کے گروہ سے ہوگا اور اسے شہادت نصیب ہوگی اور وہ ربیعہ اور مضر جیسے خاندان کی شفاعت کرے گا۔(۱)

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی غیب کی خبروں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زیاد ابن نصر حارثی کہتا ہے کہ میں زیاد کے پاس موجود تھا اس وقت رشید ہجری کو لایا گیا اور اس سے زیاد نے کہا تیرے متعلق تیرے آقا اور مولا (یعنی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام) نے کیا کہا تھا ہم تیرے ساتھ وہی سلوک کریں گے۔

رشید ہجری کہتے ہیں میرے مولا نے فرمایا تھا:

تقطعون يديَّ ورجليَّ و تصلبونني .

میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکایا جائے گا۔

زیاد کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں تیرے مولا کی بات کو ضرور جھٹلاؤں گا۔اس نے حکم دیا اس کا راستہ چھوڑ دو اور اسے آزاد کر دو جب رشید اس کے دربار سے باہر نکلنے لگا تو زیاد نے کہا خدا کی قسم جو کچھ تیرے مولا نے کہا ہے میں تجھے اس سے زیادہ سخت تر عذاب دونگا۔حکم دیا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکا دو۔

رشید ہجری کہتے ہیں کہ میرے مولا امیر المومنین علیہ السلام نے مجھے جو خبر دی تھی اس میں ایک چیز اور باقی ہے، زیاد کہتا ہے کہ اس کی زبان کاٹ دو اس وقت رشید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اب میرے مولا امیر المؤمنینؑ کی پیشن گوئی سچی ہوگئی ہے۔(۲)

---

(۱) بحار ج۸ص۲۱۵،۲۱۶.   (۲) بحار ج۴۲،ص۱۲۵.

☆ اخبار غیب میں سے ایک یہ خبر جسے اصحاب سیرہ نے مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے کہ حجاج بن یوسف ایک دن کہنے لگا ایک ایسا شخص جو ابوتراب کے چاہنے والوں میں سے ہو اسے میرے پاس لایا جائے تا کہ میں اسے قتل کر کے خدا کا قرب حاصل کروں۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ ہم نے قنبر کے علاوہ کسی کو بھی ابوتراب علیہ السلام کی صحبت میں زیادہ اٹھتے بیٹھتے نہیں دیکھا، حجاج نے قنبر کو قتل کرنے کی نیت کی اور اپنے کچھ آدمی بھیجے کہ وہ قنبر کو تلاش کر کے لے آئیں۔

جب قنبر کو لایا گیا تو حجاج نے کہا:

تم قنبر ہو؟ کہا جی ہاں میں قنبر ہوں۔

حجاج نے کہا کہ قنبر ابو ہمدان۔

کہا جی ہاں۔

حجاج نے کہا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ تیرے مولا ہیں۔

کہا جی ہاں اللہ میرا مولا ہے اور حضرت علی علیہ السلام بہترین ولی ہیں۔

حجاج نے کہا کہ اپنے دین میں حضرت علی سے برائت کرو۔

قنبر نے کہا اگر میں علی علیہ السلام سے برائت کروں تو کیا تو بتا سکتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے بھی کوئی افضل ہے۔

حجاج کہتا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ انتخاب کرو تم کیسے مرنا چاہتے ہو؟

قنبر کہتے ہیں کہ تجھے اختیار ہے۔

حجاج کہتا ہے: کیوں؟

جناب قنبر کہتے ہیں جس طرح تو مجھے قتل کرے گا اس طرح تجھے قتل کیا جائے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا تھا تجھے ذبح کیا جائے گا اور اس سے تیری موت واقع ہوگی حجاج نے کہا کہ اسے ذبح کردو۔(۱)

☆ ابن ہلال ثقفی کتاب الغارات میں روایت بیان کرتے ہیں کہ زکریا بن یحیٰ عطار اور ان سے فضیل اور ان سے محمد ابن علی نے کہا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے "سلونی قبل ان تفقدونی" (میرے دنیا سے چلے جانے سے پہلے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو) کا دعوی کیا اور مزید فرمایا۔

خدا کی قسم کہ تم لوگ مجھ سے اس گروہ کے متعلق سوال نہیں کرو گے جو ایک سو آدمیوں کو گمراہ کرے گا اور اس گروہ کے متعلق بھی سوال نہیں کرو گے کہ جو ایک سو آدمیوں کو ہدایت کرے گا مگر میں تمہیں اس گروہ کی مہار تھام کر چلنے والے اور اس گروہ کے پس پشت مدد کرنے والے کے متعلق آگاہ کرونگا۔

اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ میرے سر اور داڑھی کے کتنے بال ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم میرے حبیب نے مجھے خبر دی ہے تیرے سر کے بال کے ساتھ ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری داڑھی کے ہر بال کے

---

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۲۲۸۔

نیچے ایک شیطان ہے جو تجھے گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک بھیڑ ہے جو حضرت رسول خداؐ کے بیٹے کو قتل کرے گا اور اس کا بیٹا (امام) حسین علیہ السلام کا قاتل ہوگا ابھی وہ بچہ ہے جو گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور وہ سنان بن انس النخی ہے۔(۱)

انہی غیب کی خبروں میں ایسی بہت ساری متواتر خبریں ہیں جنہیں حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے ذکر کیا تھا مثلاً میں دنیا سے شہید ہو کر جاؤں گا اور میرے سر پر ضربت لگے گی اور ریش مبارک سر کے خون سے رنگین ہو جائے گی آپ نے جس طرح خبر دی تھی بالکل اسی طرح واقع ہوا۔

اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان ہے اس بدبخت انسان پر کون روئے گا؟ جب وہ میرے سر کو خون سے رنگین کرے گا(۲)

ان خبروں میں ایک ایسی خبر ہے جسے ثقات راویوں نے نقل کیا ہے۔

ماہ مبارک رمضان، میں حضرت علی علیہ السلام ایک رات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاں روزہ افطار فرماتے اور ایک رات ابن عباس کے پاس روزہ افطار کرتے لیکن آپ تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے۔

آپؑ کے دونوں بیٹوں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام میں سے کسی ایک نے عرض کیا: بابا جان آپ اتنی تھوڑی مقدار میں کھانا کیوں تناول فرماتے ہیں۔

جناب علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: میرے بیٹے مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرے

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۷۶ (۲) ارشاد ج ۱ ص ۳۲۱، ۳۲۰۔

پاس خدا کا امر یعنی ملک الموت آئے اور میں اس حالت میں ہوں کہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہو۔

راوی کہتا ہے اس بات کو کہے ہوئے ایک یا دو راتیں ہی گزری تھیں کہ آپ کو ضربت لگی۔(۱)

☆ جناب امیر علیہ السلام جب خوارج سے جنگ کرنے میں مشغول تھے اس وقت فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چھوڑ دو گے تو میں تمہیں اس بات کی خبر دیتا جس کا فیصلہ اللہ نے پیارے نبی کی زبان پر جاری فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنی گمراہی کو جاننے کے باوجود جنگ کرینگے اور ان میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کی گردن چھوٹی اور ہاتھ ناقص الخلقت ہونگے اور اس کے دونوں کندھے تنگ ہونگے اور ایک کندھے کے اوپر عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا وہ مخلوق خدا میں بدترین ہوگا اس کا قاتل اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک محبوب ترین اور مقرب ترین افراد میں سے ہوگا۔

جب جنگ کے بعد اژدھام ہٹا تو جناب امیر اسے تلاش کرتے ہوئے فرمارہے تھے نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میں جھٹلایا گیا ہوں یہاں تک کہ وہ شخص نظر آ گیا جب اس شخص کی قمیص کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعا اس کے کندھے پر گوشت کا لوتھڑا تھا اور بالکل عورت کے پستان کی طرح لگ رہا تھا، اس کے اوپر بال تھے جب بالوں کو کھینچا جاتا تو تو وہ لوتھڑا اکھٹا ہو جاتا اور جب چھوڑا جاتا تو وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جاتا تھا۔

---

(۱) المناقب خوارزمی ص ۲۹۴۔

اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا اللہ اکبر پھر کہا اس میں با بصیرت شخص کے لئے عبرت ہے۔(۱)

۱۱۔ مضبوط رائے، حسن تدبیر و سیاست:

☆ ابن حدید کہتے ہیں:

كان علي عليه السلام، من أسدّ الناس رأياً وأصحّهم تدبيراً.

حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح الفکر تھے۔(۲)

قارئین کرام! اس مقام پر چند ایسے شواہد واضح طور پر بیان کرتے ہیں جن سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے یہ اوصاف واضح اور روشن ہو جائیں گے۔

☆ جب جناب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے کر فارغ ہوئے آپؑ نے کفن دیا اور تنہا نماز جنازہ پڑھی یہاں تک کہ کسی نے آپؑ کا ساتھ نہ دیا کیونکہ مسلمان مسجد میں اپنی سوچ میں غرق تھے کہ کون آپؐ کی نماز جنازہ کی امامت کرے اور آپ کو کہاں دفن کیا جائے اتنی دیر میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح زندگی میں ہمارے امام تھے، اسی طرح انتقال کے بعد بھی ہمارے امام ہیں لہٰذا آپ لوگ گروہ گروہ ہو کر امام کے بغیر ہی نماز جنازہ پڑھ کر چلے جائیں اور اللہ تعالی نے جس جگہ بھی نبی کی جان کو قبض کیا اسی مقام پر اس کا مدفن قرار دیا ہے۔ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی حجرے میں دفن کروں گا جہاں

(۱) ارشاد ج۱ ص۳۱۶، ۳۱۷۔

(۲) نہج البلاغہ ج۱ ص۲۸۔

ان کی روح نے عالم بالا کی طرف پرواز کی ہے۔ چنانچہ تمام لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا اور اس بات پر راضی ہو گئے۔ (۱)

☆ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ تاریخ اسلام کی ابتداء ہجرت سے قرار دی جائے۔

حضرت عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ کس دن سے سال کا آغاز کیا جائے۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی اور کفر شرک کی زمین کو خیر باد کیا تھا اسی دن سے سال کا آغاز کیا جائے حضرت عمر نے آپ کے مشورے کے مطابق ہجرت کو ہی سال کی ابتداء کا دن قرار دیا اور بقیہ لوگوں کی رائے کو اہمیت نہ دی۔ (۲)

☆ حضرت علی علیہ السلام کی عمدہ رائے پر مشتمل ایک اور روایت یہ ہے کہ کوفہ کے مسلمانوں میں یہ خبر پھیلی کہ فارس کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو کر حملہ کرنا چاہتا ہے، کوفہ کے مسلمانوں نے حضرت عمر کو اس کی خبر دی حضرت عمر یہ خبر سن کر انتہائی پریشان ہو گئے اور مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اس کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ حضرت طلحہ نے مشورہ دیا کہ ہمیں خود ہی نکل کر حملہ کرنا چاہیے عثمان نے کہا اہل شام شام سے نکلیں اہل یمن یمن سے اور مکہ اور مدینہ والے یہاں سے اور اہل کوفہ اور بصرہ والے کوفہ اور بصرہ سے سب نکلیں اور اکٹھا ہو جائیں تا کہ تمام مومنین تمام مشرکوں کے سامنے آجائیں۔

---

(۱) ارشاد ج ا ص ۱۸۸۔

(۲) اعیان الشیعہ ج ا ص ۲۳۹، نقل از مستدرک حاکم اور تاریخ ابن اثیر۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اہل شام شام سے نکلیں تو روم والے ادھر سے حملہ کر دیں گے۔ اگر اہل یمن یمن سے نکلیں گے تو حبشہ والے پیچھے سے حملہ کر دیں گے اور اگر حرمین والے نکلیں گے تو تجھ پر اطراف سے عرب ٹوٹ پڑیں گے۔

مزید یہ کہ ہم نے کبھی بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کثرت کے بل پوتے پر فتوحات حاصل نہیں کیں بلکہ بصیرت کے ساتھ انہیں فتح کیا جب عجم والے تم پہ نظریں جمائیں گے تو کہیں گے یہی مرد عرب ہے اگر تم اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دو تو گویا تم نے عرب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور یہ ان کے دلوں پر زیادہ سخت ہے۔

لیکن میں سوچتا ہوں کہ اس طرح ہم ان کی نظروں کو دھوکا دیں گے اور تم اہل بصرہ کی طرف لکھو کہ وہ تین گروہوں میں بٹ جائیں ایک گروہ بچوں اور عورتوں کے پاس چھوڑ دو اور ایک گروہ کو عہد کرنے والوں کی حفاظت پر مامور کر دو تا کہ وہ اپنا عہد نہ توڑیں اور ایک گروہ کو لشکر اسلام کی مدد کے لئے روانہ کر دو۔

حضرت عمر نے کہا:

یہی بہترین رائے ہے جو مجھے بھی پسند ہے لہٰذا اسی پر عمل کرو پھر حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تکرار کرنے لگے اور اس کے عجائبات کی وضاحت کرنے لگا اور اسی پر اس نے عمل کیا۔(۱)

☆ حضرت امیر علیہ السلام ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے عثمان کو ان امور کا

---

(۱) اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۳۴۹ صاحب اعیان الشیعہ نے اسے ارشاد کی ج ۱ ص ۲۰۸ تا ۲۱۰ سے نقل کیا ہے۔

مشورہ دیا تھا جس میں اس کی بہتری تھی اگر وہ ان مشوروں کو قبول کر لیتا تو اس کے ساتھ وہ مسائل پیش نہ آتے جو مشورہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پیش آئے۔(۱)

☆ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ تم اچھی طرح جان لو کہ جس قوم نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل کو نہیں پہچانا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ حضرت عمران سے زیادہ سیاست دان تھے اگرچہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عمر سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اسی طرح جو لوگ آپؑ کے دشمن تھے یا آپؑ سے عداوت رکھتے تھے انہوں نے معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ سیاست دان اور سب سے بہتر تدبیر کرنے والا جانا۔

ابن ابی الحدید ان تو ہمات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

لوگوں کی رائے میں کوئی سیاست دان سیاست کی انتہاء کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اپنی رائے پر عمل پیرا نہ ہو اور جس چیز میں صلاح ہو اس کو اختیار کر لے خواہ وہ شریعت کے موافق ہو یا نہ ہو اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ امور مملکت چلا سکیں۔ جبکہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام خود کو شریعت کی حدود کا پابند سمجھتے تھے۔

میدان جنگ میں ان جنگی حیلوں اور تدبیروں کی پرواہ نہ کرتے جو شریعت کے موافق نہ ہوتے۔ اسی طرح فتنہ عثمان، جنگ جمل، صفین اور نہروان کے فتنوں میں تمام امور پر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے قابو پایا۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے اگر دین کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو میں عربوں میں سب سے زیادہ حیلہ گر ہوتا۔

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۸۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۱۲ و ۲۱۳۔

حضرت نے یہ جملہ کئی مرتبہ دہرایا:

(میں نے) انکے دلوں کو کئی مرتبہ پھرتے ہوئے دیکھا اور چہروں پر حیلہ، مکر و فریب کے آثار اور رائے میں تبدیلی کو واضح طور پر محسوس کیا۔

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ حیلہ گر نہیں ہو سکتا لیکن وہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا ہے اور اگر ظلم و جور ناپسندیدہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کی نسبت زیادہ اچھے انداز میں اسے پیش کرتا۔(۱)

☆ جاحظ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ایسی ذات ہیں جنہوں نے اپنے قول و فعل کو پرہیزگاری سے آراستہ کیا ہوا تھا اور اپنے ہاتھوں کو ہر مینڈھے کے شکار سے روکا ہوا تھا فقط وہی کچھ کہتے اور کرتے تھے جس میں خدا کی خوشنودی ہوتی تھی۔

جب لوگوں نے معاویہ کے بہت زیادہ حیلے اور بہانے دیکھے اور حضرت علی علیہ السلام نے اس کے خلاف کچھ نہ کیا تو ان لوگوں نے گمان کیا کہ معاویہ بڑا عاقل اور بڑا عالم ہے۔ اس گمان کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کا معاویہ کی طرف زیادہ اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف کم رجحان تھا۔ آپ کو یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ کیا یہ دھوکا نہیں ہے کہ معاویہ نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا پھر یہ ملاحظہ فرمائیں کیا کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی رائے اور حکم کی نافرمانی کر کے دھوکا نہیں دیا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تین آدمیوں نے حضرت علی علیہ السلام معاویہ اور ابن عاص کو قتل کرنے پر اتفاق کیا پس اس کے بعد اتفاق تھا یا امتحان تھا ان تینوں میں فقط حضرت علی علیہ السلام

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۱۲ شرح نہج البلاغہ ج ۱۰ ص ۲۱۱۔

شہید ہوگئے۔ یہ تمہارے مذہب کا قیاس ہے کہ وہ دونوں یعنی عمر اور معاویہ اپنی سیاست کی وجہ سے بچ گئے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام اس لئے شہید ہوگئے ہیں کہ انہوں نے عمدہ سیاست نہ کی، بہر حال واضح ہے کہ وہ مقام امتحان اور مصیبت میں تھے اور ان کی اتباع کرنے والا کوئی نہ تھا۔(۱)

علامہ سید محسن الامین کہتے ہیں:

☆ بعض اوقات وہ لوگ جو آپ کے متعلق کچھ نہیں جانتے وہ یہ گمان کرتے ہیں یا ان کا عقیدہ یہ ہے یا ان پر خواہشات نفسانی غالب آچکی ہیں یا ان پر اپنے بزرگوں کی تقلید کا اثر ہے (ان لوگوں کا خیال ہے کہ) حضرت علی علیہ السلام کی رائے کمزور تھی اور دوسروں کی نسبت سوچ اور فکر بھی کم رکھتے تھے۔

اور اس پر دلیل یہ قائم کرتے ہیں کہ آپ اپنی خلافت کے زمانہ میں امر خلافت کو صحیح طور پر نہ چلا سکے جبکہ معاویہ مملکت اسلامیہ کے بہت بڑے حصے پر غالب تھا اس کے باوجود حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ میں اسے والی شام نہیں سمجھتا اور میں اسے اس عہدہ سے معزول کرتا ہوں۔ مزید یہ کہ حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے ساتھ مساوات کو مدنظر رکھتے تھے جب کہ یہ چیز بھی لوگوں کی رائے کے خلاف ہے ان کا خیال ہے کہ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ لوگوں پر بیت المال لٹاتے تا کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ رہتے جیسا کہ معاویہ نے بیت المال لٹایا لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۲۶۔ ۲۲۷.

ان خرافات کا جواب واضح اور روشن ہے اس سلسلہ میں کسی طویل گفتگو کی ضرورت نہیں ہے ان کے جواب میں فقط اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ کسی مملکت کے طلبگار نہیں تھے آپ کو حکومت کی چاہت بھی نہ تھی اور آپ دنیا کے طالب بھی نہیں تھے۔

بلکہ آپ کا ہدف بہت بلند تھا آپ کا مقصد جداگانہ تھا اور آپ کا مطلوب بہت عالی تھا اور وہ مطلوب فقط رضا خداوندی تھا، حق کا پرچم بلند کرنا تھا اور باطل کو جڑ سے اکھاڑنا تھا۔ آپ کے نزدیک دنیا، مال اور ملک ایک مکھی کے بال برابر بھی نہ تھے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے جو ان کے ہدف اور مقصد کے برعکس تھیں۔

ایک اور جگہ پر سید امین کہتے ہیں:

یہ کیسے ممکن تھا بادشاہت کی خاطر اس باطل کے ساتھ تعلق قائم کر لیتے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

واللہ لو أُعطیتُ الاقالیم السبعة بما تحت أفلا کہا علی أن أعص اللہ في نملة اسلبها جلب شعیره مافعلت.

خدا کی قسم اگر مجھے ساتوں زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان تمام کی بادشاہت اس شرط پر دی جائے کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے چیونٹی کے منہ سے دانہ نکال لوں تو میں علیؑ ایسی حکومت لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام وہ ہستی ہیں جنہوں نے شوریٰ والے دن عبدالرحمٰن بن عوف کی بیعت کو قبول نہ فرمایا مگر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ تھی اور آپؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے خلافت اس شخص

کے حوالے کردی جس نے سیرت شیخین کی شرط کو قبول کرلیا تھا(۱)

☆ جہاں تک سیاست کا تعلق ہے آپؑ کی سیاست ذات خدا سے متعلق اٹل اور ٹھوس تھی عمل کے میدان میں کسی سے رواداری نہیں کرتے تھے حتی کہ اپنے چچازاد بھائی اور حضرت عقیل کی بات کو بھی نظرانداز کردیا' لوگوں کو کفار کے مقابلہ میں ابھارااور مصقلہ بن ھبیرہ جریر بن عبداللہ البجلی کے گھروں کو گرایا، مخالفین خدا کے ساتھ قطع تعلق کیا' ان کی جگہ دوسروں کو دی۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو حقیقی امام اور متقیوں کے سردار میں واضح طور پر پائی جاتیں ہیں۔(۲)

۱۲۔راسخ الایمان :

عمرابن خطاب کہتے ہیں کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھا میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا:

لو أن السماوات السبع والأرضين السبع وضعن في كفه ميزان و وضع إيمان علي في كفة ميزان لرجح إيمان علي.

اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں جناب علیؑ کے ایمان کو رکھا جائے تو علیؑ کے ایمان والا پلڑا بھاری نظر آئے گا۔(۳)

ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام نے ''رحبہ'' کے مقام پر بتایا کہ

(۱) اعیان الشیعہ ج ۱ص ۳۴۹۔۳۵۰ .

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ص ۲۸۔

(۳) کشف الغمہ ج ۱ص ۲۸۸۔

قریش جمع ہو کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ہیں اوران لوگوں میں سہیل ابن عمرو بھی تھا انہوں نے کہا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے چند صلح پسند افراد آپؐ کے ساتھ مل گئے ہیں وہ ہمیں واپس لوٹا دیں۔

حضرت غضبناک ہوئے اور آپؐ کے چہرہ اقدس پر غضب کے آثار نمایاں تھے آپؐ نے فرمایا:

اے گروہ قریش اللہ تم پر ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو تم میں سے ہوگا۔ اللہ نے ایمان کے لئے اس کے قلب کا امتحان کر لیا ہے۔ وہ دین کی خاطر تمہاری گردنوں کو کاٹے گا۔ لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ ابوبکر ہے فرمایا نہیں۔

انہوں نے پوچھا کیا وہ عمر ہے؟

فرمایا نہیں، بلکہ وہ شخص ہے جو اپنے حجرہ میں اپنے جوتے کو پیوند لگا رہا ہے۔ لوگوں نے اس بات کو بڑا مشکل سمجھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لاتکذبوا عليٍّ فإنه مَن كذب عليٍّ متعمدا فليلج النار.

علیؑ کو نہ جھٹلاؤ جو شخص بھی علیؑ کو جھٹلائے گا اسے یقین کر لینا چاہیے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔(۱)

---

(۱) المناقب الخوارزمی ص ۱۲۸۔

☆ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کے دن فرمایا:

اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میری امت کے بعض لوگ ایسی باتیں کہیں گے جو عیسائی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے متعلق کہتے ہیں۔ تو آج میں تمہیں علیؑ سے متعلق وہ باتیں بتاتا کہ پھر جہاں سے بھی علیؑ کا گزر ہوتا مسلمان اس کے قدموں کے مٹی اٹھا کر چومتے اور آپؑ کے وضو کا پانی جمع کرتے اور اس سے شفاء حاصل کرتے۔

لیکن اے علیؑ میں آپؑ کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں:

أن تكون مني وأنا منک ترثني وأرثک وأنت مني بمنزلة هارونَ من موسىٰ إلا أنّه لا نبي بعدي أنت تؤدّي ديني وتقاتل علىٰ سنتي و أنت في الآخرةِ أقرب الناس منّي و أنت غداً علىٰ الحوض خليفتي تذود عنه المنافقين وأنت أول من يَرِدُ علي الحوضِ و أنت أول داخل الجنةفي أُمتي وأن شيعتک علىٰ منابرمن نور رواء مرويين مبيضّةً وجوههم حولي أشفع لهم فيكونون غداً في الجنة جيراني .

اے علیؑ آپؑ مجھ سے ہیں اور میں آپؑ سے، آپؑ میرے وارث ہیں اور میں آپؑ کا وارث ہوں آپؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپؑ میرا قرض ادا کریں گے' میری سنت پر جنگ کریں گے' آخرت میں بھی آپ تمام لوگوں کی نسبت مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے اور کل روز قیامت حوض کوثر پر آپ میرے خلیفہ

ہوں گے۔

وہاں سے منافقوں کو دھتکارا جائے گا اور سب سے پہلے آپؑ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور آپ کے شیعہ نور کی اماریوں میں ہوں گے۔

اور میرے اردگردان کے چہرے منور ہوں گے' میں ان کی شفاعت کروں گا اور کل وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

وأن الحقَ معک والحقُ علی لسانِک وفي قلبِک و بین عینیک والأیمان مخالط لحمَک و دمَک کما خالطَ لحمي و دمي.(۱)

اے علیؑ حق آپؑ کے ساتھ ہے اور آپؑ کی زبان پر حق ہے' آپؑ کے دل میں حق ہے' آپؑ کی دونوں آنکھوں کے درمیان حق ہے۔

(یعنی آپ جو کچھ دیکھیں گے وہ حق ہوگا) اور ایمان آپؑ کے گوشت اور خون میں اس طرح رچا ہوا ہے جس طرح میرے گوشت اور خون میں رچا بسا ہوا ہے۔

☆ دو آدمی حضرت عمر کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ لونڈی کی طلاق کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرت عمر نے کھڑے ہو کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے یہی سوال دریافت کیا کہ لونڈی کی طلاق کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے۔

(۱) مناقب ابن مغازلی ص ۲۳۷ مناقب خوارزمی ص ۱۲۱۔

حضرت نے فرمایا:

دو مرتبہ۔

عمر نے ان دونوں سے کہا دو مرتبہ۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت ہم آپ کے پاس اس لئے آئے تھے کہ ہم لونڈی کی طلاق سے متعلق سوال کریں اور آپ ہیں کہ جا کر اس شخص سے پوچھ رہے ہیں۔ عمر نے جب یہ سنا تو کہا۔

تمہارے لئے وائے اور ہلاکت ہو۔ تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جس سے میں نے سوال کیا تھا یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

لو أن السموات والارض وضعت في كفه ووضع ايمان علي في كفه لرجح ايمان علي.

اگر زمین و آسمان ترازو کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں علیؑ کا ایمان رکھا جائے تو ایمان والا پلڑا جھکتا نظر آئے گا۔(۱)

☆ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپؑ کی سات خصوصیات کی وجہ سے لوگ آپؑ سے دشمنی رکھیں گے۔

....

(۱) فردوس الاخبار ج۳ ص۴۰۸۔

البتہ قریش میں سے آپؑ کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کرے گا وہ سات خصوصیات یہ ہیں۔

أنت أوّلهم إيماناً با لله وأوفا هم بعهد الله وأقومهَم بأ مر الله وأقسمهم بالسويّه وأعد لهم في الرعيه وأبصرَهم با لقضيه وأعظمهم عند الله مزية.

آپؑ سب سے پہلے اللہ پر ایمان لائے، آپؑ نے سب سے پہلے اللہ کے عہد کو پورا کیا، آپؑ اللہ کے حکم کو سب سے پہلے بجالائے، آپؑ کی مساوی تقسیم، عوام کے ساتھ عدالت، آپ کی ذہانت اور آپؑ کا اللہ کے نزدیک عظیم مرتبہ ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ آپ کے مخالف بن گئے۔(۱)

۱۳۔تواضع اور کریمانہ افعال:

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بازار کی طرف جارہے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک رسی تھی اور ایک دوسرے شخص کے ہاتھ میں رسی دیکھی آپ گمشدہ چیز کو تلاش کر رہے تھے انہی لمحات میں، میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے گدھے پر سامان رکھ رہا تھا، آپ اس کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے:

﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِینَ لاَیُرِیدُونَ عُلُوًّا فِی الْأَرْضِ وَلاَفَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِینَ.﴾(۲)

---

(۱)حلیۃ الاولیاء ج ۱ص ۶۵، ۶۶، ریاض النضرہ ج ۲ص ۱۹۸۔

(۲)سورہ قصص آیت ۸۳۔

آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے ہے جو دنیا میں نہ تو کسی بلندی کو چاہتے ہیں اور نہ زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اور عاقبت متقین کے لئے ہے۔

پھر فرمایا:

یہ آیت ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو لوگوں میں بلند قدر و منزلت والے ہیں۔(۱)

☆ بخاری نے اپنی سند سے صالح بیاع الاکسیہ اور اس نے اپنی دادی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میری دادی کہتی ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے کچھ کھجوریں خریدیں اور انہیں کپڑے میں باندھ کر اٹھالیا۔ میں نے اس سے کہا (یا کسی شخص نے ان سے کہا) اے امیر المومنین میں اسے اٹھالیتا ہوں آپ نے فرمایا اہل وعیال کا سرپرست ہی اس کو اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔(۲)

☆ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھے آپ سے ایک حاجت ہے جسے میں آپ سے پہلے بارگاہ خداوندی میں بھی عرض کر چکا ہوں۔ لہٰذا اب اگر آپ نے میری وہ حاجت پوری کر دی تو میں اللہ کی حمد کرونگا اور آپ کا شکر بجالاؤنگا اور اگر میری حاجت پوری نہ کی اللہ کی تو حمد کرونگا اور آپ کا عذر بیان کرونگا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنی حاجت زمین پر لکھ دے کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تیرے سوال کرنے سے تیرے چہرے پر پیدا ہونے والے ذلت کے آثار دیکھوں اس نے اپنی حاجت لکھی کہ میں محتاج ہوں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

(۱) ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۳۴۔ (۲) بخاری کتاب الادب المفرد، باب کبر، فضائل خمسہ فی الصحاح ستہ ص ۲۶.

حلہ لے آؤ، جب لے آئے تو آپؑ نے یہ حلہ اس محتاج کو عنایت فرمایا۔

اس نے وہ لباس لیا اور اسے زیب تن کیا اور یہ اشعار کہے:

كسوتني حُلة تبلىٰ محاسنها

فسوف أكسوك من حُسن الثنا حُللا

اِن نلتُ حسن ثنائي نلتُ مكرمة

ولست تبغى بماقد قلته بدلا

ان الثناء ليحيٖي ذكر صاحبه

كا لغيث يحيي نداه السهل و الجبلا

آپ نے مجھے پوشاک پہنائی جس کی زیبائیاں ماند پڑ جائیں گیں عنقریب میں تجھے خلعت پہناؤ نگا۔ اگر میں نے بہترین کر لی تو میں نے بہت عزت پالی میں اپنے کلام کو کچھ بدلنا نہیں چاہتا ہوں۔ بے شک تعریف زندہ رکھتی ہے اپنے صاحب تعریف کو سدا ثقل اس بارش کے جس کا صحراء و پہاڑ کو زندہ رکھتا ہے۔

اس وقت حضرت علی نے فرمایا:

میں ابھی تمہیں دینار دیتا ہوں اور آپ نے سو دینار اسے دیے۔

اصبغ کہتا ہے میں نے عرض کی یا امیر امومنین حلہ اور سو دینار (دونوں چیزیں اسے دے دیں)

حضرت نے فرمایا جی ہاں میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ ”لوگوں کو ان کے مرتبے پر رکھو“ اور اس شخص کا میرے نزدیک یہی مرتبہ تھا۔(۱)

☆ حضرت علی ابن حسین علیہما السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مروان ابن حکم کے پاس گیا تو اس نے کہا آپ کے والد کے علاوہ میں نے غلبہ پانے والوں کو کسی پر کرم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جب کہ آپ کے والد نے جنگ جمل میں اعلان کروایا تھا کوئی فوجی کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے اور کسی زخمی کو خاک آلود نہ کرے۔(۲)

☆ ایک سائل حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسنؑ یا امام حسینؑ سے فرمایا کہ اپنی مادر گرامی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو وہ چھ درہم جو آپ کے پاس ہیں ان میں سے کچھ اس کے لئے دے دیں شہزادے تشریف لے گئے اور واپس آ کر کہا کہ اماں جان کہہ رہی ہیں جو چھ درہم آٹا لانے کے لئے رکھے تھے وہی دے دوں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا ایمان اس وقت سچا ہوتا ہے جب اس کا اللہ پر بھروسہ ہو (یعنی ہمارا ہر معاملے میں اللہ پر پختہ بھروسہ ہے)۔

فرمایا جی ہاں وہی چھ درہم مجھے لا دیجیے۔

سیدہ سلام اللہ علیہا نے بھجوا دیے اور آپ نے سائل کو دے دیے۔

راوی کہتا ہے کہ ابھی سائل کو گئے کچھ وقت ہی گزرا تھا ایک آدمی اونٹ بیچنے کے لئے یہاں سے گزرا آپ نے پوچھا کہ اس کی کیا قیمت ہے اس نے جواب دیا کہ ایک سو چالیس درہم۔

---

(۱) کنز العمال ج ۳ ص ۳۲۴.

(۲) سنن بیہقی ج ۸ ص ۱۸۱.

آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس چھوڑ جاؤ ہم کچھ دیر کے بعد اس کی قیمت دے دیں گے۔۔وہ شخص اونٹ چھوڑ کر چلا گیا انہی لحات میں ایک اور شخص آیا اور پوچھا۔

یہ کس کا اونٹ ہے۔

حضرت نے فرمایا میرا ہے۔

اس نے پوچھا کیا اسے بیچیں گے۔

حضرت نے فرمایا جی ہاں۔

اس نے پوچھا کتنی قیمت میں بیچیں گے۔

آپ نے فرمایا دوسو درہم۔

اس نے کہا میں اس قیمت میں خریدنا پسند کرتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے دوسو درہم دیئے اور اونٹ لے کر چلا گیا۔حضرت امیر المومنین نے جس سے کچھ دیر بعد رقم دینے کو کہا تھا اسے ایک سو چالیس درہم دے دیئے اور ساٹھ درہم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں لے گئے انہوں نے پوچھا۔یہ کہاں سے آئے ہیں آپ نے فرمایا یہ اللہ کا وہ وعدہ ہے جو اس نے اپنے پیارے نبی کی زبان سے کیا ہے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ أمثَالِهَا .﴾

جو بھی ایک نیکی کرے گا اللہ تعالی اس جیسی دس عنایت فرمائے گا۔(۱)

---

(۱) کنز العمال ج۳ص۳۱۰۔

ضرار بن ضمرہ کنانی کی معاویہ سے کوئی گفتگو کا اقتباس یہ ہے کہ ضرار نے معاویہ سے کہا: حضرت علی علیہ السلام ہمارے درمیان بڑے حسن سلوک سے پیش آتے تھے ہماری تعظیم و اکرام کرتے تھے اور جب ہم ان سے کوئی سوال کرتے تھے تو اس کو پورا کرتے تھے، اگرچہ وہ ہم پر اتنے مہربان تھے لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے ہم ان کے سامنے نہیں بول پاتے تھے اور جب وہ مسکراتے تھے تو گویا موتی جھڑ رہے ہوں، اہل دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین سے محبت کرتے تھے اور کبھی بھی باطل کی حمایت نہیں کرتے تھے اور کمزور لوگ آپ کے عدل سے مایوس نہ تھے۔(۱)

☆ صعصہ بن صوحان آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ ہم میں ایسے رہتے تھے جیسے ہم سے ایک فرد ہوں۔ آپ نرم دل' منکسر مزاج، جلد راضی ہوجانے والے تھے۔ لیکن ہم ان سے اس طرح ڈرتے تھے جیسے ایک قیدی اپنے سر پر کھڑے ہوئے مسلح جلاد سے ڈرتا ہے۔

معاویہ نے قیس بن سعد سے کہا۔ اللہ ابوالحسن پر رحم کرے وہ ہشاش بشاش اور ہنس مکھ تھے۔ قیس کہتا ہے جی ہاں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے مزاح فرماتے اور مسکراتے تھے۔ قیس کہتا ہے کہ تجھے دیکھ رہا ہوں تو حسد کی وجہ سے یہ جملے کہہ کر خوش ہو رہا ہے جبکہ حقیقت میں تو ان کی عیب جوئی کر رہا ہے۔ خبردار! خدا کی قسم خندہ روئی اور کشادہ پیشانی کے باوجود وہ بھوکے شیر سے بھی زیادہ ہیبت والے تھے یہ انکے تقویٰ کی ہیبت تھی ایسا نہیں تھا جسطرح تجھ سے شام کے احمق ڈرتے ہیں۔(۲)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۸۴ تا ۸۵۔ (۲) شرح نہج البلاغہ، جلد اول ص ۲۵۔

☆ ہارون بن عنترہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ نے آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو اس مال کا حق دار بنایا ہے آپ جس قدر مال لینا چاہیں لے لیں آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے تیرے مال سے کچھ نہیں چاہیے میں اس لئے یہ کام کر رہا تھا تا کہ میں اس کی وجہ سے گھر سے نکلوں یا فرمایا مدینہ سے باہر نکلوں۔ (۱)

مجمع تیمی میں ابی رجاء کہتے ہیں میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کو بیچنے کے لئے باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی مجھ سے یہ خریدنا چاہتا ہے؟ اگر میرے پاس تھوڑی سی رقم ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنینؑ میں اسے آپؑ سے خریدتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ عطیہ کے طور پر قبول فرمائیں۔ (۲)

۱۴۔ امیر المومنین اور خوف الٰہی:

☆ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی تو حضرتؐ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا۔ میں نے اس خطبہ کو سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگوں حضرت علیؑ کی شکایت نہ کرو۔ خدا کی قسم علیؑ سب سے زیادہ متقی یعنی اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ (۳)

☆ محمد بن زیاد کہتا ہے کہ حضرت عمر حج کر رہے تھے اس کے پاس ایک شخص آیا جس کی آنکھ پر تھپڑ مارا گیا تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کس نے تھپڑ مارا ہے؟ اس نے کہا مجھے علیؑ ابن

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۸۲۔ (۲) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۸۳، ۸۴۔

(۳) مستدرک صحیحین ج ۳ ص ۱۳۴۔

ابی طالبؑ نے مارا ہے۔ حضرت عمر نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ تجھے عین اللہ نے مارا ہے۔ پھر اس سے اس کی وجہ نہ پوچھی کہ تجھے کیوں مارا ہے۔

اسی اثنا میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ شخص حضرت عمر کے پاس بیٹھا تھا۔ آپؑ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو طواف کرتے ہوئے نامحرم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

حضرت عمر نے کہا آپؑ نے یقیناً اللہ کے نور سے دیکھا ہوگا۔ اسی واقعہ کو صاحب ریاض النضرہ نے بھی ایک دوسری سند سے بیان کیا ہے اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا کہ یہ طواف کی حالت میں مومنین کی عورتوں کی طرف متوجہ ہے۔(۱)

☆ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر گئے۔ آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی ام ہانی نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی ابن ابی طالب علیہ السلام اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کا لحاظ نہیں رکھتے جب بھی کسی میں خیانت دیکھتے ہیں تو اسے ضرور سزا دیتے ہیں۔

لیکن جو شخص ام ہانی کے گھر داخل ہو جائے تو وہ امان میں ہوتا ہے (یعنی حضرت اسے کچھ نہیں کہتے) یہاں تک کہ جب وہ لوگ اللہ کا کلام سنتے ہیں تو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا:

اللہ ہمیں بھی ام ہانی کی طرح اجر دے۔(۲)

....

(۱) ریاض النضرہ ج۲ص۱۹۶۔(۲) ذخائر العقبیٰ: ص۲۲۳.

☆ اسحاق بن کعب بن عجزہ اپنے والد بزرگوار سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کو گالی نہ دینا کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں غرق ہو چکے ہیں۔

☆ عائشہ کہتی ہیں کہ جب مجھ تک حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو اہل عرب نے وہ کچھ کیا جو ان کے دل نے چاہا اور کسی نے انہیں منع نہیں کیا۔(۱)

☆ جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ بصرہ میں ان کے والی عثمان بن حنیف کو لوگوں نے کھانے میں مدعو کیا ہے اور وہ اس میں شریک ہوئے تو حضرت نے اسے خط لکھا۔

امابعد! اے حنیف مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ اور عمدہ قسم کے کھانے تمہارے لئے چن چن کر لائے جارہے ہیں اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جارہے ہیں مجھے یہ امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت کو قبول کرلو گے جن کے یہاں سے فقیر اور نادار دھتکارے جاتے ہیں اور دولت مند مدعو ہوتے ہوں۔

پھر حضرت یوں گویا ہوئے:

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے وہ کسب ضیاء کرتا ہے۔ دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز وسامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کرلی ہے۔

....

(۱) الاستیعاب ابن عبدالبرج ۲ ص ۴۶۹۔

میں مانتا ہوں کہ یہ بات تمہارے بس میں نہیں ہے لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری سعی وکوشش یا پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا سے سونا جمع نہیں کیا اور نہ اس کے مال ومتاع میں سے انبار جمع کیے رکھے ہیں اور نہ ان پرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) کوئی نیا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے۔ (۱)

۱۵۔ طہارت اور عصمت مطلقہ:

☆ حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دونوں محافظ کائنات کے تمام حفاظت کرنے والوں پر فخر ومباہات کرتے ہیں اور ان دونوں کی اصل حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ہے اسی وجہ سے یہ دونوں اللہ تعالی کے کسی بھی عمل کی نافرمانی نہیں کرتے۔

یہ حدیث خطیب بغدادی نے دو اور اسناد سے بھی حضرت عمار بن یاسر سے نقل کی ہے اور آخر میں یہ جملہ نقل کیا ہے کہ وہ دونوں کسی بھی شیء میں نافرمانی نہیں کرتے جس طرح بھی ہو یہ بات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب آپؑ کے محافظ اللہ کے کسی عمل کی نافرمانی نہیں کرتے تو لامحالہ آپ بدرجہ اولی کسی گناہ اور معصیت کے مرتکب نہیں ہوسکتے۔ (۲)

☆ اللہ تعالی سورہ احزاب کی ۳۳ ویں آیت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ: ج ۱۶ص ۲۰۵.

(۲) خطیب بغدادی کی کتاب تاریخ بغداد۔ ج ۱۴ص ۴۹۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.﴾

بیشک اللہ فقط یہی چاہتا ہے کہ اہلبیت سے ہر قسم کے رجس اور گندگی کو دور رکھے اور ان کو اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔

صاحب تفسیر المیزان کہتے ہیں کہ لفظ رجس کسرہ اور سکون کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور اس کی صفت ''رجاست'' ہے جسکا معنی قذارت ہے اور قذارت کا معنی کسی چیز کا نفرت اور دوری کا سبب ہونا ہے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ ظاہری نجاست جیسا کہ خنزیر کی نجاست ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ (۱)

یا خنزیر کا گوشت کیونکہ وہ موجب نفرت ہے۔

۲۔ باطنی نجاست۔ یہ قذارت معنوی ہے اور اسے بھی رجس کہتے ہیں۔ قذارت جیسے شرک، کفر، اور برے عمل کا اثر اس سے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (۲)

---

(۱) انعام ۱۴۵۔

(۲) توبہ ۱۲۵۔

مگر جن لوگوں کے دل میں (نفاق) کی بیماری ہے تو ان (پچھلی) خباثت پر ایک خباثت اور بڑھادی اور یہ لوگ کفر کی حالت میں ہی مر گئے۔

بہر حال رجس کی کوئی بھی صورت ہو خواہ رجس ظاہری ہو یا باطنی وہ ایک نفسانی اور شعوری ادراک ہے جس کا تعلق قلب کے باطل عقائد اور برے اعمال سے ہوتا ہے۔اور اذھاب رجس یعنی رجس سے دور رکھنا (رجس پر جو الف لام ہے یہ جنس کے لئے ہے) یعنی جنس نجاست کے دور رکھنے کا معنی یہ ہے کہ نفس سے ہر اس خبیث ھیت کا ازالہ ضروری ہے جو اعتقاد و عمل میں خطاء کی موجب بنتی ہے اور یہ بات عصمت الہیہ کے مطابق ہے جو کہ صورت عملیہ اور نفسانیہ ہے جو انسان کو باطل خیالات اور برے اعمال سے بچاتی ہے۔(۱)

پھر صاحب میزان فرماتے ہیں:

یہ طے شدہ اور یقینی بات ہے کہ آیت میں رجس سے دور رکھنے کا مطلب عصمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول **یطھر کم تطھیرا** سے مراد بھی یہی ہے (اور یہاں تطہیر کی مصدر کے ساتھ تاکید کی گئی ہے) اثر رجس کا ازالہ اس کے مقابل ہے جب اللہ اس سے دور رکھے (یعنی اثر رجس اذھاب کے مقابل ہے جب اذھاب ہوگا تو اثر رجس نہیں ہوگا) یہ واضح امر ہے کہ اعتقاد باطل کے مقابلہ میں اعتقاد حق ہے۔

لہٰذا ان کی تطہیر کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اعتقاد اور عمل میں حق کے ادراک کے لئے آمادہ کرنا اس وقت اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ آپ کو عصمت کے

---

(۱) المیزان فی تفسیر القرآن ج ۱۶ ص ۳۱۲۔

ساتھ خاص کرے اور اعتقاد باطل اور برے اعمال سے اہلبیت کو دور رکھے اور جب اس کے اثرات دور ہو جائیں تو یہی عصمت ہے۔(۱)

☆ ابن جرید، ابن منذر، ابن ابی حاتم یہ اور ابن مردویہ نے جناب ام سلمہؓ زوجہ نبی سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں آرام فرما رہے تھے اور آپ نے کساء خیبری اوڑھ رکھی تھی چنانچہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا تشریف لائیں آپ کے ساتھ ایک گٹھری تھی جس میں ریشم کی چادر تھی۔تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے فرمایا اپنے شوہر اور اپنے بیٹوں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلا لیں۔

بی بی نے انہیں بلایا اور سب نے چادر اوڑھ لی۔اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.﴾(۲)

اللہ نے آپ اہلبیت سے رجس کو دور رکھا اور آپ کو ایسا پاک رکھا جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

اس کے بعد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کو کنارے سے پکڑ کر اسے سب پر ڈال دیا پھر ایک ہاتھ سے چادر پکڑی اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

---

(۱) المیزان فی تفسیر القرآن ج۱۶ص۳۱۲،۳۱۳۔ (۲) سورہ احزاب آیت ۳۳۔

اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي فاذهب عنهم الرجس و طهرهُم تطهيراً.

پروردگارا یہی میرے اہلبیت اور خاص افراد ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی جملے تین مرتبہ دہرائے حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں آپؐ کے قریب گئی اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ نیکی کی منزل پر فائز اور بہترین مومنہ ہیں۔(۱)

(۱) تفسیر المیزان ج۱۶ ص۲۱۷۔

زندگی کے مختلف حالات میں

آپ کے خصوصی امتیازات

کعبہ میں آپؑ کی ولادت

شیخ مفید قدس سرہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے اندر ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ کو پیدا ہوئے۔ آپؑ کی ولادت سے پہلے نہ کوئی خانہ کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ آپؑ کی ولادت کے بعد کوئی اس میں پیدا ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کے لئے خصوصی عزت واکرام اور جلالت وشرافت کا مقام ہے۔(۱)

رسول خداؐ کی آغوش میں آپ کی تربیت:

ابن حدید کہتے ہیں قریش کو ایک مرتبہ قحط کا سامنا کرنا پڑا اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں چچا جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ سے ارشاد فرمایا:

ہمیں چاہیے کہ ہم اس مشکل میں جناب ابوطالب کا بوجھ تقسیم کریں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ وہ دونوں بھی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے اور ان سے کہا کہ آپ اپنا ایک ایک بچہ ہمیں دے دیں ہم ان کی پرورش اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

حضرت ابوطالب نے فرمایا:

....

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۵.

عقیل کو میرے پاس رہنے دیں کیونکہ عقیل کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے اور دوسرے بچے آپ حضرات لے لیں۔

جناب عباس نے طالب کو لیا جناب حمزہ نے جعفر کو لیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی کفالت میں لے لیا اور پھر ان سے فرمایا۔

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کی مرضی سے اختیار کیا ہے وہ سب لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام چھ سال کی عمر سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ آگئے اور آپ ہی نے ان کی تربیت فرمائی۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑھ کر پیروی کرتا ہوں یہ سب میری والدہ محترمہ کی تربیت کا نتیجہ ہے وہ مجھے ہر روز بلا کر آپ کے اخلاق کی تعلیم دیتیں اور آپ کی پیروی کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور میں کئی سال اس بحر علم کے قریب رہا لہٰذا جس طرح میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے اس طرح کوئی بھی انہیں نہیں دیکھ سکتا۔(۲)

حضرت امیر علیہ السلام نے مزید فرمایا:

تم لوگ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میری انتہائی قربت، خصوصی قدر و منزلت اور ان کی گود میں تربیت کو اچھی طرح جانتے ہو جب میں پیدا ہوا، تو مجھے اپنے سینے پر لیٹاتے، میری کفالت کرتے، مجھے اپنے جسم کے ساتھ مس کرتے، اپنی معرفت کی خوشبو سے

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ا ص ۱۵۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱۳ ص ۱۹۷۔

معطر فرماتے وہ چیزوں کو اپنے منہ سے چبا چبا کر مجھے کھلاتے اور انہوں نے ہمیشہ میرے قول و فعل کو درست و یکساں پایا۔(۱)

۱۔ عبادت:

آپ عام مخلوقات میں منفرد ہیں۔آپؑ کی وہ خصوصیات اور امتیازات جن کے آپؑ تنہا مالک ہیں اور جن کی وجہ سے آپؑ پوری کائنات میں منفرد اور ممتاز ہیں۔آپؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

لقد عبدت الله قبل ان یعبده احد من هذا الامه سبع سنین.

میں سات سال کے سن میں اس وقت اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا جب اس امت کا کوئی فرد بھی اللہ کی عبادت سے آشنا نہیں تھا۔

اور آپ مزید فرماتے ہیں کہ میں سات سال کی عمر میں آواز (رسالت) سنتا اور نور (رسالت) کو دیکھتا تھا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خاموش رہتے تھے اور انہیں اس وقت لوگوں کو ڈراتے اور تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔(۲)

۲۔دعوت ذوالعشیرہ:

آپؑ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے۔(جس میں کوئی بھی آپکا شریک نہیں ہے) کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالعشیرہ یعنی (**أنذر عشیرتک الأقربین**) کے دن فرمایا:

أنتَ أخي وو صیي و وزیري وو ارثي و خلیفتي من بعدي.

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۳ ص ۱۹۷۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۵.

آپؑ میرے بعد میرے بھائی، وصی وزیر، وارث، خلیفہ اور جانشین ہیں۔(۱)

۲۔شب ہجرت:

جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس رات حضور نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا آپؑ اس رات بستر رسول پر آرام وسکون کی نیند سوئے اور اس خصوصیت میں آپؑ تمام لوگوں میں ممتاز اور منفرد ہیں۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس رات اپنی زندگی اور نفس کو اللہ کی اطاعت میں اللہ کے ہاتھ فروخت کردیا۔ آپؑ کے علاوہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی زندگی کو فروخت نہیں کیا۔ آپؑ نے یہ معاملہ اس لئے کیا تھا تاکہ حضورؐ دشمنوں کے فریب سے نجات پاسکیں۔

اور یہی چیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نجات کا سبب بنی۔ آپؑ نے جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر وہ رات گزاری تو آپؑ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔(۲)

﴿وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ رَئُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾(۳)

لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے

---

(۱) ارشاد ج۱ص۵۰۔

(۲) ارشاد ج۱ص۵۲، ۵۳، اسی طرح مختصر تاریخ دمشق ج۷ ص۳۱۸ اور تاریخ یعقوبی ج۲ ص۳۹۔

(۳) سورہ بقرہ آیت ۲۰۷۔

اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت والا ہے۔

۴. مواخات (رشتہ اخوت):

تمام مسلمانوں میں حضرت علی علیہ السلام ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے درمیان مواخات (اخوت) قائم ہوئی۔

حاکم مستدرک میں جناب ابن عمر کی سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمان بن عوف ایک دوسرے کے بھائی بنے تھے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اپنے تمام اصحاب کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم فرمایا۔لیکن میرا بھائی کون ہے؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اما ترضیٰ یا علی ان اکون اخاک

کیا آپؑ اس پر راضی نہیں ہیں کہ میں آپؑ کا بھائی ہوں۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بڑے بہادر اور شجاع تھے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ میں آپؑ کا بھائی بنوں تو اس وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنت أخي في الدنيا والأ خرة .(۱)

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۔

آپؑ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

۵۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہاکے ساتھ آپ کی شادی

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے امتیازات میں سے ایک یہ ہے آپ کا عقد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ہوا پوری کائنات میں یہ شرف فقط آپ ہی کو نصیب ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آپ کا ایک خاص مقام تھا تبھی تو انہوں نے آپ کی شادی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ کی۔

خوارزمی اپنی کتاب مناقب میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس فرشتہ نازل ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور اللہ نے کہا ہے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کردیں۔ اور حضور نے میرے ساتھ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی کردی اور شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ موتی، یاقوت اور مرجان اٹھائے اور اہل آسمان میں اس خبر سے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اور مزید فرمایا عنقریب ان سے دو بچے پیدا ہونگے جو جوانان جنت کے سردار ہونگے اور انہی کے ذریعے اہل جنت مزین ہونگے اے محمد مصطفیٰ آپ کے لئے بشارت ہے کہ آپ اولین اور آخرین میں سب سے بہترین انسان ہیں۔ (۱)

---

(۱) المناقب الخوارزمی ص ۳۴۲، ذخائر عقبی، محب طبری ص ۳۲.

۶۔ میدان جہاد میں آپ کے امتیازات :

حضرت علی علیہ السلام میدان جہاد میں ایسی منفرد خصوصیات کے مالک ہیں جس کے ساتھ آپ کے علاوہ کوئی اور متصف نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ ابن ابی الحدید کہتے ہیں:

آپ مجاہدوں کے سردار ہیں اور جہاد میں آپ کی شخصیت منفرد ہے۔(۱)

آپ ایسے شجاع ہیں جن کی شجاعت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا، کسی نے آپ کے سامنے مبارزہ طلبی نہیں کی مگر یہ کہ وہ قتل ہوگیا آپ کی کوئی ضربت ایسی نہیں جس کے بعد دوسری ضربت لگانے کی ضرورت پڑے بلکہ آپ کے ایک ہی وار سے دشمن کا کام تمام ہو جاتا تھا میدان میں جو عرب آپؑ کے مقابلے میں آتا وہ فخر کیا کرتا تھا کہ میں بہادر ہوں کیونکہ کہ میں (حضرت) علی (علیہ السلام) کے مقابلے میں گیا ہوں۔(۲)

اور اگر آپ کے جہاد کے متعلق لکھنا چاہیں تو حضرت علی علیہ السلام کا تذکرہ قیامت تک ختم نہیں ہوگا۔

جنگ بدر:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی جنگ، جنگ بدر ہے۔اس میں مشرکوں کے ساتھ شدید ترین جنگ ہوئی جس میں مشرکوں کے ستر افراد مارے گئے۔ان میں سے آدھے تنہا حضرت علی علیہ السلام نے فی النار کئے باقی ملائکہ اور تمام مسلمانوں نے مل کر قتل کئے۔(۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۰۔ (۳) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴۔

جنگ احد

اس بات کو آپ جانتے ہیں کہ جنگ احد میں مشرکوں کی شکست ان کی کامیابی سے بدل گئی کیونکہ مسلمانوں نے وہ جگہ چھوڑ دی جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہرا دینے کو کہا تھا۔ شکست خوردہ دشمنوں نے موقع پا کر مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قتل کر دئے گئے ہے۔ (یہ سننا ہی تھا) حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ سب مسلمان بھاگ گئے۔

فقط آپؑ ہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں کے حملے سے بچاتے اور ان کی صفوں پر پے در پے حملہ کرتے تھے۔ جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی چار خصوصیات ایسی ہیں جو فقط آپؑ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

آپؑ تمام عربوں اور عجموں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، ہر مشکل میں ان کا ساتھ دیا اور خوف و ہراس کے دن جب سب لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو آپؑ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صبر و استقامت کے ساتھ قائم رہے، دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، صرف آپؑ کی ذات نے ہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔ (۱)

اور آپؑ کی شان میں فرشتے نے آسمان سے یہ آواز بلند کی:

لا سیفَ اِلا ذو الفقار ،ولافتیٰ اِلّا علي .

ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے اور حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی جوان نہیں۔ (۲)

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۷ص ۳۲۰. (۲) ارشاد ج ۱ص ۸۷.

جنگ خندق

میدان جہاد میں آپؑ کے ایسے کارنامے ہیں جن کو دیکھ کر صاحبان عقل حیران و ششدر ہیں۔ان کارناموں میں ایک جنگ خندق بھی ہے۔اس جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام مسلمانوں نے (فارس یلیل) عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں آنے سے انکار کر دیا تھا۔یہ ہزار آدمیوں کے ساتھ تنہا مقابلہ کرتا تھا۔اس نے خندق کو عبور کر کے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی۔حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں حضرت علی علیہ السلام کو بھیجتے ہوئے فرمایا۔آپؑ کا یہ عمل میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے۔(۱)

جنگ وادی رمل

جنگ وادی رمل جسے غزوہ السلسلہ بھی کہتے ہیں اس جنگ میں جن لوگوں کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا وہ ناکام لوٹے۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے اور اس قوم کے پاس گئے اور انہیں اختیار دیا' یا تم۔ **لا الہ الا اللہ ،محمد رسول اللہ** پڑھو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

وہ سب کہنے لگے آپؑ بھی اسی طرح واپس لوٹ جائیں جس طرح آپؑ کے پہلے ساتھی لوٹ گئے ہیں۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم جب تک تم اسلام قبول نہیں کرو گے یا میری تلوار سے ٹکڑے نہیں ہو جاؤ گے' میں نہیں جاؤں گا۔

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳ص ۳۲۔

جانتے ہو میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں جب انہوں نے آپؑ کو پہچان لیا تو پوری قوم میں اضطراب پیدا ہوگیا اور وہ لوگ جنگ سے کترانے لگے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان کے چھ سات آدمیوں کو قتل کیا اس کے بعد تمام مشرکین بھاگ گئے اور مسلمانوں کو اس غزوہ میں کامیابی نصیب ہوئی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو لا اني اشفق ان تقول فيک طوائف ما قالت النصاری في عيسى بن مريم لقلت فيک اليوم مقالا لا تمر بملا منهم الا اخذوا التراب من تحت قدميک .

اگر میں آپؑ کے متعلق وہ باتیں ظاہر کردوں جو کچھ مختلف گروہ آپکے متعلق کہتے ہیں، تو لوگ آپؑ کے متعلق وہ کچھ کہیں گے جو عیسائی بھی حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے متعلق نہیں کہتے۔ آج میں آپؑ کے متعلق ایسی بات کہتا تو لوگ کبھی بھی اس کی تاب نہ لاسکتے مگر یہ کہ آپؑ کے قدموں کی مٹی اٹھا لیتے۔(۱)

(یعنی اگر میں علی (علیہ السلام) کے فضائل بیان کردیتا تو جس طرح لوگ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو آپؑ کے متعلق اسی طرح کا گمان کرتے اور آپؑ کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیتے)

جنگ بنی قریضہ اور بنی مصطلق، صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام جنگ بنی قریضہ اور جنگ بنی مصطلق اور صلح حدیبیہ میں

---

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۱۱۶، ۱۱۷۔

سب سے ممتاز حیثیت کے مالک رہے ہیں اور ان جنگوں میں بھی آپؑ کے عظیم کارنامے ہیں۔

آپؑ بڑے بڑے مصائب کو مسلمانوں کے سروں سے ٹالتے رہے ہیں۔ جہاں تک جنگ خیبر کا تعلق ہے تو اس کے متعلق آپ کیا جانیں کہ جنگ خیبر کیا ہے؟

حضرت ابو بکر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم لیا جنگ کی اور ناکام لوٹ آئے۔ پھر حضرت عمر نے علم اٹھایا جنگ کی اور ناکام بھاگ آئے اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اما واللہ لا عطینھا غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ .

خدا کی قسم کل میں یہ علم ایک ایسے شخص کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں، آپؐ نے ان لوگوں سے وہ علم لے لیا اس وقت حضرت علی علیہ السلام کچھ مریض تھے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علی کو میرے پاس بلالاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے لیکن آپ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آنحضرتؐ نے آپؑ کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگایا جس سے درد جاتا رہا۔

پھر آپؑ کو علم عطا فرمایا۔ آپؑ قلعہ خیبر کے پاس آئے وہاں ایک یہودی نے آپؑ کو دیکھا اور پوچھا آپؑ کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ یہودی نے پکار کر کہا یہودیو! اس پر غالب آجاؤ۔ اس قلعہ کا مالک مرحب رجز پڑھتے ہوئے باہر نکلا۔ تلواریں آپس میں ٹکرائیں۔ آخر کار حضرت علی علیہ السلام نے اس کے سر پر بندھے ہوئے پتھر نما خول پر ایک وار کیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ (۱)

---

(۱) الکامل فی التاریخ ج ۱ ص ۵۶۶، ۵۶۷.

۷۔نفس رسول:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام، نفس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے لحاظ سے بھی باقی لوگوں سے ممتاز ہیں آیت مباہلہ اور دوسری آیات کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ فقط نفس رسول آپؑ ہی ہیں جیسا کہ سورہ ہود میں ارشاد رب العزت ہے۔

﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِنْهُ.﴾

کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو اس کا جز ہو۔

اسی طرح عمران بن حصین کی حدیث سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔عمران کہتا ہے۔

جس دن لوگ جنگ احد میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہاء چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو صرف حضرت علی علیہ السلام اپنی تلوار تھامے آپ کے سامنے موجود تھے۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور آپ سے فرمایا:

آپؑ بھی لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگ گئے؟

حضرت امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جاتا۔

حضرت رسول اکرم نے ایک گروہ کی طرف اشارہ کیا جو پہاڑ سے اتر رہا تھا حضرت علی علیہ السلام نے ان پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گئے۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور لشکر کی طرف اشارہ کیا۔

سورہ ہود آیت ۱۷۔

آپؑ نے ان پر بھی حملہ کیا اور وہ بھی بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے ایک اور گروہ کی طرف اشارہ فرمایا آپؑ نے اس گروہ پر بھی حملہ کیا اور انہیں بھی بھگا دیا۔ اس وقت لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ، حضرت علی علیہ السلام کا اپنی جان اور نفس کی پروا کیے بغیر آپؐ کے ساتھ اس حسن سلوک پر ملائکہ تعجب کرتے ہیں اور ہم بھی اس کے ساتھ متعجب ہیں۔

حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں کسی قسم کے تعجب کی بات نہیں کیونکہ "وھو منی وانا منہ "وہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں۔(۱)

۸۔ حدیث سد ابواب :

لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا حضرت علی علیہ السلام کی شان میں حدیث سد ابواب بیان ہوئی۔ جابر انصاری کہتے ہیں کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا آپؐ نے باب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا:

اس کے علاوہ سب دروازے بند کر دیے جائیں۔

صاحب کفایۃ الطالب کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور بہت ہی عالی ہے۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ یہ دروازے لوگوں کے گھروں میں کھلتے تھے اور مسجد کی طرف سے ان کے گزرنے کا راستہ تھا۔

جب اللہ تبارک تعالی نے حیض اور جنابت کی حالت میں مسجدوں میں داخل ہونے

(۱) ارشاد ج ا ص ۸۵۔

سے منع فرمادیا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مجنب اور حائض کے مسجد میں داخلے اور مسجد میں ٹھہرنے پر پابندی لگادی۔اور سب دروازے بند کروادیے فقط حضرت علی علیہ السلام کی یہ خصوصیت تھی کہ ان کے لئے ان مقامات پر آنا جانا مباح تھا اور قرآن مجید میں اللہ تعالی نے آپ کی تطہیر کواس طرح بیان فرمایا ہے۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.﴾

اے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے رجس کو دور رکھے اور آپ کو اس طرح پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔(۱)

اس سلسلے میں لوگ مختلف باتیں کرنے لگے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا امابعد میں نے ہی باب علیؑ کے علاوہ سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور اعتراض کرنے والوں سے کہا:

وا للّٰہ ما سددته و لافتحته و لکن امرِ ت ُبشیءِ فا تبعته.

خدا کی قسم میں اپنی مرضی سے نہ کوئی دروازہ بند کرتا ہوں اور نہ اپنی مرضی سے کوئی دروازہ کھولتا ہوں مگر جس طرح کہا جاتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔(۲)

(۱) کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ص ۲۰۱،۲۰۲.

(۲) کفایۃ الطالب، الگنجی الشافعی :ص ۲۰۳،۲۰۴.

۹۔سورہ برائت کی تبلیغ:

بے شک ان احادیث اور روایات میں صاحبان عقل کے لئے عبرت ہے حضرت ابو بکر پہلے ایمان لانے والے میں اور اسلام لانے والے گروہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو اہل مکہ کی تبلیغ کے لئے سورہ برائت دے کر بھیجا کہ آئندہ سال مشرک حج نہیں کر سکتے اور خانہ کعبہ کا عریاں طواف نہیں کر سکتے' جنت میں مسلمانوں کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا' جو ان کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان معاہدہ ہوا ہے اس کی ایک مدت معین ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے برأت کرتا ہے۔

حضرت نے تبلیغ کی اس مہم پر حضرت ابو بکر کو روانہ کر دیا۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا یا علیؑ آپ فوراً ابو بکر تک پہنچیں اور اس کو میرے پاس واپس بھیج دیں اور اس پیغام کو اس سے لے کر آپؑ خود اہل مکہ کی طرف جائیں۔ (۱)

سبط ابن جوزی نے اس کے بعد اس روایت کو آخر تک اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے بارے میں خدا کا کوئی حکم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں فقط اتنی سی بات ہے کہ تبلیغ کے اس فریضہ کو میری طرف سے کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا مگر وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ (۲)

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص ۳۰۰۔

(۲) تذکرۃ الخواص ص ۴۳۔

یہ وہ خاص مقام اور منزلت ہے جو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہے اور اس موضوع پر تدبر کرنے والے اس عمیق معنی کی گہرائی تک پہنچ سکتے ہیں۔

۱۰۔آپ کی شان میں کثیر آیات کا نزول :

حضرت امیر لمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا تمام اصحاب اور تمام لوگوں سے ممتاز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی فضیلت اور شان میں کثرت سے آیات نازل ہوئی ہیں جن میں اللہ کے نزدیک آپؑ کا خاص مقام اور منزلت ظاہر ہوتی ہے ابن عساکر ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں جتنی آیات حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں اتنی کسی اور کے لئے نازل نہیں ہوئیں۔اور ابن عساکر ابن عباس سے یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔(۱)

طبرانی اور ابن ابی حاتم جناب ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں۔یاایھاالذین امنو ا۔اللہ تعالی نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل کیا کیونکہ آپؑ مومنوں کے امیر اور سردار ہیں اور اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو اور مقام پر رکھا جب کہ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر فقط خیر کے ساتھ کیا۔(۲)

۱۱۔آپ کے لئے سورج کا پلٹنا :

ہم حضرت علی علیہ السلام کے امتیازات کا کیا ذکر کریں اور آپ کی کس کس خصوصیت کو

---

(۱) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۲۷.   (۲) صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۲۷.

بیان کریں بے شک آپ کے فضائل روز روشن کی طرح عیاں ہیں ہمارا کام تو فقط صاحبان عقل و علم کو یاد دلانا ہے۔

ابن حجر صواعق محرقہ میں کہتے ہیں کہ آپؑ کے کرامات و معجزات روز روشن کی طرح واضح ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؑ کے لئے سورج پلٹا جب انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کا سر اقدس حضرت علی علیہ السلام کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی حضرت علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھے آپ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

بارالٰہا!

اگر یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھے تو ان کے لئے سورج کو پلٹا دے چنانچہ سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہو گیا ہے، ابن حجر کہتے ہیں کہ طحاوی اور قاضی اپنی کتاب شفا میں اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں اور شیخ الاسلام ابوزرعہ (الرازی) نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(۱)

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے تمام فضائل کے باوجود کیا اب بھی غیروں کو ان کے برابر لایا جا سکتا ہے؟

☆ ابی لیلہ غفاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

....

(۱) صواعق محرقہ ص ۱۲۸۔

ستكون من بعدی فتنه فاذا كان ذلک فالزموا علي بن أبي طالب اِنه أوّلُ مَن يراني وأوّلُ مَن يصافحُني يومَ القيامه وهو معي في السماءِ العليا و هو الفاروق بين الحق و الباطل.

عنقریب میری وفات کے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا جب اس طرح ہو تو تم حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دامن سے متمسک رہنا کیونکہ یہ سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے اور میرے ساتھ آسمان اعلیٰ پر ہونگے اور یہی حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔(۱)

۱۲۔حق اور علی ساتھ ساتھ:

حق علی کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ ہیں سیرت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونے سے آپ کو بہت سے شواہد مل جائیں گے جو آپ کے سب سے افضل ہونے اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مقام خلافت کے زیادہ حق دار ہونے پر دلالت کرتے ہیں اس سے آپ کو حق کا علم ہو جائے گا ترمذی اپنی صحیح میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

رحم الله علياً اللّهم ادرِ الحقَ معه حيث دار.

اللہ تبارک وتعالی علیؑ پر رحم کرے، پروردگار احق کو ادھر موڑ دے جس طرف یہ رخ کریں۔(۲)

---

(۱) کفایۃ الطالب ص ۱۸۸۔

(۲) صحیح ترمذی ج ۲ ص ۲۹۸۔

فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں بسم اللہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جس نے اپنے دین میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اقتداء کی یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہے۔اس کی دلیل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

اللهم أدر الحق مع علی حیث دار

پروردگارا! جدہر جدہر علی جائیں حق کو ادھر موڑ دے۔

قارئین کرام! یہاں مجھے کہنے دیجیے کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا جس کے اس قدر فضائل وامتیازات ہوں انصاف پسند افراد کسی بھی خصوصیت میں دوسروں کا مقابلہ حضرت علی علیہ السلام سے نہیں کیا کرتے، چاہے وہ حق خلافت ہو یا طہارت وعصمت علی علیہ السلام۔

۱۳۔محبت علی:

زہری کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

عنوان صحيفة المؤمن حبُ علي بن أبي طالب .(۱)

مومن کے صحیفے کا عنوان (حضرت) علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ہے۔

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حب علي بن أبي طالب يأكل السيئات كما تأكل النارُ الحطب.(۲)

(۱) تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج ۴ ص ۴۱۰۔ (۲) تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۹۴۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو راکھ بنا دیتی ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

لایحبک اِلا مؤمن ولا یبغضُک اِلّا منافق مَن أحبک فقد أحبني و مَن أبغضک فقد أبغضني وحبیبی حبیب الله و بغیضي بغیض الله، ویل لمن أبغضک بعدي.

آپؑ سے فقط مومن ہی محبت کرسکتا ہے اور فقط منافق ہی آپ سے بغض رکھتا ہے۔

جس نے آپؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے آپ کے ساتھ بغض رکھا۔ اس نے میرے ساتھ بغض رکھا میرا محبّ اللہ کا دوست ہے اور میرے ساتھ بغض رکھنے والا اللہ کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے۔ اس شخص کے لئے ہلاکت وتباہی ہے جو میرے بعد آپؑ کے ساتھ بغض رکھے گا۔(۱)

۱٤۔ فضائل علیؑ:

یہ وہ خصوصیات وفضائل ہیں جن کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام تمام لوگوں سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالی نے واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔

(۱) مجمع الزوائد ج۹ ص۱۳۳.

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے لیکن راستہ میں حضرت علی علیہ السلام کا جوتا ٹوٹ گیا۔

آپ ہم سے پیچھے رہ گئے اور جوتا سلنے لگ گئے۔ (ہم نے) تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو قرآن کی تفسیر کرے اس کی تنزیل باریکیوں کے ساتھ بیان کر سکے۔ کچھ لوگ آپؐ کے قریب آئے ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے۔

حضرت ابوبکر نے کہا وہ میں ہوں۔

حضرت نے فرمایا نہیں۔

حضرت عمر نے کہا وہ میں ہوں۔

حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص جو جوتا سل رہا ہے (یعنی حضرت علی علیہ السلام) وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے پاس گئے اور آپؑ کو اس بات کی بشارت دی (لیکن) حضرت علی علیہ السلام نے اپنا سر تک نہ اٹھایا گویا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ آپؑ نے سن لیا تھا۔ (۱)

صاحب کشف الغمہ کہتے ہیں کہ تاویل کا انکار تنزیل کے انکار کی طرح ہے کیونکہ تنزیل کا منکر اس کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور تاویل کا منکر اس پر عمل کرنے سے انکار کرتا ہے اپنے انکار میں دونوں برابر ہیں اور ان کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے

---

(۱) مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۲۲۔

جانشین کے سوا کوئی پناہگاہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط ان خصوصیات کا مالک ہی خلافت وامامت کا حقدار ہوسکتا ہے۔(۱)

۱۵۔امیر المومنینؑ:

انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس وضو کرنے کے لئے میرے پاس پانی لاؤ۔ جب میں پانی لے آیا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے انس آج جو شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہی امیر المومنین، وسید المسلمین، وخاتم الوصیین، اِمام الغر المحجلین ہوگا اچانک کسی نے دق الباب کیا میں نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ حضرت نے پوچھا انس دروازے پر کون ہے؟

میں نے عرض کی حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

فرمایا اس کے لئے دروازہ کھول دو چنانچہ حضرت علی علیہ السلام اندر تشریف لے آئے۔(۲)

علماء کے درمیان بریدہ بن حصیب اسلمی کی یہ روایت مشہور ومعروف ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتوں میں ساتویں سے متعلق مجھے حکم دیا۔ان لوگوں میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی تھے حضرت نے فرمایا:

---

(۱) کشف الغمہ فی معرفت الآئمہ ج ا ص ۳۳۶ تا ۳۳۷۔

(۲) کشف الغمہ ج ا ص ۳۴۲.

سلموا علیٰ علي بإمرة المؤمنين.

مومنوں کے امیر حضرت علی علیہ السلام کو سلام کرو۔

ہم نے انہیں سلام کیا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آنے کے بعد تشریف لائے۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام کا غلام سالم کہتا ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آپ کے کھیت میں کام کر رہا تھا وہاں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آئے اور ان دونوں نے کہا:

السلام علیک یا امیر المومنین و رحمة الله و بر کاته

اے امیر المومنین آپؑ پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ آپؑ تو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرتے تھے اب کیا ہوا۔ وہ کہنے لگے اس وقت حکم دیا گیا تھا اس لئے امیر المومنین کہہ کر سلام کرتے تھے۔(۲)

جابر بن یزید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن امام علی زین العابدینؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ سے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

إن عليا و شيعته. همْ الفائزون..

---

(۱) ارشاد جلد ۱ ص ۴۸ بحار جلد ۳۷ ص ۳۳۱.

(۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۴۲.

بے شک حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ (قیامت کے دن) کامیاب ہونگے۔(۱)

۱۶۔ غدیر خم:

پوری کائنات میں اللہ تبارک وتعالی نے یہ خصوصیت صرف حضرت علی علیہ السلام کو عنایت فرمائی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حجۃ الوداع سے واپس لوٹتے ہوئے غدیر خم کے میدان میں وحی نازل ہوئی کہ جس میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ یاأَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ ﴾

اے رسولؐ جو کچھ آپؐ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو۔

یعنی امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت اور امامت کے لئے آپؐ پر وحی بھیجی گئی ہے کہ اس کا اعلان کردیں لہٰذا یہاں امامت پر نص بیان ہوئی ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ یَعْصِمُکَ مِنْ النَّاسِ﴾(۲)

اگر آپؐ نے یہ کام نہ کیا تو (گویا) آپؐ نے تبلیغ رسالت نہیں کی اور اللہ لوگوں کے (شر) سے آپ کی حفاظت کرنے والا ہے۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ترجمہ الامام علی ابن ابی طالب: جلد۲ص ۳۴۸ اور ۸۵۱ وارشاد جلد۱ص ۴۱۔

(۲) سورہ مائدہ آیت ۶۷۔

(جب یہ حکم ملا تو) حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔آپ نے امیر المومنین کو بلایا اور اپنے پاس دائیں جانب کھڑا کردیا (اور خطبہ دینا شروع کیا)۔

سب سے پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور پھر آپؐ نے فرمایا:

أني قد دعيت ويوشک أُن أُجيب و قد حان منى خفوق من بين أظهرِ كُم وانى مخلّفٌ فيكمُ ما اِن تمسكتم به لن تِضلوا أبداً كتابُ الله وعترتي أهل بيتي وانهمالن يفترقا حتّىٰ يردا عليَّ الحوض.

میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آپ میری بات کا صحیح صحیح جواب دیں۔ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت قریب آچکا ہے اور میں شاید زیادہ دیر آپ لوگوں کے درمیان نہ رہوں ۔میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کا دامن اگر مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے۔ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت واہل بیت۔ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آنے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا:

الست اولی بکم منکم بأ نفسکم .

کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ تصرف کرنے کا حق دار نہیں ہوں۔سب نے یک زبان ہوکر کہا بے شک آپؐ ہم سب سے بہتر ہمارے نفسوں پر تصرف کا حق رکھتے ہیں اس کے بعد آپؐ نے امیر المومنین علیہ السلام کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اس قدر بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور فرمایا:

فمن کنت مُولاه فهذا عليٌّ مولاه اللهمّ وال من والاه و عاد من عاداه وانصر من نصره و آخذُل مَن خذله.

جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ پروردگار اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے۔اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے اور اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے اور اس کو رسوا کر جو اس کو رسوا کرے۔

پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ گروہ در گروہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس جائیں اور انہیں اس بلند اور عظیم مقام کی مبارک باد دیں اور انہیں امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔

جس طرح انہیں حکم دیا گیا سب لوگوں نے ویسے ہی کیا پھر آپؐ نے اپنی ازواج اور تمام مومنین کی خواتین سے کہا کہ وہ بھی علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں اور مبارک باد دیں ان سب نے اسی طرح کیا، لیکن حضرت عمر کا تو تبریک کہنے کا انداز ہی نرالا تھا۔ وہ خوشی میں ڈوبے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے۔

بخ بخ يا على أصبحت مولا ي ومولىٰ كلّ مؤمنٍ و مؤمنة.

اے علی (علیہ السلام) مبارک ہو مبارک ہو آپؐ میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا و آقا ہیں۔

قارئین کرام! اس مبارک موقع پر جناب حسان نے بہترین اشعار کہے۔

ينا ديهم يوم الغدير نبيهم

بخم وأسمع بالرسول مناديا

وقال فمن مولاكم و وليكم

فقالوا ولم يبدوا هناك التعاميا

اِلٰهك مولانا و انت ولينا

و لن تجدن منّالك اليوم عاصيا

فقال له قم ياعلي فإنني

رضيتُك من بعدي إماماً و هاديا

فمن كنت مولاهُ فهذا وليّه

فكونوا له أنصار صدقٍ مواليا

هناك دعا اللهم وال وليّهُ

وكن للذي عادىٰ علياً معاديا. (۱)

غدیر کے دن ان کے نبیؐ نے انہیں پکارا اور خم کے میدان میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ندا کو سنا حضرتؐ نے فرمایا۔

آپ کا مولا اور ولی کون ہے؟

کہنے لگے آپؐ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ کا پروردگار ہمارا مولا ہے اور آپؐ ہمارے ولی ہیں۔ آج کے دن آپؐ ہم میں سے کسی کو بھی نافرمان نہیں پائیں گے۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا: یاعلیؑ کھڑے ہو جایئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ میرے بعد امام اور ہادی ہوں۔ پس جسکا میں مولا ہوں اس کے یہ ولی ہیں، لہٰذا ان کے سچے مددگار اور حامی بنو۔

(۱) الارشاد ج ۱ ص ۱۷۵ تا ۱۷۷۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر دعا مانگی کہ اے اللہ جو علیؑ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی (علیہ السلام) سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔

۱۷۔بت شکن:

جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے (اپنی قوم کے) بتوں کو توڑا تھا۔ لیکن بت شکنی کے اعتبار سے بھی حضرت علی کو جو امتیاز حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا ہے۔ آپ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش پر سوار ہو کر کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑا۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے تانبے یا لوہے سے بنے ہوئے بڑے بت یعنی صنم قریش کو اکھاڑ کر زمین پر پھینک دو۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ابتدا ہی سے اس کا علاج کرنے والا تھا اور اس موقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ أَنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً .

"حق آگیا ہے اور باطل چلا گیا ہے اور یقیناً باطل کو تو جانا ہی ہے۔"

میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق بڑے بت کو زمین پر پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گیا۔(۱)

۱۸۔ قربت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت علی علیہ السلام کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپؑ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسروں کی نسبت زیادہ قربت رکھتے ہیں۔

(۱) مناقب خوارزمی ص ۱۲۳ تا ۱۲۴۔ مستدرک صحیحین ج ۳ ص ۵۔

جس وقت حضورؐ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوئی آپؐ نے فرمایا میرے بھائی اور دوست کو میرے پاس بلاؤ۔

حضرت عائشہ نے سمجھا کہ آپؐ حضرت ابوبکر کو بلا رہے ہیں۔

انہوں نے حضرت ابوبکر کو بلا بھیجا، حضرت ابوبکر اس کمرے میں تشریف لائے جہاں آپؐ آرام فرما رہے تھے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھیں کھولیں اور حضرت ابوبکر کو دیکھ کر اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اس وقت حضرت ابوبکر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کچھ دیر بعد جب آپؐ کی طبیعت سنبھلی تو آپ نے دوبارہ اپنے کلمات دہرائے تو حضرت حفصہ نے سمجھا کہ شاید آپؐ حضرت عمر کو بلا رہے ہیں۔

جب حضرت عمر حاضر ہوئے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، اس کے بعد حضرت نے ایک مرتبہ پھر فرمایا:

ادعوا لي أخي وصاحبي .

میرے بھائی اور دوست کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اندازہ کر لیا کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کو بلانا چاہتے ہیں میں نے آپؑ کو بلایا جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو حضرتؐ نے آپؑ کی طرف اشارہ کیا کہ میرے قریب آجاؤ، آپؑ حضرت کے قریب ہوئے۔

اس کے بعد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ سے کافی دیر تک آہستہ آہستہ گفتگو کرتے رہے۔ جب نفس پرواز کا وقت آیا تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کر کے

فرمایا:

ضع رأسي یا علی فی حجرک فقد جاء أمرُالله عزوجل فاذا فاضت نفسي فتناولها بیدک وأمسح بها وجهک ثم وجهني اِلیٰ القبله وتول أمري و صلي عليَّ أوّل الناس ولاتفارقني حتیٰ تواریني في رمسي.

یاعلیؑ میرے سر کو اپنی گود میں رکھو اللہ جل جلالہ کا حکم ہے کہ میری روح قبض ہونے لگے تو تمہارے چہرے کے سامنے ہو۔ تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف کرنا' میرے امر کی حفاظت کرنا' لوگوں میں سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھنا' میری وفات کے مراسم جب تک ختم نہ ہو جائیں مجھ سے دور نہ ہونا۔

چنانچہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا آپؐ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر رونے لگیں اور روتے ہوئے فرمایا:

وأبیض یستسقیٰ الغمام بوجهه

ثُمال الیتامیٰ عصمةٌللارامِلِ.

سفید بادل یتیموں کے مددگار اور بیواوں کے محافظ کے چہرے مر چھا گئے۔

اس وقت آنحضرتؐ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور نحیف آواز میں فرمایا: اے میری بیٹی فاطمہ یہ جملہ نہ کہو کیونکہ یہ تمہارے چچا ابوطالب فرمایا کرتے تھے البتہ یہ کلمات کہو:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾(۱)

---

(۱) آل عمران آیت ۱۴۴۔

محمدؐ تو فقط رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں۔ پھر اگر محمدؐ اپنی موت سے اس دنیا سے کوچ کر جائیں یا قتل کر ڈالے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے۔(۱)

۱۹۔دعوی سلونی:

آپؑ کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ آپ نے کئی مرتبہ فرمایا:

سلوني قبل أن تفقدوني سلوني فإن عندي علم الاولين والآخرين.

مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھے کھو دو کیونکہ میرے پاس اولین وآخرین کا علم ہے۔

آپؑ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

اما واللہ لو ثنیت لی الوسادۃ لحکمت بین أهل التوراة بتوراتهم و بین أهل الانجیل بانجیلهم وأهل الزبور بزبورهم و أهل القرآن بقرآنهم حتیٰ یزهر کل کتاب من هذه الکتب ویقول یا رب إنّ علیا قضیٰ بقضائک واللہ إني أعلم بالقرآن وتأویله من کلّ مدع علمه ولولا آیة في کتاب اللہ لأخبرتکم بما یکون إلیٰ یوم القیامه.(۲)

خدا کی قسم اگر میرے لئے ایک مسند بچھائی جائے اس پر بیٹھ کر میں توریت والوں کو (ان کی) توریت سے انجیل والوں کو (ان کی) انجیل سے اہل زبور کو (ان کی) زبور سے اور

---

(۱) ارشاد ج ا ص ۱۸۵ تا ۱۸۷۔ (۲) امالی الصدوق ص ۲۸۰، ارشاد ج ا ص ۳۵، بحار ج ۴۰ ص ۱۴۴۔

قرآن والوں کو (ان کے) قرآن سے فیصلے سناؤں۔ اس طرح کہ ان کتابوں میں سے ہر ایک کتاب بول اٹھے گی کہ پروردگار اعلیٰ کا فیصلہ تیرا فیصلہ ہے۔ خدا کی قسم میں قرآن اور اس کی تاویل کو ہر مدعی علم سے زیادہ جانتا ہوں۔ قرآن مجید کی آیت کے متعلق میں تمہیں یوم قیامت تک خبر دے سکتا ہوں۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے امتیازات کے حوالے سے آپؑ کے بہت سے ایسے کامل کلمات ہیں جو آپؑ کی عظمت، طہارة، شرافت وفضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ کی ذات کے علاوہ کوئی بھی اس کا حقدار نہیں ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

واللہ لو کُشف الغطاء ما ازدت یقینا (۱)

خدا کی قسم اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح حضرت کا یہ ارشاد کہ:

واللہ لو أُعطیتُ الاقالیم السبعة بما تحت أفلاکِها علیٰ أن أُعصي الله في نملةِ أسلبها جلبَ شعیره لما فعلتُ.

خدا کی قسم اگر مجھے سات اقلیم اس لئے دیئے جائیں کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے چیونٹی کے منہ سے جو کا چھلکا چھین لوں تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ (۲)

(۱) مناقب خوارزمی ص ۳۷۵۔

(۲) عقائد امامیہ شیخ محمد رضا مظفر ص ۱۱۰۔

چھٹی فصل

رحلت پیغمبرؐ کے بعد آپ پر ہونے والے ظلم

رحلت پیغمبرؐ کے بعد آپ پر ہونے والے ظلم

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے کلمات قصار میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور کلیوں کو نکالا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب میرے بعد یہ امت تجھ پر ظلم ڈھائے گی۔(۱)

حسد اور کینہ:

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے کلمات قصار میں ارشاد فرمایا کہ قریش جس قسم کا کینہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکھتے تھے اسی قسم کا کینہ میرے ساتھ رکھتے ہیں اور میری وفات کے بعد یہ لوگ میری اولاد کے ساتھ بھی اسی طرح کا بغض اور کینہ رکھیں گے۔ میں نے قریش کا کیا بگاڑا ہے میں نے تو فقط اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے اس کی یہی جزا ہے؟(۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۲۰ ص ۲۲۶ کلمہ نمبر ۳۰۴۔

(۲) شرح نہج البلاغہ کلمہ نمبر ۶۴۷ ص ۳۲۸۔

رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک حصہ:

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کلمات قصار میں ارشاد فرماتے ہیں:

میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ان کا ایک جز شمار ہوتا تھا اور لوگ مجھے اس طرح عزت کی نگاہ سے دیکھتے جیسے آسمان پر ستاروں کو دیکھتے ہیں پھر ایک وقت ایسا آیا زمانے نے مجھ سے آنکھیں پھیرلیں۔ اور مجھے فلاں فلاں کے ساتھ ملادیا گیا اور وہ سب لوگ عثمان کی طرح تھے میں نے کہا یہ عجیب بدبو ہے؟ اس کے بعد بھی زمانہ مجھ سے راضی نہ ہوا اور مجھے اس قدر حقیر جانا کہ مجھے ابن ہند اور ابن نابغہ کے مقابل لا کھڑا کیا۔ (۱)

☆ ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا ایک بالغ، عاقل اور راشد، بیٹا ہوتا تو کیا عرب خلافت اس کے سپرد کر دیتے؟

آپ نے فرمایا:

ہرگز نہیں اگر وہ میری طرح صبر نہ کرتا تو یہ لوگ اسے قتل کر دیتے کیونکہ عربوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہوئے احکام پسند نہ تھے اور اللہ تعالی نے انہیں جو فضیلت عطا فرمائی تھی اس میں وہ حسد کرتے تھے ان کے ساتھ انہوں نے بڑی بڑی جنگیں کیں یہاں تک کہ ان کی زوجہ پر تہمت لگا دی یہ لوگ بڑے بڑے انعامات اور عظیم احسانات کے باوجود ان سے نفرت کرتے تھے۔

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲۰ کلمہ نمبر ۳۳۷ ص ۲۲۶.

ان کی زندگی میں ہی وہ اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت کو اہل بیت (علیہم السلام) تک نہیں پہنچنے دیں گے اگر قریش نے آپ کے مبارک نام کو فقط حکومت کا ذریعہ بادشاہت اور عزت کا ڈھال نہ بنایا ہوتا تو آپ کی وفات کے بعد وہ ایک دن بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتے اور اپنی سابقہ گمراہیوں کے گڑھے کی طرف لوٹ گئے ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح کے دروازے کھول دیئے اور فاقوں کے بعد انہیں کوئی چیز مل گئی اور انہوں نے محنت کر کے مال اکٹھا کر لیا اور اسلام جس چیز کو ناپسند کرتا وہ ان کی نظر میں اچھی کہلائی۔

اکثر لوگوں کے دل دین کے سلسلے میں مضطرب رہے اور اس قوم نے کہا کہ اگر یہ حق نہ ہوتا تو یہ کامیابی نہ ہوتی اور ان فتوحات کو وہ اپنے بادشاہوں کی حسن تدبیر اور بہترین آراء کی طرف منسوب کرتے۔ یہ لوگوں کو یہ تاکید کرتے کہ ان بادشاہوں کی تعریف کرو اور دوسروں کی توہین کرو، ہم وہ لوگ ہیں جنہیں توہین اور غلط الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے اور ہمارے نور کو بجھانے کی کوشش کی گئی ہماری آواز اور وصیت کو دبایا گیا اور ایک طویل زمانے تک یہی سلسلہ چلتا رہا دنیا والے ہمارے ساتھ زیادتی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی سال اس طرح گزر گئے اور ہمیں جاننے والے اکثر لوگ مر گئے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو ہمیں نہیں جانتے تھے اگر اس وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوتا تو اس کا کیا حال ہوتا؟

بے شک مجھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد اور اطاعت کی وجہ سے اپنے قریب کیا ہے اور اس وجہ سے نہیں کہ جسے تم قرب سمجھتے ہو یعنی فقط نسب اور خون کی وجہ سے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقارب سے نہیں ہوں بلکہ حسب ونسب کے علاوہ جہاد اور ان کی حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے قریب ہوں۔

اس وقت حضرت نے راوی سے پوچھا کہ تیری رائے کیا ہے؟ اگر رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوتا تو کیا وہ اسی طرح کرتا جیسے میں نے کیا ہے اور جس طرح میں ان سے دور ہوں وہ بھی دور ہوتا اور پھر قریش کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کا کوئی سبب نہ ہوتا آخر میں ارشاد فرمایا:

اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا مملکت، ریاست اور امارت کا کوئی ارادہ نہیں' میری تو فقط یہ خواہش ہے کہ تیری حدود اور تیری شریعت کو قائم کروں' تمام امور صحیح طور پر انجام دوں' لوگوں کے حقوق ان تک پہنچا دوں' انہیں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی طرف ہدایت کروں اور گمراہوں کو تیری ہدایت کے نور کی طرف رہنمائی کروں۔(۱)

مظلوم کائنات:

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے کلمات قصار میں ارشاد فرماتے ہیں جس دن سے اللہ تبارک تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض فرمائی ہے اس دن سے لیکر آج تک میں مظلومیت کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔(۲)

حضرت امیر امومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے کلمات قصار میں ارشاد فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم میں تجھ سے قریش کے خلاف مدد چاہتا ہوں۔انہوں نے تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سرکشی اور بغاوت کی ان کے ساتھ سخت جنگیں کیں اور میں تیرے رسول کی اطاعت میں ان کے ساتھ لڑتا رہا اور اب انہوں نے مجھے نشانہ بنالیا ہے۔ پروردگار تو میرے حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) کی حفاظت فرما۔ جب تک میں زندہ ہوں قریش کے ظالموں کو ان پر قدرت عطا نہ کر اور جب میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲۰ کلمہ نمبر ۴۱۴ ص ۲۹۸۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۲۰ کلمہ نمبر ۲۴۱ ص ۲۸۳۔

تو تو ہی ان کا بہترین محافظ ہے اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔(۱)

وصیت رسول :

حضرت امیر امومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ اگر لوگ آپؑ کے خلاف ہو جائیں تو اس وقت صبر و تحمل اور خاموشی کے ساتھ زندگی بسر کرنا چنانچہ جب لوگ مجھ سے جدا ہوئے تو میں نے ناگوار حالت میں صبر و تحمل سے کام لیا اور بالکل خاموشی کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کر لی۔(۲)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے سعد اور ابن عمر پر تعجب ہے کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ میں دنیا کے لئے جنگ کر رہا ہوں۔ کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دنیا کے لئے جنگ کرتے تھے۔

لیکن اگر ان کا خیال یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بتوں کو توڑنے اور خدا کی عبادت کے لئے جنگ کرتے تھے تو میں بھی فقط گمراہیوں کو دور کرنے اور فحاشی اور فساد کو روکنے کے لئے جنگ کرتا رہا ہوں۔ کیا مجھے دنیا کی محبت کے ساتھ متہم کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ خدا کی قسم اگر دنیا ایک انسان کی شکل میں مجسمہ بن کر میرے سامنے آجائے تو میں تلوار کے ساتھ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔(۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲۰ کلمہ ۳۱۳ ص ۲۹۸.

(۲) شرح نہج البلاغہ الحدید ج ۲۰ ص ۲۲۶ کلمہ نمبر ۳۶ ۷.

(۳) شرح نہج البلاغہ الحدید ج ۲۰ کلمہ نمبر ۷۶۵، ص ۳۲۸.

پیراہن خلافت:

☆ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے مشہور خطبہ شقشقیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

خدا کی قسم ابو قحافہ کے فرزند نے خلافت کا پیراہن پہن لیا حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا خلافت کے سلسلے میں وہی مقام ہے جو چکی کے اندر اس کے کیل کا ہوتا ہے۔ میں وہ (کوہ بلند ہوں) جس پر سے سیلاب کا پانی گزر کر نیچے گر جاتا ہے اور مجھ تک پرندہ پر نہیں مار سکتا (اس کے باوجود) میں نے خلافت کے آگے پردہ لٹکا دیا اور اس سے چشم پوشی کر لی اور سوچنا شروع کر دیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے کس طرح حملہ کروں یا اس بھیانک تیرگی پر صبر کروں کہ جس میں سن رسیدہ چل بستے ہیں اور بچے بوڑھے ہو جاتے ہیں اور مومن جدوجہد کرتے ہوئے اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

مجھے اس بھیانک اندھیرے میں صبر کرنا ہی قرین عقل نظر آیا لہذا میں نے صبر کیا حالانکہ میری آنکھوں میں (غبار واندہ) کی خلش تھی اور یہ امر حلق میں کانٹے کی طرح پھنس کے رہ گیا اور اس طرح میں اپنی میراث کو لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔(۱)

مکالمہ حضرت عمر اور حضرت ابن عباس

حضرت عمر ابن خطاب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

....

(۱) شرح نہج البلاغۃ الحدید ج اخطبہ ۳، ص ۱۵۱.

ابن عباس میں تیرے مولا و آقا کو مظلوم سمجھتا ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اے مومنوں کے بادشاہ ان کی یہ مظلومیت آپ کی وجہ سے ہے۔

حضرت عمر ابن خطاب نے کچھ دیر توقف کیا حالانکہ دل ہی دل میں حضرت ابن عباس کے جواب کا اعتراف کر چکے تھے کہنے لگے:

میرے خیال میں قوم نے انہیں خلافت سے اس لئے دور رکھا ہے کیونکہ وہ نوجوان ہیں اور اہل عرب انہیں کم سن سمجھتے ہیں (حالانکہ) وہ کامل سن کے انسان ہیں، اور اس کے بعد کہنے لگے:

ابن عباس کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی چالیس سال کے بعد مبعوث رسالت فرمایا تھا:

اس بات کا جواب دینا ابن عباس کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا ابن عباس نے کہا اے مومنوں کے بادشاہ جہاں تک صاحبان حجت کا تعلق ہے وہ انہیں ابتداء ہی سے کامل ہوتے ہیں بلکہ جب سے اللہ نے منار اسلام کو بلند کیا ہے اسی وقت سے انہیں کامل بنایا ہے لیکن یہ لوگ اسے محروم گردانتے رہے ہیں اور حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے حضرت زید کو تمام مسلمانوں کا امیر بنایا تھا تو اس وقت قریش کے بزرگ لوگ بھی موجود تھے جبکہ حضرت اسامہ بن زید فقط بیس سالہ نوجوان تھے۔(۱)

---

(۱) سیرت الائمہ الاثنی عشر تالیف، ھاشم معروف الحسینی ج ا ص ۳۳۶.

ایک اور گفتگو:

ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں ابی بکر احمد بن عبدالعزیز جوہری کی کتاب سقیفہ سے ابن عباس کی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا:

میں حضرت عمر کے ساتھ مدینہ کی گلی میں جا رہا تھا ہم نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے حضرت عمر نے کہا ابن عباس میرے خیال میں تیرے آقا بہت مظلوم ہیں میں نے دل ہی دل میں کہا خدا کی قسم اس قسم کی باتیں مجھ سے پہلے کبھی نہ کہی۔

بہر حال میں نے کہا: اے امیر ان کی یہ مظلومیت آپ کی وجہ سے ہے۔

یہ سنا تھا حضرت عمر نے میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور پھر کچھ دیر تک علیحدگی میں چلنے لگے پھر ایک جگہ ٹھہرے کچھ دیر بعد میرے پاس آ کر کہنے لگے ابن عباس میرے خیال میں قوم نے کم سنی کی وجہ سے انہیں امر خلافت، سے دور رکھا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ تو آپ کی پہلی بات سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔

میں نے کہا خدا کی قسم اس وقت تو ان کی کم سنی کو مد نظر نہیں رکھا گیا کہ جب اللہ تبارک و تعالی نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور حضرت ابو بکر سے سورہ برائت لے لو اور اس کی جگہ خود (حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ) تبلیغ کے فریضہ کو ادا کرو۔(۱)

احساس ندامت:

جب حضرت ابو بکر نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر وہ (مشہور و معروف

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۴۵.

چڑھائی کی حالانکہ اس مقدس گھر میں داخل ہوتے وقت حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت لیتے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اس دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔

تو حضرت ابوبکر اپنی زندگی کے آخری ایام میں کہتے ہیں کاش میں جناب سیدہ فاطمہؑ کے گھر پر حملہ نہ کرتا خواہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مجھے برا بھلا ہی کیوں نہ کہتیں۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح قول یہی ہے کہ حضرت فاطمہؑ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر ناراضگی کے عالم میں اس دنیا سے کوچ کر گئیں اور وصیت کر گئیں کہ یہ دونوں میری نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔(۱)

عمر اور ابن عباس کی گفتگو:

ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری اپنی کتاب سقیفہ میں حضرت ابن عباس کی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عمر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس آئے میں اس وقت حضرت کے ساتھ ان کے صحن میں کھڑا تھا انہوں نے حضرت کو سلام کیا۔

حضرت نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟

وہ کہنے لگا بقیع جا رہا ہوں اور حضرت سے پوچھا آپ کا یہ ساتھی (ابن عباس) وہاں نماز پڑھنے نہیں جائے گا؟

حضرت نے فرمایا کیوں نہیں۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۵ ص۵۰ تا ۵۱۔

حضرت علی علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور اس کے ساتھ جاؤ۔ میں اٹھا اور اس کے ساتھ چلنے لگا اس نے میری انگلیاں اپنی انگلیوں میں ڈالیں اور تھوڑی دیر بعد جب ہم بقیع سے آگے نکل گئے تو مجھ سے کہنے لگے ابن عباس خدا کی قسم آپ کے مولا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پوری کائنات کے انسانوں میں خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن مجھے دو باتوں کا خوف ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اس نے اس موضوع پر بات چھیڑ دی جبکہ میں اس مسئلہ پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال میں نے پوچھا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ کہنے لگا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ یہ کم سن بھی ہے اور بنی عبدمطلب سے محبت بھی رکھتا ہے۔(۱)

حضرت عمر کا استدلال:

ہاشم الحسینی اپنی کتاب سیرت ائمہ اثنی عشر میں کہتے ہیں کہ ابوحفص (عمر) نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام سے اس بات کا خوف ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب سے محبت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے لئے خلافت کی بیعت نہ لی گئی۔

جس طرح ابوحفص نے دعوی کیا ہے تو کیا حضرت عثمان بن عفان کی اپنے خاندان کے ساتھ محبت کا خیال حضرت عمر کو نہیں آیا اس نے عثمان کو تو خلافت کے گہوارے میں لٹا دیا اور اسے بادشاہ بنانے کے لئے دن رات صرف کر دیئے اور اس کی خاطر شوریٰ میں افراد مقرر کئے تاکہ وہ پہلے سے طے شدہ اتفاق پر قائم رہیں گویا حضرت عمر کی بات کا یہ مطلب ہے کہ عثمان کو

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۵۱۔

بادشاہ بنانے میں اس بات کا خوف نہیں ہوا کہ وہ اپنے خاندان کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردیگا۔(۱)

اجنبی کا تعجب:

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں ابوبکر الانباری کی کتاب امالی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی السلام ایک دن مسجد میں حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب آپؑ وہاں سے جانے کے لئے اٹھنے لگے تو ایک شخص نے حیرت وتعجب سے دیکھا تو اس سے ابن خطاب نے کہا:

اس جیسے شخص کا حق ہے کہ ان پر تعجب کیا جائے خدا کی قسم اگر ان کی تلوار نہ ہوتی تو دین کے ستون قائم نہ ہوتے۔

آنحضرتؐ کے بعد یہ پوری امت میں سب سے بڑے قاضی ہیں اور امت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور صاحب فضیلت ہیں۔اس شخص نے جب یہ سنا تو وہ شخص ابن خطاب سے کہنے لگا اگر وہ ان سب خصوصیات کے مالک ہیں تو انہیں خلافت سے کیوں دور رکھا گیا؟ ابن خطاب نے کہا ہمیں ان کی کم سنی اور محبت بنی عبدالمطلب ناپسند تھی۔(۲)

سوال وجواب:

زبیر بن بکار کتاب موفقیات میں محمد بن اسحاق سے اس طرح روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کی بیعت ہونے لگی تو تیم بن مرہ نے بہت افتخار کیا اور کہنے لگا:

سب بزرگان مہاجر وانصار کو اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ہی حضرت

---

(۱) سیرۃ الائمۃ الاثنی عشرج اص ۳۳۷۔ (۲) سیرت الائمہ الثنی عشرج اص ۳۳۷۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صاحب امر ہیں۔ فضل بن عباس کہنے لگے اے خاندان قریش اور خصوصا اے بنی تیم بے شک آپ کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی وجہ سے خلافت ملی ہے۔ اگر ہم خلافت کا مطالبہ کرتے تو ہم تمہاری نسبت اس کے زیادہ حقدار تھے اور لوگ بھی غیروں کی نسبت اسے زیادہ پسند کرتے لیکن اپنوں نے ہمارے ساتھ حسد کیا اور یہ سب کچھ ہمارے ساتھ کینہ رکھنے کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں اس کے صاحب کے لئے عہد ہے اور اس کی طرف اس کی انتہا ہے۔

ابولہب بن عبدالمطلب کے ایک بیٹے نے یہ اشعار کہے:

ماكنتُ أحسبُ أنَّ الامرَ منصرفاً

عن هاشم ثمِ منها عن أبي حسنِ

أليس اولُ من صلَّىٰ لقبلتكم

وأعلمُ الناس بالقرآنِ والسننِ

وأقرب الناسِ عهداً بالنبي ومَن

جبريل عون له في الغسل والكفَنِ

مافيه ما فيهم لا يمترون به

وليس في القوم ما فيه من الحسن

ماذا الذي ردهم عنه فَنَعلمه

ها إنَّ ذا غبنُنامن أعظم الغبنِ

میں یہ خیال نہیں کرتا کہ امر خلافت پہلے ہاشم اور پھر ابوالحسن سے منصرف ہو جائے۔ کیا وہ پہلی شخصیت نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور کیا وہی پہلی ہستی نہیں ہے جو قرآن وسنت کو سب سے زیادہ جاننے والی ہے اور کیا انہیں سب سے زیادہ قرب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہیں ہے؟

یہ وہی ہیں جن کی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل وکفن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مدد کی۔ جن فضائل وخصوصیات کے یہ حامل ہیں وہ کسی میں نہیں ہیں اور کسی کو اس میں شک وشبہ نہیں ہے (کیونکہ) اور پوری قوم میں وہ خصوصیات نہیں ہیں جو ان میں موجود ہیں یہ لوگ جب ان خصوصیات کے حامل تھے تو پھر کس چیز کی وجہ سے انہیں محروم کیا گیا یقیناً ہم نے انہیں بہت بڑا دھوکا دیا۔(۱)

حضرت عمر کا حسن سلوک !!

ابن حدید کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک لشکر لے کر جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے دروازے پر پہنچے۔ اس لشکر میں اسعد بن خضیر اور سلمہ بن اسلم وغیرہ جیسے لوگ شامل تھے ان سے عمر نے کہا جو لوگ بیعت کرنے سے انکار کر رہے ہیں انہیں لے آؤ تاکہ وہ بیعت کریں۔ ان لوگوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت زبیر نے بیعت نہ کی اور اپنی تلوار کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے تو حضرت عمر نے کہا: تمہارے مقابلے میں کتا نکل آیا ہے اسے پکڑ لو تو سلمہ بن اسلم نے حضرت زبیر کے ہاتھ سے تلوار چھین کر دیوار پر دے ماری۔ پھر یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی طرف بڑھے اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے آپؑ کے ساتھ بنی ہاشم بھی تھے حضرت علی علیہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۲۱۔

السلام نے فرمایا: میں خدا کا بندہ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں لیکن وہ انہیں حضرت ابوبکر کے پاس لے گئے اس نے مطالبہ کیا کہ میری بیعت کرو۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

کہ کیا میں تمہاری نسبت خلافت کا زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ میں کبھی بھی تمہاری بیعت نہ کروں گا بلکہ تمہارا حق بنتا ہے کہ تم میری بیعت کرو۔ تم لوگوں نے خلافت کو انصار کے سامنے یہ دلیل پیش کر کے حاصل کیا کہ ہم رسول حضرت خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں لہٰذا ہر حال میں ہماری اطاعت کرو اور ہماری خلافت کو تسلیم کرو۔

میں بھی تمہارے سامنے وہی دلیل پیش کرتا ہوں جو تم نے انصار کے سامنے پیش کی (میں کہتا ہوں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ قربت حاصل ہے)۔ لہٰذا اگر تم اپنی ذات کے متعلق اللہ سے ڈرتے ہو تو انصاف کرو اور ہمیں بھی خلافت کے معاملے میں اس طرح پہچانو جس طرح تمہیں انصار نے پہچانا ہے وگرنہ تم جان بوجھ کر ہم پر ظلم کرنے والوں میں قرار پاؤ گے۔

حضرت عمر کہتے ہیں جب تک یہ بیعت نہ کریں انہیں نا چھوڑنا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے جواب دیا کہ تم جو خلافت کا دودھ دوہ رہے ہو اسے مضبوطی سے تھام کر رکھنا کیونکہ کل یہ معاملہ تجھے بھی پیش آئے گا (یعنی تم بھی آئندہ اپنی خلافت کے لئے راہیں ہموار کر رہے ہو)

خدا کی قسم میں تمہاری بات نہیں مانوں گا اور میں اس کی ہرگز بیعت نہ کروں گا پھر فرمایا:

اے مہاجرین اللہ اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کو ان کی اہلبیت سے چھین کر اپنے گھروں میں داخل نہ کرو اور لوگوں میں جو اس مقام کے زیادہ حقدار اور اھل ہیں

انھیں دور نہ کرو۔

اے گروہ مہاجرین خدا کی قسم ہم اہلبیت اس خلافت کے تم سے زیادہ حقدار ہیں کیا کوئی ہم جیسا قاری قرآن دین خدا کا فقیہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا جاننے والا اور رعیت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے والا ہے۔ خدا کی قسم ہمارے معاملات میں اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور حق سے دوری اختیار نہ کرو۔ (۱)

حضرت عمر کی پریشانی:

اسی طرح حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کے درمیان خلافت کے حوالہ سے ایک اور گفتگو بھی کتب میں موجود ہے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں عمر کے پاس موجود تھا اس نے ٹھنڈی آہ لی، میں نے سمجھا کہ اس کی پسلیوں میں درد ہو رہا ہے اور میں نے اس سے سوال کیا اے امیر ٹھنڈی سانس کیوں لے رہے ہیں کیا کوئی شدید تکلیف ہے۔

انہوں نے جواب دیا: ابن عباس خدا کی قسم ایسی بات نہیں ہے (بلکہ) میں تو سوچ رہا ہوں کہ میرے بعد خلافت کس کو ملنی چاہیے پھر خود ہی کہنے لگے شاید آپ کے مولا و سردار ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

میں نے کہا پھر تم لوگوں نے ان سے یہ حق کیوں چھینا ہے؟ حالانکہ ان کا جہاد، قرابت رسول، سبقت اسلام اور علم تم سب پر واضح ہے، وہ کہنے لگے تم نے سچ کہا ہے لیکن وہ خوش مزاج آدمی ہیں یہ کہہ کر وہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق اپنے نظریہ کا اظہار کرنے لگا۔

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۱۱، ص ۱۲۔ الامامۃ والسیاسۃ، تالیف ابن قتیبہ ص ۱۸، ۱۹۔

میں نے سوچا کہ کبھی تو وہ لوگ یہ بہانہ بناتے ہیں قریش نہیں چاہتے کہ خلافت ونبوت ایک گھر میں جمع ہوں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ نوجوان ہیں اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ خوش مزاج ہیں۔ خدا کی قسم ان سب سے اچھا تو یہ ہے کہ وہ سچ سچ یہ کہہ دیں کہ اگر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ولایت دے دیں تو یہ بات ان کی جھوٹی شان وشوکت پر گراں گزرے گی جبکہ حق واضح ہے۔

☆ صاحب سیرت الائمہ الاثنی عشر کہتے ہیں: آپ سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابن خطاب تمام مسلمانوں سے سختی، درشتی اور لوگوں کے ساتھ بداخلاقی میں مشہور ومعروف ہے، اور اکثر لوگوں نے حضرت ابوبکر کی توجہ ان خصائص اور بری صفات کی طرف مبذول کروائی اور کہا کہ یہ قبیح اور برے صفات ہیں جن سے نفرت اور دوری کی جاتی ہے۔

جیسا کہ اس مطلب کی طرف وہ آیہ مبارکہ بھی اشارہ کررہی ہے جس میں اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ﴾(۱)

اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے نزدیک نہ بیٹھتے۔

لیکن ان بری خصلتوں کے باوجود بھی حضرت ابوبکر اس خلافت کا اصرار کرتے ہیں۔ جہاں تک حضرت علی علیہ السلام کی فقیروں کمزوروں کی ڈھارس اور تسلی کے لئے خوش مزاجی کا تعلق ہے تو فقط اس کی وجہ سے انہیں خلافت سے دور رکھنا مناسب نہیں ہے۔ جبکہ ان کے فضائل، مناقب جہاد اور سب سے پہلا مسلمان ہونا سب کے سامنے واضح ہے۔(۲)

---

(۱) آل عمران آیت ۱۵۹. (۲) سیرت الائمہ الاثنی عشر ج ۱ ص ۳۳۷۔ ۳۳۸،

حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی ایک اور گفتگو

ایک اور مناسبت سے حضرت عمر کہتے ہیں کہ اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے تم سے خلافت کو دور کیوں رکھا؟

ابن عباس کہتے ہیں اے امیر میں نہیں جانتا۔ حضرت عمر کہتے ہیں: میں جانتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش خلافت اور نبوت کے ایک گھر میں جمع ہونے کو ناپسند کرتے تھے، لہٰذا قریش نے ایسا نہ ہونے دیا، یعنی خلافت اور نبوت کو ایک گھر میں جمع نہ ہونے دیا اور خلافت کو حاصل کرلیا اور اپنے اس کام کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ابن عباس نے اسے جواب دیا: اے امیر اگر تیرے غضب سے مجھے امان ہو اور آپ جواب سننے کی سکت بھی رکھتے ہوں تو میں کچھ عرض کروں؟

وہ کہنے لگے جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔

ابن عباس نے کہتے ہیں:

اگر قریش اسے پسند نہیں کرتے (کہ خلافت اور نبوت ایک مقام پر ہوں) تو پھر سن لو کہ اللہ تعالی بھی ایک قوم سے اس طرح فرماتا ہے:

﴿ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ کَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ.﴾ (۱)

اللہ تعالی نے جو کچھ نازل کیا ہے وہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالی نے ان کے تمام اعمال اکارت کردیے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا کہ لوگ اس پر فخر و مباحات کرتے ہیں۔ اگر خلافت کوئی فخر ہے تو

---

(۱) سورہ محمد: ۹.

وہ قرابت کے فخر کی وجہ سے ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے مشتق ہیں جن کے اخلاق کے متعلق خدا اس طرح فرماتا ہے:

﴿ وَإِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ ﴾ (۱) بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔

سورہ شعراء میں خدا اس طرح فرماتا ہے:

﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنْ اتَّبَعَکَ مِنْ الْمُؤْمِنِینَ ﴾ (۲)

اور جو مومنین تمہارے پیروکار بن گئے ہیں ان کے سامنے اپنے بازو جھکاؤ یعنی ان کے ساتھ تواضع کرو۔

جہاں تک تیرا یہ کہنا ہے کہ قریش نے خلیفہ کو انتخاب کیا ہے۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالی کا یہ فرمان موجود ہے:

﴿ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمْ الْخِیَرَةُ ﴾ (۳)

اور تمہارا پروردگار جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔

اے امیر کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے جسے منتخب کرنا چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اگر قریش بھی اس طرح منتخب کر سکتے ہیں جس طرح اللہ تبارک وتعالی انتخاب کرتا ہے تب 'تم' اور 'خلافت' دونوں درست ہیں اور صحیح مقام پر ہیں۔

---

(۱) سورہ قلم: ۴۔ (۲) سورہ شعراء: ۲۱۵۔ (۳) قصص: ۶۸۔

قارئین کرام! اس آخری کلمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ حضرت علی علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے وحی بھیج کر حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خلیفہ منتخب فرمایا اور نص صریح اس پر گواہ ہے اور عقل بھی خلافت کے صحیح راستے کی نشاندہی کرتی ہے، چنانچہ ابن عباس کے ٹھوس اور محکم بیان کے سامنے عمر لاجواب ہو کر کہنے لگے۔

اے ابن عباس خاموش ہو جا تم بنی ہاشم تو ہمیشہ قریش کے ساتھ کینہ، مخالفت اور حسد رکھتے ہو اور اس کو دل سے نہیں نکال سکتے۔

حضرت ابن عباس اس طرح استدلال پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں تم بنی ھاشم کی طرف فریب کی نسبت نہ دو کیونکہ ان کے دل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دل سے ہیں اور اللہ تبارک وتعالی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کی شان میں خداوند متعال اس طرح ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾. (۱)

اے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور آپ کو اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

---

(۱) سورہ احزاب: ۳۳.

اور جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ بنی ہاشم کے دلوں میں قریش کے متعلق حسد اور کینہ ہے۔ تو تم بتاؤ کہ بنی ہاشم کس طرح ان سے نفرت نہ کریں جنہوں نے ان کا حق غصب کر لیا ہے اور وہ اپنے حق کو غاصبوں کے ہاتھوں میں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عمر اس صراحت کے ساتھ جواب کو سن کر غضبناک ہوئے کیونکہ اسے حضرت ابن عباس سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح کی گفتگو کریں گے۔

لہٰذا حضرت عمر نے حضرت ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہاری ایسی ایسی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں جنہیں میں بیان کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ انہیں بیان کرنے سے میری نظر میں تمہارا کوئی مقام نہیں رہے گا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں ایسی کونسی باتیں ہیں مجھے ان سے آگاہ کرو کیونکہ میری باتیں درست نہیں ہیں تو میں ان کی اصلاح کرنے کے لئے حاضر ہوں اور میری باتیں برحق ہیں تو حق بات کی وجہ سے میرا مقام تیرے نزدیک کیوں کم ہو جائے گا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ ہم سے خلافت حسد اور ظلم کی وجہ سے چھینی گئی۔

حضرت ابن عباس نے جواب دینے میں تھوڑا سا بھی توقف نہ کیا اور فوراً کہا: جہاں تک میری اس بات کا تعلق ہے کہ حسد اور ظلم کی وجہ سے آپ لوگوں نے ہم سے خلافت چھینی ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ابلیس نے بھی حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور انہیں بہشت سے نکلوا دیا۔ ہم بھی اسی آدم کے بیٹے ہیں جن سے آج بھی ابلیس صفت لوگ حسد کرتے ہیں اور جہاں تک ظلم کا تعلق ہے تو اے امیر تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اس خلافت کا صحیح حق دار کون ہے؟

حضرت ابن عباس نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عرب، عجم پر حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے فخر ومباہات کرتے ہیں۔

قریش اہل عرب پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے اپنی برتری جتاتے ہیں اور ہم بنی ھاشم قریش وغیرہ کی نسبت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور زیادہ حق دار ہیں چنانچہ ان الفاظ کو سننے کے بعد عمر اپنے سینے میں تنگی محسوس کرنے لگا اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اور ابن عباس کو نزدیک سے اٹھاتے ہوئے کہا اے عبداللہ اٹھو اور اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ۔ ابن عباس وہ مجلس چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیے حضرت عمر انتہائی غصے اور طیش کی حالت میں ابن عباس کی طرف بڑھے اور ان سے کہنے لگے اے جانے والے میں تیرے حق کی رعایت کرنے والا نہیں ہوں۔

ابن عباس اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے مرعوب ہوئے بغیر سخت جواب دیا اے امیر تم پر اور تمام مسلمانوں پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے حق ہے پس جس نے اس حق کی حفاظت کی اس نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور جس نے اس عظیم حق کو ضائع کیا اس نے اپنے آپ کو ضائع کیا۔ حضرت عمر اپنے صحابیوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ابن عباس تم پروائے ہو، میں نے تم جیسا جھگڑالو اور بحث کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔(۱)

☆ عبدالفتاح مقصود اپنی کتاب علی ابن ابی طالب میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر اپنی وفات کے بعد خلافت، حضرت عمر کو سونپنے کی وصیت کی تو اس غضب نے حضرت علی علیہ السلام کے دل کو توڑ دیا حالانکہ وہ اپنے حق خلافت کے بارے میں بار بار اصرار کرتے رہے۔

اور اس سلسلے میں انہوں نے صبر وتحمل کا دامن تھامے رکھا اور ان کو عوام الناس کے درمیان

---

(۱) سیرت الائمۃ الاثنی عشر ج ۱ص ۳۴۰، ۳۴۲۔ ابن اثیر کی کتاب الکامل فی التاریخ ج ۲ص ۲۱۸، ۲۱۹، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ص ۵۲ تا ۵۴

خاموشی سے بٹھا دیا گیا اور خلافت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے چھین لیا گیا پھر دوسری مرتبہ بھی انہیں بچھو کی طرح ڈنک لیا اور خلافت کو ان کی دہلیز سے نکال دیا، قریش کو دیکھ کر اس قدر تعجب نہیں ہوتا لیکن تعجب کی انتہا تو اس شیخ پر ہے کیونکہ اس کے اور حضرت علی علیہ السلام کے درمیان تمام مسائل واضح ہو چکے تھے۔

حضرت ابوبکر نے حضرت علی علیہ السلام کی جوانی کے مقام و منزلت کا لحاظ نہ کیا حالانکہ حضرت علی علیہ السلام کا کردار اسلام کی بقا میں روز روشن کی طرح واضح ہے اور دین اسلام کی نشو نما میں آپ نے جو گرانقدر خدمات انجام دیں اس کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا لیکن اس شیخ نے سب کچھ بھلا دیا اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی حکمت عملی ہی کی وجہ سے اسلامی حکومت کمال تک پہنچی تھی۔

اس کے بعد ابو الفتاح کہتے ہیں: حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کا جو طریقہ کار اختیار کیا وہ غلط اور خطاء سے بھرا ہوا تھا اس کی اس روش سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت کے معاملے کو اپنے گھر میں پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اور اس کی دلی خواہش یہ تھی کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم تک نہ ہو۔

حضرت ابوبکر کی یہ خطاء بھی اس خطاء کی مانند ہے جو حضرت عمر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اس وقت کی تھی جب وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے کو چھوڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے اور بنی ھاشم میں سے کسی کو اطلاع تک نہ دی۔

استاد مقصود صاحب اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کو تمام

افراد پر جو اولویت اور فوقیت حاصل تھی خلیفہ نے اسے بھی فراموش کر دیا اور اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی بجائے دوسرے لوگوں سے مشورہ کیا حالانکہ پورے عرب میں کون ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد حضرت علی علیہ السلام سے افضل اور ان کا قائم مقام ہوتا!! یہاں تک کہ حضرت ابو بکر نے خلافت کے معاملہ میں حضرت سے مشورہ تک کرنا گوارا نہ کیا اور اس سے زیادہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ خلیفہ فرد واحد کے بارے میں تو حضرت علی علیہ السلام سے مشورت کی التماس کرتے رہے لیکن جہاں پوری امت اور حکومت کا معاملہ تھا وہاں آپ سے مشورہ کرنا ضروری نہ سمجھا۔(۱)

بزرگوں کی باتیں:

زبیر بن بکار کتاب الموفقیات میں کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر کی بیعت ہونے لگی تو لوگوں کی ایک جماعت بیعت کرنے لئے مسجد کی طرف بڑھی، لیکن انصار کی اکثریت اس بیعت پر پشیمان تھی اور بعض لوگ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو یاد کرتے اور ان کو آواز دے کر بلاتے تھے آپ اپنے گھر میں موجود تھے اور ان کی آوازیں سننے کے باوجود باہر تشریف نہ لائے۔

عبد الرحمٰن بن عوف کہنے لگا اے گروہ انصار اگرچہ آپ لوگ صاحب فضیلت ہیں جنگوں میں حصہ لیا ہے اور آپؐ کا شمار سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہے لیکن آپ لوگوں میں حضرت ابو بکر حضرت عمر، حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ابو عبیدہ جیسا کوئی شخص بھی نہیں ہے۔

---

(۱) سیرت الائمہ اثنی عشر ج ۱ص ۳۲۳،۳۲۴۔

اس کے بعد زید بن ارقم نے کہا:

عبدالرحمن نے جب ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے ہم لوگ ان کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتے ۔لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ قریش میں جن لوگوں کے نام خلافت کے لئے ذکر ہوئے ہیں ان میں ایک ہستی ایسی ہے کہ اگر اس کا نام پیش کیا جائے تو کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہوگا اور وہ ہستی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔زبیر بن بکار کہتے ہیں ۔

دوسرے دن حضرت ابوبکر نے کھڑے ہوکر لوگوں کو خطبہ دیا:

یا أیھاالناس اِنی وُلّیت أمرکم و لست بخیرکم فا ذا أحسنت فأعینونی واِن أسأت فقومونی، اِنّ لی شیطانا یعترینی.(۱)

اے لوگوں میں آپ کے امور کا والی بن گیا ہوں اگرچہ میں آپ سے زیادہ بہتر نہیں ہوں بہر حال اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں برا کام کروں تو مجھے سیدھے راستے پر لگادینا کیونکہ مجھ پر ایک ایسا شیطان مسلط ہے جو مجھے بہکاتا رہتا ہے۔

حضرت ابو بکر کی پریشانی :

صاحب سیرت الائمہ اثنی عشر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صاحب حضرت عمر کو خلیفہ بنا رہے ہوں اور وہ حضرت عثمان بن عفان کی خلافت کے متعلق اشارہ اور کنایہ سے کہہ رہے ہوں تو یہ بات ان کے اس کے قول کے بالکل منافی ہے اور مخالف ہے جو انہوں نے اپنی خلافت کے آغاز میں کہتی تھی۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، ج۵ص۱۹_۲۳_

میں تم سے بہتر نہیں ہوں کیونکہ تم میں حضرت علی علیہ السلام موجود ہیں اسی طرح ان کی وفات سے پہلے وہ اقوال جنہیں مورخین نے قلم بند کیا ہے کہ میں تین کاموں کی وجہ سے پریشان ہوں۔ کاش میں نے انہیں انجام نہ دیا ہوتا کاش میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر حملہ نہ کرتا اگرچہ وہ میرے خلاف حملہ کرتیں (تب بھی میں حملہ نہ کرتا)۔ ان تینوں میں اس امر کا تذکرہ بھی ہے جس کی وہ تمنا کیا کرتے تھے کاش اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی وفات کے وقت خلافت کے بارے میں یہ سوال کرلیا جاتا کہ آیا انصار کا اس خلافت میں حق ہے یا نہیں تو اس میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہوتا۔

صاحب سیرت الائمہ الاثنی عشر کہتے ہیں کہ انتہائی تعجب ہے کہ یہ شیخ بستر مرگ پر پہنچنے تک اپنی خلافت کے متعلق شک کرتا رہا اور اس بات کا خائف رہا کہ شاید خلافت میرے علاوہ کسی اور کا حق ہے جب کہ اس نے صاحبان خلافت سے خلافت کو غصب کیا تھا اور اب حیران ہے کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملہ میں سوال کیوں نہ کیا اور دوسری طرف یہ ذمہ داری اپنے دوش پر اٹھالی کہ کسی تردد کے بغیر حضرت عمر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیا۔

حضرت ابوبکر کے اس فعل پر لوگوں نے اعتراض کیا لیکن انہوں نے کسی کی بھی نہ سنی۔ جب لوگوں نے خلافت کے متعلق دریافت کیا تو خدا کی قسم کھا کر کہنے لگے حضرت عمر نہ ہوتے تو خلافت عثمان کا ہی حق تھا جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے اور احتمال دیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو اپنی وفات سے پہلے خلیفہ بنا چکے تھے۔

کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہ شخص ہیں جن کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح طور پر ارشاد فرما چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ انہوں نے جہالت و لاعلمی کا اظہار کیا اور حضرت علی علیہ السلام کو کچھ بھی نہ سمجھا اور کہا کہ حضرت

عثمان بن عفان کو خلیفہ بننے میں حضرت عمر بن خطاب کا وجود مانع ہے جب تک عمر موجود ہیں اس وقت تک عثمان خلیفہ نہیں بن سکتے۔(۱)

قریش کا حقیقی مقصد :

استاد عبد الفتاح مقصود اپنی کتاب علیؑ ابن ابی طالبؑ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کے انتخاب میں قریش کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے آل رسول سے خلافت کو ختم کر دیا جائے اور ان کے حق کو ان سے چھین لیا جائے دراصل یہ چیز ان کے یہاں ہمیشہ سے موجود تھی۔

البتہ اس کا سلسلہ شروع شروع میں اصحاب کے درمیان پوشیدہ طور پر جاری تھا۔ کبھی کبھی ان کے افعال سے اس چیز کا اظہار ہوتا تھا اور کچھ دنوں کے بعد قریش نے یہ بات پھیلا دی کہ ہم اہل بیت کو خلافت نہیں دیں گے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امر خلافت کو ابوبکر کے سپرد کر دیا گیا۔

اور انہوں نے بنی ھاشم کو بیبا کانہ، بلند آواز میں یہ کہہ دیا کہ ہم اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ خلافت اور نبوت دونوں ایک ہی گھر میں جمع ہو جائیں اسی لئے یہ لوگ حضرت ابوبکر وغیرہ کو خلافت کی مبارک باد دیتے تھے اور انصار وغیرہ میں سے جو بھی حضرت علی علیہ السلام کا نام لیتا یا ذکر کرتا تو اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ سہیل بن عمر کو جب یہ معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ انصار حضرت

---

(۱) سیرت الائمہ اثنی عشر ج ۱ ص ۳۲۵، ۳۲۶۔

علیؑ کی بیعت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اس بات پر بضد ہیں کہ خلافت حضرت علی علیہ السلام کو ملنی چاہیے تو سہیل بن عمر اپنی ننگی تلوار لے کر قریش کے سردار حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابو جہل جیسے بزرگوں کے سامنے کہتا ہے۔

اے گروہ قریش یہ لوگ تمہیں حضرت علی (علیہ السلام) کی حمایت کے لئے بلاتے ہیں ،حضرت علی علیہ السلام اپنے گھر میں موجود ہیں اگر وہ چاہیں تو ان کو ایسا کرنے سے روک سکتے ہیں اگر حضرت علی علیہ السلام انہیں نہیں روکتے تو پھر تمہیں چاہیے تھا انہیں اپنے خلیفہ کی طرف بلاؤ اور ان لوگوں سے تجدید بیعت کراؤ اگر یہ لوگ تجدید بیعت پر راضی ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ اللہ کی قسم اگر تم اس کام کو عملی جامہ پہناؤ تو مجھے یقین ہے کہ ان کو سرکوب کرنے میں تمہاری مدد کی جائے گی۔

سہیل بن عمر اور حارث بن ہشام کہتے ہیں۔

اے لوگوں انصار نے پہلے اسلام قبول کیا اور انہوں نے ہمیں گھر دیئے اور حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں چھوڑ کر ان کے پاس تشریف لائے اور ان لوگوں نے ہمیں جگہ بھی دی اور ہماری مدد بھی کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب وہ خلافت کے دعویدار بن بیٹھیں اگر یہ لوگ اپنے اس مطالبے پر ثابت قدم رہیں تو ہمارے نزدیک ان کی قربانیوں کی کوئی اہمیت نہ ہوگی بلکہ ہمارے اور ان کے درمیان فقط تلوار ہی سے فیصلہ ہوگا۔ (۱)

استدلال علی علیہ السلام:

جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا تم

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشر ج ا ص ۳۲۷ و ۳۲۸۔

جانتے ہو کہ مجھے دوسروں کی نسبت خلافت کا زیادہ حق حاصل ہے خدا کی قسم جب تک مسلمانوں کے امور کا نظم ونسق برقرار رہے گا اور صرف میری ہی ذات ظلم کا نشانہ بنتی رہے گی میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا تاکہ اس صبر پر اللہ سے اجر ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں جس پر تم لوگ فریفتہ ہو۔(۱)

اسی طرح حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حضرت عثمان کی بیعت ہونے سے پہلے ارشاد فرمایا تمہیں اللہ کی قسم بتاؤ کیا تم میں میرے علاوہ کوئی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے فقط میرے اور ان کے درمیان مواخات ہے جس دن مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بنے؟

ان سب لوگوں نے جواب دیا نہیں۔

پھر فرمایا کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو:

من کنتُ مولاہُ فھذا مولاہُ.

جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا یہ مولا ہے۔

ان سب نے یک زبان ہو کر کہا جی نہیں۔

آپؑ نے فرمایا کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے متعلق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہو:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۱۶۶۔

أنتَ مني بمنزلة هارون من موسىٰ إلا أنه لا نبي بعدي.

تیری قدر و منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کے نزدیک تھی۔ فقط یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ان سب نے کہا آپؑ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے، پھر حضرت نے ارشاد فرمایا:

کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے سورہ برأت کی تبلیغ سپرد کی گئی ہو اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہو:

إنه لا يؤدي عني إلا أنا و رجل مني.

اس کام کو کوئی نہیں کر سکتا مگر میں خود کروں یا وہ شخص کرے جو مجھ سے ہے۔

انہوں نے کہا:

آنحضرت نے فقط آپؑ ہی کی ذات کے متعلق ایسا فرمایا تھا۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

اے لوگو! یہ بتاؤ کہ نسب کے لحاظ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تر کون ہے؟ انہوں نے کہا آپؑ ہی سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف نے آپؑ کی بات کاٹی اور کہا اے علیؑ لوگ فقط عثمان کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں لہٰذا آپؑ اپنے لئے خلافت کی راہیں نہ نکالیں۔ (۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۱۶۷۔۱۶۸

جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حق دار ہوں اور خدا گواہ ہے کہ میں اس وقت تک حالات کا ساتھ دیتا رہوں گا جب تک مسلمانوں کے مسائل ٹھیک رہیں اور ظلم صرف میری ذات تک محدود رہے تا کہ میں اس کا اجر وثواب حاصل کروں، اور اس زیب و زینت دنیا سے اپنی بے نیازی کا اظہار کر سکوں، جس کے لئے تم مرے جا رہے ہو۔(۱)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۱۶۷۔۱۶۸

خلفاء کا مشکلات میں آپؑ کی طرف رجوع کرنا

خلفاء کا مشکلات کے وقت میں آپؑ کی طرف رجوع کرنا

اس سلسلہ میں متعدد واقعات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ نے مشکل کے وقت آپؑ کی طرف رجوع کیا ہے یہاں تک کہ خلیفہ ثانی کئی مرتبہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:

"لا کنتُ لمعضلةٍ لیس لها أبو الحسن."

میرے لئے کوئی ایسی مشکل نہیں ہے جس کا حل ابو الحسنؑ کے پاس نہ ہو (یعنی ہر مشکل میں حضرت علی علیہ السلام مشکل کشاء ہیں)۔

اسی طرح حضرت عمر کا یہ قول ہے:

لو لا علي لهلکَ عُمر.

اگر حضرت علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

چنانچہ اسی طرح کے کئی واقعات مشہور ہیں ہم ان سب کو شمار تو نہیں کر سکتے البتہ چند واقعات کا ذکر کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں ان میں سے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں!

حضرت ابو بکر کی پریشانی

ایک دن حضرت ابوبکر سے اللہ تعالی کے اس فرمان "و فا کھة و ابا" کے متعلق سوال کیا گیا تو وہ قرآن میں موجود لفظ ''اب'' کا معنی نہیں جانتے تھے۔

اور انہوں نے کہا کوئی آسمان مجھے سایہ نہ دے اور کوئی زمین میرا بوجھ نہ اٹھائے یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ کی کتاب میں ایسا لفظ ہو جس کو میں نہ جانتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا:

سبحان اللہ ؛اب کا معنی ،گھاس پھوس اور چارہ ہے اور پروردگار عالم کا یہ فرمان ؛و فا کھةً و ابـاً ؛ ہے اس میں پروردگار عالم نے اپنی مخلوق میں جانوروں کی غذا کا ذکر کیا ہے اور یہاں انسانوں اور جانوروں کی غذا کا ذکر ہے تا کہ اس کی وجہ سے وہ زندہ رہیں اور ان کے جسم مضبوط ہوں۔(۱)

حضرت ابو بکر اور شرابی

حضرت ابوبکر کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی حضرت ابوبکر نے ارادہ کیا کہ اس پر حد جاری کرے۔تو وہ شخص کہنے لگا میں نے شراب ضرور پی ہے لیکن میں آج تک اس کی حرمت کو نہیں جانتا تھا کیونکہ میں اس قوم میں زندگی گزار رہا ہوں جو اسے حلال سمجھتے ہیں چنانچہ حضرت ابوبکر بہت بڑی مشکل میں پھنس گئے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا کس طرح فیصلہ کیا جائے۔

مجلس میں موجود بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے

---

(۱) ارشاد ج ۱ص ۲۰۰،الدر منثور،السیوطی ص ۶ ص ۳۱۷.

اس کے متعلق معلوم کریں کہ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔ حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو حضرت علی علیہ السلام کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق سوال کرے، چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مسلمانوں میں سے دوثقہ افراد کو بھیجا جائے جو مہاجرین اور انصار کی طرف سے جائیں اوران سے گواہی طلب کریں کہ آیا کسی نے آیت تحریم یا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی حرمت کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کا تذکرہ اس شخص سے کیا ہے یا نہیں۔ اگر دو شخص گواہی دے دیں تو اس پر حد جاری کردو اور اگر گواہی نہ دیں تو حد جاری کیے بغیر چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے بالکل اسی طرح فیصلہ کیا جس طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

جب مہاجرین اور انصار نے گواہی دے دی کہ ہم نے آیہ تحریم یا حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی حدیث کے حوالہ سے کچھ نہیں بتایا تو حضرت ابوبکر نے اس شخص کو بغیر سزا کے چھوڑ دیا اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس فیصلے کے سلسلے میں دعائیں دیں۔(۱)

☆ سید راضی نے خصائص میں بزرگوں سے بیان کی گئی اس روایت کو ذکر کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی، حضرت علی علیہ السلام کے پاس موجود تھے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کی کہ اس قوم کو کچھ ہدایت فرمائیں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم قوم کو اس آیت کے متعلق تاکید کرو جو میرے اوران کے متعلق ہے۔

(۱) ارشاد، شیخ مفیدؒ ج۱ص ۱۹۹

﴿أَفَمَنْ يَهْدِی إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَايَهِدِّی إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ.﴾(۱)

جو تمھیں دین حق کی راہ دکھاتا ہے، آیا وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کی جائے یا وہ شخص جو (دوسروں) کی ہدایت تو درکنار، خود ہی جب تک دوسرا اسے راہ نہ دکھائے، وہ راہ نہیں دیکھ پاتا تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے حکم لگاتے ہو۔(۲)

منکرین زکات کے بارے میں مشورہ

حضرت امیر المومنین علی السلام سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے منکرین زکوۃ کے حوالہ سے جب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کیا تو سب لوگوں نے مختلف انداز میں رائے دی اوران کی آرا میں اختلاف ہو گیا تو حضرت ابو بکر نے کہا: اے ابوالحسن علیہ السلام اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔؟

تب حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ تم اس چیز کو چھوڑ دو جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے وصول کی تھی تو پھر تم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان

(۱) سورہ یونس:۳۵۔

(۲) خصائص الائمہ ص۸۲۔

سے جنگ کروں اوران سے ایک سال تک کی اونٹ اور بکری کی زکوۃ وصول کروں ۔(۱)

حضرت عمر کامجنون عورت پر حکم

حضرت عمر کے زمانہ میں ایک دیوانی کولایا گیااس کے ساتھ کسی شخص نے زیادتی کی تھی اوراس کے گواہ بھی پیش کردئے گئےتو عمر نے حکم دیا کہ اسے کوڑے مارے جائیں، چنانچہ اس کو لے جارہے تھے کہ اس کا گزر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس سے ہوا۔

حضرتؑ نے فرمایا: فلاں قبیلے کی اس مجنون اورعورت کے ساتھ کیا ہوا ہے حضرتؑ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اس سے زیادتی کی ہےاور بھاگ گیا ہےاس پر گواہی بھی ہوگئی ہےاور عمر نے اسے کوڑے مارنے کاحکم دیا ہے۔

حضرت نے ان سے ارشادفرمایا: اسے دوبارہ عمر کے پاس لے جاؤاوراس سے کہنا کہ کیاتم نہیں جانتے کہ یہ فلاں قبیلے کی مجنون عورت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تین لوگ مرفوع القلم ہیں ان میں ایک مجنون بھی ہے ۔یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔مجنون کادل اورنفس مغلوب ہوتا ہے۔چنانچہ یہ لوگ اسے حضرت عمر کے پاس لے گئے اوراس کوحضرت امیرعلیہ السلام کی گفتگو سے آگاہ کیا حضرت عمر کہنے لگے اللہ انہیں سلامت رکھے (اگر وہ نہ ہوتے) تواس عورت کوکوڑے لگا کر میں ہلاک ہوجاتا۔(۲)

---

(۱)الریاض النضرہ ج۲ص۲۲۴۔

(۲)المستدرک الصحیحین ج۲ص۵۹،مناقب آل ابی طالب ج۲ص۳۶۶،ارشادج۱ص۲۰۳،۲۰۴۔

صاحب صحیح ابوداؤد باب **المجنون یسرق و یصیب حداً** کے ص ۲۴۷ پر کہتا ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں سے مشورہ کیا اور اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں اے عمر، کیا تو نہیں جانتا کہ تین افراد مرفوع القلم ہیں؟

مجنون اس وقت تک جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے، سونے والا شخص یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچہ یہاں تک کہ وہ عاقل ہو جائے۔ وہ کہنے لگا جی ہاں جانتا ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تو پھر اس غریب کے متعلق تجھے کیا ہو گیا ہے کہ اس سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ کہنے لگا (اے لوگو!) اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ پھر اسے چھوڑ دیا اور بلند آواز سے کہا اللہ اکبر۔

حضرت عمر اور شش ماہ بچے کی ماں

یونس، حسن سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ ماہ کے بچے کو جنم دیا تھا اس نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا، حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا:

اِن خاصمُتکَ بکتاب اللہ خصمتک .

اگر تو اللہ کی کتاب سے جھگڑا کرے گا تو میں تجھ سے لڑوں گا کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

حملہٗ و فصالہ ثلا ثو ن شھراً .

حمل اور دودھ پلانے کے تیس مہینے ہیں۔

اور اللہ فرماتا ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ...﴾(۱)

جو اپنی اولاد کو پوری مدت دودھ پلانا چاہتے ہیں تو اس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں۔

لہٰذا جب کوئی عورت پورے دو برس دودھ پلاتی ہے تو حمل اور دودھ پلائی کے تیس مہینے بن جاتے ہیں۔تو اس وقت حمل چھ ماہ کا بنتا ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر اس عورت کو چھوڑ دیا اور اسی حکم پر صحابہ اور تابعین نے عمل کیا اور آج تک اس کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔(۲)

حضرت عمر کے سامنے گنہگار عورت کا اقرار

ایک عورت کو لایا گیا اور اس پر لوگوں نے گواہی دی کہ اس کو ایک گھاٹ پر دیکھا گیا ہے جہاں سے عرب پانی بھرتے تھے وہاں ایک شخص نے اس سے زنا کیا ہے اور وہ اس کا شوہر بھی نہ تھا۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے کیونکہ یہ شوہر دار عورت ہے اور اس کے زنا کا حکم سنگسار کرنا ہے۔

وہ عورت کہنے لگی پروردگارا تو تو جانتا ہے میں بے قصور ہوں۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو اس پر غضبناک ہوا اور کہا کہ ان گواہوں کے متعلق کیا کہتی ہو؟

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس عورت کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو شاید اس کے پاس کوئی عذر ہو۔ لوگ اس کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا گیا تو اس عورت نے کہا:

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۳۳۔ (۲) ارشاد ج ا ص ۲۰۶۔

میرے خاندان کا ایک اونٹ تھا۔ میں اس اونٹ پر سوار ہوکر گئی تا کہ اس پر پانی لاد کے لاؤں میری اونٹنی کا دودھ بھی نہیں تھا۔ میرے ساتھ ایک اوباش شخص بھی چل دیا، میں نے پانی لینا چاہا اس نے مجھے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک تو اپنے آپ کو میرے حوالے نہیں کر دیتی میں پانی نہیں دوں گا۔ میں نے اس سے جان چھڑانے کی بہت کوشش کی اور انکار کیا لیکن وہ جبراً میرے نفس پر غالب ہو گیا اور میں مجبور تھی۔

حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ نے کہا: اللہ اکبر۔

﴿فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَاعَادٍ فَلَاإِثْمَ عَلَيْهِ.﴾(۱)

پس جو شخص مجبور ہو اور کسی قسم کی سرکشی اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر گناہ نہیں ہے۔

جب حضرت عمر نے اس بات کو سنا تو اسے چھوڑ دیا۔(۲)

حضرت عمر کے سامنے بیوی کی شکایت

بیھقی اپنی سنن میں ابی حلال العتکی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ سے حاملہ نہیں ہے بلکہ کسی اور سے حاملہ ہوئی ہے۔ (کیا یہ کہنے سے اسے طلاق ہوگئی ہے) حضرت عمر نے کہا:

یہ سوال حج کے موقع پر کرنا، چنانچہ وہ شخص حج کے موقع پر مسجد الحرام میں حضرت عمر کے پاس آیا اور پورا قصہ دہرایا حضرت عمر نے اس سے کہا تو اس کشادہ پیشانی والے شخص کو دیکھ رہا ہے

---

(۱) سورہ بقرہ:۱۷۳۔ (۲) بحار ج۴۰ ص۲۵۳۔

جو خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف ہے اس کے پاس جاؤ اور اپنا سوال بیان کرو اور جواب لے کر پھر میرے پاس آنا اور مجھے بتانا کہ اس نے کیا کہا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں وہاں گیا اور دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام وہاں موجود تھے انہوں نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے وہ کہنے لگا مجھے خلیفہ وقت نے بھیجا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا ہے کہ تم مجھ سے حاملہ نہیں ہوئی بلکہ کسی اور سے حاملہ ہوئی ہو کیا یہ اس کو طلاق ہو گئی؟

حضرت نے فرمایا: قبلہ کی طرف منہ کر کے خدا کی قسم کھاؤ کہ تمہارا طلاق کا ارادہ تو نہیں تھا، وہ شخص کہنے لگا میں قسم کھاتا ہوں کہ میرا طلاق کا نہیں ارادہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ تمہاری اسی طرح بیوی ہے (جس طرح پہلے تھی)۔ (۱)

حضرت عمر اور شرابی

ایک روز قدامہ بن مظعون نے شراب پی لی۔ حضرت عمر نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو قدامہ کہنے لگا مجھ پر حد جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا﴾ (۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کیئے ان پر جو کچھ پی چکے ہیں

---

(۱) سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۴۳.

(۲) سورہ مائدہ آیت ۹۳.

اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جب انہوں نے پرہیزگاری کی اور ایمان لے آئے اور اچھے اچھے کام کئے پھر پرہیزگاری کی اور ایمان لے آئے۔

حضرت عمر نے (یہ استدلال سن کر) اس سے حد اٹھا لی۔ یہ خبر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تک پہنچی چنانچہ آپؑ حضرت عمر کے پاس گئے اور اس سے کہا: قدامہ نے جب شراب پی ہے تو تم نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیوں ترک کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ اس نے مجھے قرآن کی آیت سنائی ہے پھر وہی آیت حضرت امیر المومنین کے سامنے پڑھنے لگا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: قدامہ اس آیت کا مصداق نہیں ہے اور اس راستے پر نہ چلے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے بجالائے کیونکہ مومن اور نیک عمل کرنے والے حرام خدا کو حلال نہیں سمجھتے تم قدامہ کو بلاؤ اور اس نے جو استدلال قائم کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو اس پر حد جاری کردو اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کردو بے شک وہ ملت اسلام سے خارج ہے۔

حضرت کا یہ فرمان سن کر عمر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور یہ خبر قدامہ تک پہنچی اس نے توبہ کا اظہار کیا اور حضرت عمر نے اس کے قتل کا ارادہ ترک کردیا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ کیسے حد جاری کی جائے لہٰذا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا اس کی حد کے متعلق وضاحت فرمائیے حضرت نے فرمایا اس کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں کیونکہ شراب پینے والا جب اسے پیتا ہے تو مست ہوجاتا ہے اور جب مست ہوجاتا ہے تو اس وقت وہ ہذیان کا شکار ہوجاتا ہے اور جب وہ ہذیان میں مبتلا ہوجاتا ہے تو وہ بیہودہ باتیں کرنے لگتا ہے۔ حضرت عمر نے اسے حضرت کے فرمان کے مطابق اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔(۱)

---

(۱) بحار ج ۴۰ ص ۲۴۹، الارشاد ج ا ص ۲۰۲۔۲۰۳ اسی طرح الکافی ج ۷ ص ۲۱۵۔

اقرار گناہ اور رجم

ایک عورت نے زنا کا اقرار کیا اس وقت وہ حاملہ تھی حضرت عمر نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر کیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ تمہاری اس عورت پر تم نے حکم لگایا ہے لیکن جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے اس پر تو حکم نہیں لگایا جا سکتا۔(۱)

علامہ امینی نے کتاب الغدیر میں اس سے زیادہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر نے تین مرتبہ کہا۔ کل احد افقه منی . ہر کوئی مجھ سے بڑا فقیہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کی ضمانت لی اور جب اس کا وضع حمل ہو گیا تو اسے حضرت عمر کے پاس لے گئے اور اس نے اسے رجم کیا۔(۲)

لونڈی کی طلاق

حافظ دار قطنی اور ابن عساکر نے یہ روایت بیان کی ہے کہ دو شخص حضرت عمر کے پاس آئے اور ان سے لونڈی کی طلاق کے متعلق سوال کیا حضرت عمران دونوں کو لے کر مسجد کی طرف چل دیئے یہاں تک کہ مسجد میں بیٹھے ہوئے افراد کے پاس آ گئے ۔ان میں ایک کشادہ پیشانی والی شخصیت بھی موجود تھی۔

حضرت عمر کہنے لگے اے کشادہ پیشانی والے لونڈی کی طلاق کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اس شخصیت نے سر اوپر اٹھایا پھر اس کی طرف دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

حضرت عمر نے ان دونوں سے کہا: دو طہر۔

....

(۱) کفایۃ الطالب حافظ گنجی شافعی ص ۲۲۷۔ (۲) الغدیر ج ۶ ص ۱۱۱، اور ذخائر العقبیٰ ص ۸۱۔

ان میں سے ایک کہنے لگا سبحان اللہ ہم تجھے امیر المومنین سمجھ کر تیرے پاس آئے تھے اور تو ہمیں اس شخص کے پاس لے آیا ہے اور اس کے بتانے پر ہمیں بتاتا ہے۔

حضرت عمران سے کہتے ہیں اس شخصیت کو جانتے ہو وہ کہنے لگے نہیں جانتے، حضرت عمر نے کہا: یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شان میں کہتے ہوئے سنا ہے۔

اِن السموات السبع والأرضين السبع لو وضعا في كفه ثم وضع اِيمان علي في كفة لرجح اِيمان علي .

اگر ساتوں زمین و آسمان ترازو کے ایک پلڑے میں اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے۔ تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ایمان والا پلڑا بھاری نظر آئے گا۔(۱)

عدت میں نکاح

مسروق ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس خبر پہنچی کہ قریش کی عورت نے اپنی عدت کے دوران کسی شخص سے شادی کر لی ہے۔ حضرت عمر نے ایک شخص کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کر دے اور انہیں سزا دے اور ان سے کہہ دے کہ آئندہ کبھی بھی آپس میں شادی نہ کریں اور اپنا حق مہر بیت المال میں جمع کروادیں۔

یہ خبر لوگوں کے درمیان مشہور ہوگئی حضرت علی علیہ السلام تک بھی یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

ا(۱) الغدیر ج۲ ص۲۹۹۔

اللہ اس خلیفہ پر رحم کرے کہاں حق مہر اور کہاں بیت المال؟

وہ دونوں تو جاہل تھے خلیفہ کو چاہیے کہ وہ ان دونوں کو سنت کی طرف پلٹاتا، جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا حق مہر کے متعلق کیا حکم ہے۔

حضرت نے فرمایا:

مہر تو اس عورت کا حق ہے اور اسی وجہ سے اس کے ساتھ (جماع) حلال ہوئی ہے۔ البتہ ان دونوں کو جدا کر دیا جائے اور انہیں کوڑے نہ لگائے جائیں پہلے وہ اپنی پہلی عدت مکمل کرے اور پھر دوسری عدت مکمل کرے پھر ایک دوسرے کو شادی کی دعوت دے سکتے ہیں جب یہ خبر حضرت عمر تک پہنچی تو اس نے کہا اے لوگو اپنی جہالتوں سے نکل کر سنت کی طرف لوٹ آؤ۔(۱)

عجمیوں کے خطوط اور حضرت عمر کی پریشانی

شبابہ بن سوار، ابوبکر ھذلی سے روایت بیان کرتا ہے کہ ہم نے اپنے علماء اعلام سے یہ روایت سنی ہے کہ ہمدان، رے، اصفہان، قومس، نہاوند کے رہنے والے اہل فارس نے ایک دوسرے کو خطوط لکھے۔ اور ایک دوسرے کی طرف اپنے نمائندے بھیجے کہ عرب کا بادشاہ جو اپنے پیروکاروں کے لئے دین لایا تھا اب وہ وفات پا گیا ہے۔

اس سے ان کی مراد حضرت نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اور ان کے بعد جو بادشاہ بنا تھا تھوڑی مدت کے بعد وہ بھی مر گیا اس سے ان کی مراد حضرت ابوبکر تھی۔

اس کے بعد جو شخص بادشاہ بنا ہے اس کی لمبی عمر ہے اور وہ تمہیں اپنے شہروں سے

---

(۱) الغدیر ج ۶ ص ۱۱۳۔

گرفتار کرے گا اور اس کے سپاہی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ اس سے ان کی مراد حضرت عمر تھے اور وہ تم پر احسان نہیں کرے گا یہاں تک کہ اس کے لشکر تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں گے لہٰذا تمہارے لئے ضروری ہے کہ قبل اس کے کہ وہ تم پر حملہ کرے تم اس کے شہر میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دو۔

جب یہ خبر حضرت عمر کے پاس پہنچی تو وہ بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے تمام مہاجرین وانصار کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا۔

طلحہ بن عبداللہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا تمہیں بذات خود ان کے مقابلے میں نکلنا چاہئے یہ مشورہ دے کر وہ بیٹھ گیا پھر حضرت عثمان کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اہل شام شام سے نکلیں اہل یمن یمن سے نکلیں اور تم لوگ ان دو حرموں اور ان دو شہروں کوفہ اور بصرہ سے نکلو تمام مشرکوں اور مومنوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔

حضرت عمر نے کہا کوئی اور مشورہ دے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوئے حمد ثناء الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا:

اگر اہل شام شام سے نکلیں گے تو روم والے اہل شام کی اولادوں پر حملہ کر دیں گے۔

اگر اہل یمن یمن سے نکلیں گے تو حبشہ والے اہل یمن کی اولاد پر حملہ آور ہو جائیں گے اور اگر ان دو حرموں کے لوگ نکلیں گے تو اطراف کے عرب تم پر حملہ کر دیں گے اور جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ اہل عجم کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تم پر ان کی کثرت کا رعب بیٹھ گیا ہے تو سن لے کہ ہم نے کبھی بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں

کثرت کے بل بوتے پر جنگیں نہیں کیں ہم نے تو فقط اللہ کی مدد اور نصرت سے جنگیں کیں ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تجھ تک ان کے اجتماع کی خبر پہنچی ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف نکلنے والے ہیں تو اللہ تعالی تیری نسبت انہیں زیادہ ناپسند کرتا ہے عجمی جب تجھے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ عرب ہے اگر اسے ختم کر دیا تو گویا عرب کو ختم کر دیا لہٰذا ان پر سخت حملہ کرنا ہو گا۔

میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ ان شہروں میں اسی طرح رہیں تم اہل بصرہ کو خط لکھو کہ وہ تین گروہوں میں بٹ جائیں ایک گروہ بچوں کے پاس رہے اور ان کی حفاظت کرے اور ایک گروہ کو عہد لینے والا بناؤ کہ وہ اس عہد کو نہ توڑیں اور ایک گروہ کو اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے روانہ کرو۔

چنانچہ حضرت عمر کہتے ہیں یہی سب سے بہترین وعمدہ رائے ہے اور میں اسی کو پسند کرتا ہوں اور اسی کی روشنی میں قدم اٹھایا جائے گا۔(۱)

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ آپ لوگ حضرت کے اس نظریہ کو دیکھیں کہ جب صاحبان عقل وعلم باہم جھگڑ رہے تھے اور کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ رہے تھے تو اس وقت حضرت علی علیہ السلام کی رائے کی عظمت اجاگر ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حال میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یہ توفیق عطا فرما رکھی ہے کہ آپ مشکل کے وقت میں امت مسلمہ کی مشکل کشائی اس کے علاوہ آپ نے دینی امور میں ایسے ایسے فیصلے کیے ہیں جن سے دوسرے لوگ عاجز تھے اور وہ مجبوراً آپ کی طرف رجوع کرتے تھے انہوں نے آپ کو معجزے کا دروازہ پایا اور اللہ بہترین توفیق عطا کرنے والا ہے۔(۲)

....

(۱) الارشاد ج اص ۲۰۷، ۲۱۰۔ (۲) الارشاد ج اص ۲۱۰۔ تھوڑے تصرف کے ساتھ

حضرت عمر کے مولا

حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے مجھ سے کسی مسئلہ میں جھگڑا کیا تو میں نے اس سے کہا تیرے اور میرے درمیان یہ شخص فیصلہ کرے گا اس کا اشارہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف تھا وہ کہنے لگا یہ بڑے پیٹ والا آدمی، یہ سننا تھا کہ حضرت عمر اٹھے اور اس کو گریبان سے پکڑ کر زمین پر دے مارا پھر اس سے کہا جن کی توہین کر رہا ہے تو انہیں جانتا ہے؟ یہ میرے اور ہر مسلمان کے مولا و آقا ہیں۔(۱)

میراث کی تقسیم

محمد بن یحیٰ بن حبان کہتے ہیں کہ میرے دادا جان کی دو بیویاں تھیں ایک ھاشمی تھی اور ایک انصاری، اس نے انصاری کو طلاق دے دی اس وقت وہ اس کے بچے کو دودھ پلا رہی تھی اور اس نے حیض نہ دیکھا تھا میرے دادا کی وفات کو ایک سال گزر گیا۔

وہ کہنے لگی میں اس کی وارث ہوں اور مجھے ابھی تک حیض نہیں آیا ہے اسے عثمان بن عفان کے پاس لے جایا گیا اس نے بھی اس کی میراث کا حکم دیا۔

ھاشمی بیوی نے عثمان کی ملامت کی، عثمان نے کہا یہ تیرے چچازاد کے عمل کے مطابق ہے اس کا اشارہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف تھا۔(۲)

محب الطبری ریاض النضرہ میں کہتے ہیں کہ یہ خواتین عثمان کے پاس آئیں۔

تو عثمان نے کہا: میں اس مسئلے کو نہیں جانتا، پھر یہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آگئیں

---

(۱) الریاض النضرہ ج۲ص۱۷۰۔ (۲) موطا مالک بن انس فی طلاق المریض ص۳۶۔

تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم منبر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑی ہو اور قسم کھا کر مجھے بتاؤ کہ تم نے تین حیض نہیں دیکھے پھر تم میراث کی حقدار ہو اس نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر قسم کھائی تو آپ نے اسے ارث میں شریک قرار دے دیا۔(۱)

حضرت عثمان اور چھ ماہ کے بچے کی ماں

ابن منذر اور ابن ابی حاتم، بعجہ بن عبداللہ جہنی سے روایت بیان کرتے ہیں ہمارے قبیلہ کے ایک شخص نے جہنیہ خاندان کی ایک عورت سے شادی کی اس کے ہاں چھ ماہ کا ایک کامل بچہ پیدا ہوا اس کا شوہر اسے حضرت عثمان بن عفان کے پاس لے آیا اور اس نے اسے رجم (سنگسار) کرنے کا حکم دیا۔

یہ خبر حضرت علیؑ تک پہنچی آپ حضرت عثمان کے پاس آئے اور فرمایا تم نے یہ کیا کہا ہے۔

حضرت عثمان نے جواب میں کہا اس نے چھ ماہ میں پورا بچہ پیدا کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے:

﴿و حمله و فصاله ثلاثون شهراً﴾

حمل اور دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوتے ہیں۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

﴿والوالداتُ يرَضعن أولادهن حولين كاملين.﴾

(۱) الریاض النضرہ ج۲ ص۱۹۷۔

مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں۔

(جب دو سال دودھ پلانا ہے تو تیس ماہ سے) باقی چھ ماہ بچتے ہیں۔ عثمان بن عفان کہنے لگا خدا کی قسم اس عورت کی وجہ سے مجھے یہ معلوم ہوا اور اس سے پہلے میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا تھا۔ جب عورت مقدمہ سے فارغ ہوئی تو اپنے بچے سے کہنے لگی اے میرے بچے نہ گھبرا خدا کی قسم تیرے باپ کے علاوہ میرے جسم کو کسی نے نہیں دیکھا، راوی کہتا ہے کہ جب وہ بچہ کچھ بڑا ہوا تو اس کے باپ نے بھی اعتراف کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے، کیونکہ وہ بالکل اسی کی شبیہ تھا۔(۱)

یہ بچہ کس کا ہے؟

حسن بن سعید اپنے والد سے روایت بیان کرتا ہے کہ یحنس اور صفیہ دونوں خمس نامی مقام پر زندگی بسر کر رہے تھے وہاں صفیہ نے کسی شخص کے ساتھ تعلقات بنا لئے اور اس کے ساتھ زنا کیا کچھ عرصے کے بعد اس کے یہاں بچہ پیدا ہوا زانی اور یحنس دونوں نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے۔ یہ جھگڑا عثمان بن عفان کے پاس لایا گیا تو اس نے ان دونوں کو حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں دونوں کے متعلق حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضاوت کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں پھر دونوں (زانی اور زانیہ) کو پچاس پچاس کوڑے لگائے۔(۲)

معاویہ کا اقرار

جب معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی خبر ملی تو اس سے ایک شخص نے حضرت علی

---

(۱) الدر المنثور، سیوطی ذیل تفسیر (ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا) سورہ الاحقاف۔

(۲) مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۰۴۔

ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق سوال کیا تو معاویہ نے جواب میں کہا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی موت کے ساتھ علم اور فقہ اس دنیا سے ختم ہو گیا ہے، اس کے بھائی عتبہ نے اس سے کہا کہیں تم سے یہ جملے اھل شام نہ سن لیں معاویہ نے کہا مجھ سے دور ہو جا۔ (۱)

☆ ایک شخص نے معاویہ سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا تو معاویہ نے کہا: حضرت علی علیہ السلام سے پوچھ لے کیونکہ وہ میری نسبت بہت زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ وہ کہنے لگا میں تم سے جواب سننا چاہتا ہوں۔

معاویہ کہنے لگا:

تیرے لئے ہلاکت ہے تو اس شخص کے سامنے سوال کرنے کو ناپسند کرتا ہے جیسے حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح علم سکھایا ہے جیسے کبوتر اپنے بچے کو غذا دیتا ہے، بڑے بڑے صحابہ کرام بھی ان کی علمی شخصیت کے معترف تھے اور جب بھی حضرت عمر کو کوئی مشکل ہوتی وہ اپنی مشکل انہی سے حل کرواتے تھے۔

ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور اس نے اس سے سوال کیا تو حضرت عمر نے کہا یہاں حضرت علی علیہ السلام ہیں ان سے پوچھ لو، تو وہ شخص خوشامد کرتے ہوئے کہنے لگا امیر المومنین میں چاہتا ہوں کہ آپ سے جواب سنوں حضرت عمر نے اسے جواب دیا کھڑا ہو جا اللہ تعالی کہیں تیرا نام اپنے دیوان سے نہ مٹا دے۔ (۲)

❀❀❀❀❀

---

(۱) الاستیعاب ابن عبد البر ج ۲ ص ۴۶۳۔

(۲) مناوی کی کتاب فیض القدیر ج ۳ ص ۴۶

وفات پیغمبرؐ کے بعد انحراف کے قطعی شواہد

وفات پیغمبرؐ کے بعد انحراف کے قطعی شواہد

نص کے مقابلے میں اجتہاد

نص سے مراد نص الٰہی یا نص نبوی ہے، اس کے مقابلے میں جب اجتہاد آ جائے تو قطعی طور پر اس اجتہاد کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور وہ نص کے مقابلے میں ساقط ہو جاتا ہے نص کے مقابلے اجتہاد صرف اپنی خواہشات کے لئے ہوتا ہے خواہ وہ کسی لباس میں ہی کیوں نہ ہو۔

اس سلسلے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصوص کثرت سے موجود ہیں کہ میرے بعد امام اور خلیفہ کون ہوگا یہ نصوص دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات تک موجود ہیں یہاں ہم اجمالی طور بعض کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

دعوت ذوالعشیرہ

جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ

داروں کو دعوت دی اور ان سے فرمایا:

إني قد جئتكم بخير الدنيا والآخرة وقد أمرني الله عزوجل أن أدعوكم إليه فأيُكم يؤمن بي ويؤازرني علىٰ هذا الأمر على أن يكون أخي و وصيي و خليفتي فيكم.

میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔ مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کی طرف دعوت دوں تم میں سے جو بھی مجھ پر ایمان لائے گا اور اس اہم معاملے میں میری مدد کرے گا وہی میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہوگا۔ پوری قوم خاموش اور ساکت رہی لیکن حضرت ابن ابی طالب علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا میں اس معاملے میں آپؐ کی مدد کروں گا۔

آپ نے دو مرتبہ اسی طرح کہا لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو بٹھا دیا تیسری مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن هذا أخي ،ووصيي وخليفتي فيكم فاسمعوا له و أطيعوا .

یہ تم لوگوں میں میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہے اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ (۱)

حدیث منزلت

اصحاب سیرت وحدیث نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ تبوک کی طرف جانے لگے تو لوگ بھی آپؐ کے ساتھ چل دیے۔

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل شیخ جعفر سبحانی ج ۴۴، تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۲، ۶۳، تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۴۰، ۴۱۔

چلوں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے گریہ کرنا شروع کیا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أماترضیٰ أن تکونَ مني بمنزلة هارون من موسیٰ اِلاّ أنه لا نبي بعدي اِنّه لا ینبغي أن أذهب اِلاّ و انتَ خلیفتي .

کیا آپؑ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں فقط یہی چاہتا ہوں کہ آپؑ میرے خلیفہ ہوں۔

اِلاّ أنه لا نبي بعدي .

(مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) یہاں جو استثناء پایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جتنے مناقب تھے نبوت کے علاوہ وہ سب حضرت علی علیہ السلام کی ذات اقدس میں موجود ہیں۔(۱)

حدیث غدیر

یہ حدیث متواتر احادیث میں سے ہے اسے صحابہ کرام، تابعین اور ہر شیعہ سنی نے نقل کیا ہے، ہم یہاں پر ابن حجر سے بیان شدہ روایت کو سپرد قرطاس کر رہے ہیں ابن حجر نے اعتراف کیا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر کے مقام پر شجرات کے نیچے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۶ ص ۴۵، صحیح بخاری ۵ باب فضائل اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب حضرت علی علیہ السلام ۲۴۰۔

أيها الناس إنه قد نبأ ني اللطيف الخبير أنه لم يعمّر نبي الانصفُ عمر الذي يليه من قبله وأنيَ لأظن أني يو شک أن أدعى فاجيب و اِنی مسؤول و أنكم مسؤولون فماذا أنتم قائلون؟قالو ا نَشهدُأنَک بلغت و جهدت و نصحت فجزاک الله خيراً: فقال أ ليس تشهدون أن لا اله الا اللّٰه و أنَّ محمداً عبده ورسوله وأن جنته حق وأنَّ ناره حق وان الموت حق وأن البعث حق بعدالموت ، وأنَّ الساعة آتية لا ريب فيها وأن اللّٰه يبعثُ مَن في القبور ؟قالوا بلىٰ نشهد بذلک قالٰ اللهم اشهد ثم قال((يا أيهاالناس اِن الله مولأي وأنا مولىٰ المؤمنين وأنا أولىٰ بهم من أنفسهم فمن كنت مولاه فهذا يعني عليا. مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه)).

اے لوگو! مجھے لطیف الخبیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نسبت آدھی عمر پاتا ہے لہٰذا میں بھی یہ گمان نہیں کرتا کہ مزید تم لوگوں کے درمیان رہوں، مجھے بارگاہ خداوندی میں بلایا گیا ہے قریب ہے کہ میں اس دعوت کو قبول کروں، وہ وقت آپہنچا ہے کہ میں اس دارفانی کو الوداع کہوں اگر میں پکاروں تو مجھے جواب دو۔ میں مسئول ہوں اور تم لوگ بھی اس کے مسئول ہیں اس بارے میں آپ کیا کہتے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے:

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے تبلیغ کی، جہاد کیا، نصیحت کی، اللہ کی ذات ہی آپ کو بہترین جزا دینے والی ہے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہؐ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔

بے شک اس کی جنت، جہنم، موت، موت کے بعد قبروں سے نکلنا یہ سب حق ہے اور بے شک قیامت اس کی ایسی نشانیوں میں سے ہے جس میں کسی کو کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں

ہے اور جو کچھ قبروں میں ہے اللہ ہی اس کو نکالنے والا ہے۔

وہ کہنے لگے۔ جی ہاں۔

ہم ان تمام چیزوں کی گواہی دیتے ہیں: آپؐ نے فرمایا اے پروردگار تو بھی اس پر گواہ رہ۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور میں ان کی جانوں پر ان کی نسبت اولیٰ ہوں۔ پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے پروردگار اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ (۱)

☆ اس میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جو شخص حدیث غدیر کے مضمون اور اس میں موجود حالیہ اور مقالیہ قرائن کو مدنظر رکھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس حدیث کا مقصد حضرت علی علیہ السلام کو امامت اور خلافت پر نصب کرنا ہے۔ اسی مطلب کو اس بابرکت محفل میں موجود مہاجرین وانصار نے بھی سمجھا ہے۔ جیسا کہ اس کو پہنچانے والے نے سمجھا ہے اور ایک مدت کے بعد امت میں بھی یہ بات ظاہر ہوئی ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک اس کی اتباع مشہور ادباء اور شعراء نے بھی کی ہے۔ یعنی شعراء وغیرہ نے بھی ابتداء ہی سے اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کا خلافت پر نصب کرنا سمجھا تھا۔ (۲)

اس موقع پر حسان بن ثابت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا مجھے اجازت ہے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں چند اشعار کہوں۔ چنانچہ انھوں نے یہ شعار کہے:

---

(۱) ابن حجر کی کتاب الصواعق المحرقہ ص ۴۳، ۴۴، اسی طرح مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۷۲۔

(۲) بحوث فی الملل والنحل ج ۶ ص ۵۰

يناديهم يوم الغدير نبيهُم
بخم وأسمع بالرسولِ مناديا
فقال فمن مولاكمُ ووليكم
فقالوا و لم يبدوا هناک التعاميا
الٰهک مولانا و أنت ولينا
و لم تلق منا في الولاية عاصيا
فقال له قم يا علي فاِنني
رضيتُک من بعدي اِماماً و هادياً
فمن كنتُ مولاهُ فهذا وليّه
فكونوا له أتباع صدق مواليا
هنا کَ دعا اللهم والِ وليّه
وكن للذي عا دیٰ عليا مُعاديا

ان کے نبیؑ غدیر کے دن خم کے مقام پر انہیں پکار رہے تھے اور پکارتے ہوئے نبیؐ کتنے اچھے معلوم ہو رہے تھے انہوں نے کہا کہ تمہارا مولا اور نبی کون ہے؟ وہ سب لوگ کہنے لگے اور ان میں سے کسی نے مخالفت اور دشمنی کا اظہار نہ کیا آپ کا معبود ہمارا مولا ہے اور آپؐ ہمارے نبیؐ ہیں اور آپؐ ولایت کے سلسلے میں ہم سے کسی کو نافرمان نہیں پائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اٹھوائے علی کیونکہ میں نے آپؑ کو اپنے بعد کے لئے امام اور ہادی منتخب کیا ہے۔ پس جس کا میں مولا ہوں اس

کا یہ ولی اور مولا ہے۔لہٰذا اس کے سچے پیروکار اور موالی بن جاؤ اور پھر دعا کی خدایا اس کے دوست کو تو دوست رکھ اور حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی کرنے والے کو دشمن رکھ۔(۱)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو تنہا (اسی مفہوم کے ساتھ) حسان بن ثابت نے ہی نہیں سمجھا تھا' بلکہ اس مطلب کو عمرو بن عاص نے بھی سمجھا تھا۔حالانکہ یہ ایسا شخص ہے جس کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی ڈھکی چھپی نہ تھی جب معاویہ کو اس مسئلہ میں شک ہوا تو حضرت علی علیہ السلام کی جلالت و بزرگی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وکم قد سمعنا من المصطفیٰ
وصایا مخصصۃ في علي

وفی یوم خمّ رقیٰ منبرا
وبلغ والصحب لم ترحل

فأمنحه اِمرۃالمؤمنین
من اللہ مستخلف المنحل

فی کفّہ کفّہ معلنا
ینادي بأمر العزیز العلي

قال فمن کنت مولیٰ له
عليٌ له الیوم نعم الولي

....

(۱) شیخ جعفر سبحانی کی کتاب الالہیات ج۲ص۵۸۶،۵۸۷۔

ہم نے اکثر حضرت محمدؐ سے حضرت علیؑ سے متعلق مخصوص وصیتیں سنیں ہیں، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم والے دن منبر پر گئے اور خطبہ دیا۔ کسی صحابی اور صحابیہ نے ان کے مطالب کے خلاف گفتگو نہ کی ان (علیؑ) کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے یہ اعلان کیا اور فرمایا جس جس کا میں مولا ہوں آج سے حضرت علی علیہ السلام اس کے بہترین ولی ہیں۔(۱)

اس طرح حدیث غدیر کے اس معنی کو سب بزرگوں نے واضح انداز میں تسلیم کیا شاعر ذائع صیت کمیت بن زید الاسدی کہتا ہے:

و یوم الدوح دوح غدیر خم

أبان له الخلافة لوأُطیعا

یوم روح' روح غدیر خم ہے۔ اگر وہ اطاعت کر لیتے تو ان کے لئے خلافت کا مسئلہ واضح ہو چکا ہوتا۔(۲)

غدیر خم میں موجود جلیل القدر صحابی حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کہتے ہیں:

و عليٌّ اِما مُنا و اِمامٌ

لسوانا أتی به التنزیل

یوم قال النبي من کنت مولاہ

فھذا مولاہ خطبٌ جلیل

....

(۱) ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ ج۱۰،ص۵۶،۵۷۔ (۲) الغدیر ج۲ص۱۸۱۔

قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ہمارے اور ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کے امام ہیں۔ اس دن جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلیل القدر خطبہ میں ارشاد فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا یہ مولا ہے(۱)۔

ہم نے اس حدیث کی مزید وضاحت اور اس کی سند و دلالت اور حجت پر بحث اس لئے نہیں کی کیونکہ احادیث اور سیرت کی کتب نے اس حدیث کو بیان کیا ہے لیکن ہم نے مسلمان بھائیوں کے سامنے اس کی اصل صورت اور حقیقت پیش کردی تاکہ صاحبان عقل کے سامنے حق و حقیقت واضح ہوجائے۔

٤. حدیث ثقلین

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِني اوشک أن اُدعیٰ فاجیب، واِني تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل وعترتي، کتاب اللہ حبل ممدود من السماء اِلی الارض وعترتي اَھل بُیتي.

واِنّ اللطیف الخبیر أخبرني أنھما لن یفترقا حتیٰ یردا عليّ الحوض فانظروا کیف تخلّفوني فیھما.

مجھے بارگاہ خداوندی میں بلایا گیا ہے اور قریب ہے کہ میں اس دعوت پر لبیک کہوں۔ وہ وقت آن پہنچا ہے کہ میں دار فانی کو الوداع کہوں۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں: اللہ کی

(۱) الالھیات ج۲ ص۶۰۰۔

کتاب اور اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری اہل بیت زمین و آسمان کے درمیان اللہ کی دراز رسی ہے۔

اور مجھے لطیف الخبیر نے خبر دی کہ یہ حوض کوثر پر میرے پاس آنے تک ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے اور دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرو۔ (۱)

۵۔ حدیث سفینہ

حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری کعبہ کے دروازہ کو پکڑ کر کہتے ہیں جو شخص مجھے جانتا ہے سو وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا تو وہ سن لے: میں ابوذر ہوں اور میں نے حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

ألا إنَّ مثل أهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح في قومه مَن ركبها نجا و من تخلف عنها غرق .

آگاہ ہو جاؤ تم لوگوں میں میرے اہل بیت (علیہ السلام) کی مثال حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم میں ان کی کشتی جیسی ہے جو اس پر سوار ہو جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا، وہ ڈوب کر ہلاک ہو جائے گا۔ (۲)

ائمہ معصومین (علیہم السلام) کی کشتی کی مثال حضرت نوح (علیہ السلام) کی کشتی سے دینے سے مراد یہ ہے کہ جس شخص نے دین اسلام کے احکام میں ان کی طرف رجوع کیا اور

---

(۱) مسند احمد ج ۳ ص ۱۷ تا ۲۶ مسند احمد نے اس حدیث کو ابی سعید خدری سے نقل کیا ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۵۱.

اس نے دین کے اصول، فروع اور آئمہ معصومین (علیہم السلام) سے تعلق جوڑا، وہ شخص عذاب جہنم سے نجات حاصل کر لے گا اور جس نے ان کے احکام کی مخالفت کی تو وہ ڈوب جائے گا۔ جیسے نوح کی قوم نے کہا تھا کہ جب طوفان آئے گا تو لوگ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ جائیں گے۔ اور خدا کے اس عذاب سے بچ جائیں گے لیکن یہ سب لوگ اس پانی میں غرق ہو گئے اور یہی ان کی تباہی کا مقام ہے۔ (۱)

۶۔ حدیث امان

حاکم، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

النجومَ أمانٌ لأهلِ الارضِ من الغرق و أهلِ بيتي أمان لأمتي من الاختلاف فا ذا خالفتها قبيلةمن العرب اختلفوا فصاروا حزب أبليس.

اندھیرے میں ستارے اہل زمین کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت امت کے اختلاف کے وقت ان کے لئے امان ہیں، اور جو قبیلہ عرب ان کی مخالفت کریگا، وہ حزب ابلیس سے ہوگا۔ (۲)

قارئین کرام! ہم نے یہ چند ایک قطعی نصوص اور روایات نقل کی ہیں جو کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان ہوئی ہیں اور جس طرح آپ نے دیکھا ان کو کتب اہلسنت نے بھی بیان کیا ہے۔ اب اس خاندان عصمت کے حق میں نازل شدہ چند آیات کا تذکرہ کرتے ہیں جنہیں حق تعالی نے ان کی شان میں نازل کیا:

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۱ ص ۳۳۔ (۲) المستدرک صحیحین ج ۳ ص ۱۴۹۔

۱. آیت ولایت

﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴾

اللہ، اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ ادا کرتے ہیں فقط وہی تمہارے ولی ہیں۔(۱)

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۲. آیت تطہیر

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾(۲)

اللہ صرف یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت تم کو ہر قسم کی گندگی سے دور رکھے اور ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

اس آیت کے متعلق مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امام علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

---

(۱) سورہ مائدہ: ۵۵۔ (۲) سورہ احزاب: ۳۳۔

۳۔آیت مباہلہ

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ.﴾(۱)

اس کے متعلق واضح علم آجانے کے بعد جو شخص تم سے جھگڑا کرے تو تم کہہ دو کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی خواتین کو بلاتے ہیں تم اپنی خواتین کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ پوری دنیا سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی مباہلہ کے لئے نہیں نکلا تھا مگر بیٹوں کی جگہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام تھے اور نساء کی نمائندگی حضرت جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے کی اور نفس رسول فقط حضرت علی علیہ السلام تھے آپ لوگ اس آیت میں غور وفکر وتامل کریں۔

۴۔آیت اکمال دین اور اتمام نعمت

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾(۲)

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور

---

(۱) سورہ آل عمران آیت ۶۱۔ (۲) سورہ مائدہ:۳۔

تمہارے اس دین اسلام کو پسند کیا۔

حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: الله أكبر على اكمال الدين و اتمام النعمه و رضا الربّ برسالتي و الولا يةَ لعلي من بعدي۔

اللہ اکبر آج دین کامل ہوگیا اور نعمتیں پوری ہوگئیں اللہ رب العزت میری رسالت اور میرے بھائی علیؑ کی ولایت پر راضی ہے۔

یہ سننے کے بعد لوگ جوق درجوق حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں جاکر تہنیت ومبارک باد عرض کرنے لگے صحابہ کرام میں سب سے پہلے مبارکباد دینے والے شیخین بھی تھے۔ یعنی حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اور ان کا مبارک باد دینے کا انداز یہ تھا:

بخٍ بخٍ لکَ یا بنِ أبي طالب أصبحت مولاي و مولیٰ کل مؤمن و مؤمنة .

مبارک ہو مبارک ہو اے ابو طالبؑ کے فرزند آپؑ ہی میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہیں۔ (۱)

۵۔ آیت مودت

﴿ قُلْ لاأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى. ﴾(۲)

اے رسول کہہ دیجے کہ میں تم لوگوں سے محبت اہل بیت کے علاوہ کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا۔

---

(۱) الالھیات ج۲ص ۵۸۶۔ (۲) سورہ شوریٰ آیت ۲۳۔

زمخشری اپنی کتاب کشاف میں کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کے وہ قریبی رشتہ دار کون ہیں جن کی محبت ومودت کو ہم پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا:

وہ علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے ہیں۔

﴿قُلْ لاأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى.﴾

اے رسول کہہ دیں تم سے اہلبیت کی محبت کے علاوہ کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا

زمخشری نے اپنی کتاب کشاف میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کیا ہے ان کے علاوہ بھی قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث حضرت علی علیہ السلام کی شان میں موجود ہیں مثلاً. أقضاكم علي

تم میں سب سے بڑے قاضی حضرت علیؑ ہیں۔

أنا مدينة العلم وعلى بابُها.

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

على أعلم أُمتي بالسُّنّه .

علیؑ میری امت میں سنت کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

علي مع الحقِ والحقُ مع علي .

علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

علي وليكم بعدى.

میرے بعد فقط علیؑ ہی تمہارا ولی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جب آپ لوگ ان قطعی نصوص کو جان چکے ہیں تو پھر حق کو چھوڑ کر گمراہی کی راہ اختیار کرنا اور حق کے مقابلے میں خواہشات نفس کی پیروی کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔ آپ کو خلیفہ اول کے ان کلمات کے متعلق خوب غور فکر کرنا چاہیے جسے وہ اپنی بیعت کے دوسرے دن اس طرح بیان کر رہے ہیں اور عذر خواہی کے بعد کہتے ہیں: میری بیعت ایک قلادہ ہے۔ اللہ اس کے شر اور فتنہ سے بچائے۔ (۱)

وہ ایک اور مقام پر کہتے ہیں: اے لوگو! میں تم پر بادشاہ بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں (بہر حال) اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر غلط کام کروں تو مجھے راہ راست پر لانا کیونکہ مجھ پر ہر وقت ایک شیطان سوار رہتا ہے جو مجھے راہ راست سے دور رکھتا ہے۔ (۲)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے تو اپنی شرعی ذمہ داری کا پاس اور لحاظ کیا اور انہوں نے اپنے بعد حضرت عمر کو خلیفہ نامزد کر دیا۔ اسی طرح حضرت عمر نے بھی اپنی شرعی ذمہ داری کا خیال رکھا کہ اسے بھی خلیفہ بنانا چاہیے اور اس نے ایک شوری تشکیل دی۔ یہاں تک کہ معاویہ کی بھی یہی رائے تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو خلیفہ کے بغیر نہ چھوڑا جائے اور اس نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ نامزد کر دیا۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۴۷۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۲۰۔

تو کیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خلیفہ بنانے کا کوئی خیال نہ تھا؟ کہ وہ بھی اپنی امت کے لئے اس قسم کا اہتمام کرتے؟

کیا ان کی اتنی بھی ذمہ داری نہ تھی کہ وہ اپنے بعد اپنا خلیفہ نامزد فرماتے؟ یا اللہ تعالی کو بھی اس امت مرحومہ کے متعلق معاویہ یا معاویہ سے پہلے لوگوں برابر بھی خیال نہ تھا؟!!!

۲۔حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر ہجوم

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر ہجوم کرنا اسکی حرمت کا خیال نہ رکھنا، دروازے پر لکڑیاں جمع کرنا اور گھر کو جلانے کی دھمکیاں دینا کیا ہے؟ جبکہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گھر انبیاء علیہم السلام کے گھروں سے بھی افضل تھا۔ سیوطی درمنثور میں سورہ نور کے ذیل میں اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ (۱)

یہ ایسے گھروں میں سے ہے جس کے بارے میں خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اس کا نام ان میں لیا جائے۔

ابن مردویہ اور بریدہ نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نمودار ہوا اور اس نے دریافت کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سے گھر ہیں۔

(۱) سورہ نور: آیت ۳۶.

حضرت نے فرمایا:

وہ انبیاء علیہم السلام کے گھر ہیں۔

حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گھر جس میں حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہا السلام رہتے ہیں کیا یہ بھی انہیں گھروں میں سے ہے؟ حضرت نے جواب میں فرمایا: جی ہاں، بلکہ یہ تو انبیاء کے گھروں سے بھی افضل ہے۔(۱)

یہ وہ گھر تھا جہاں روح الامین تشریف لاتے تھے اور ملائکہ کی آمد و رفت ہوتی تھی اور اس گھر کو اللہ تعالی نے رجس سے اسطرح پاک رکھا جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے یہ وہ گھر جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوتے تھے۔ جب اس گھر کی بے حرمتی کی گئی اور یہ بھی نہ دیکھا گیا کہ اس گھر میں کون لوگ موجود ہیں؟ اور یہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی وجہ سے کس قدر غمگین ہیں؟

اس گھر کے اردگرد لکڑیاں جمع کی گئیں اور اس کو جلا دینے کی دھمکیاں دیں گئیں اور اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ زیادتی کی گئی وہ اہلبیت جن کی مودت کے واجب ہونے کا اعلان آیت مودت کرتی ہے اور آیت تطہیر جن کی طہارت اور پاکیزگی کا قصیدہ پڑھتی ہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ خلافت پر قبضہ جمانے والوں نے چند مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا لیکن آپ نے ان کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔

---

(۱) سیوطی در منثور میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے۔

ابن قتیبہ مزید کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمر کھڑے ہوئے ان کے ساتھ ایک گروہ تھا وہ لوگ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے دروازے پر آئے انہوں نے دق الباب کیا جب جناب سیدہ سلام اللہ علیھا نے ان کی بلند آوازیں سنیں۔

تب بی بی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا بلند آواز سے پکار کر کہتیں ہیں۔ اے میرے بابا، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بعد ابن خطاب اور ابن ابی قحافہ میرے دروازے پر کس طرح حملہ آور ہو رہے ہیں۔

جب لوگوں نے جناب سیدہ کے رونے کی آواز سنی تو ان میں سے بعض روتے ہوئے دروازے سے ہٹ گئے، قریب تھا کہ ان کا دل اس دردناک آواز کو سن کر پھٹ جائے لیکن عمر اور ایک گروہ وہاں موجود رہا انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو گھر سے نکالا اور ابوبکر کے پاس لے آئے اور ان سے کہنے لگے کہ ابوبکر کی بیعت کرو۔

حضرت نے فرمایا اگر میں اس کی بیعت نہ کروں تو پھر؟

وہ کہنے لگے: خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم آپؑ کی گردن اتار لیں گے۔(۱)

ایک اور روایت میں ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے ان لوگوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جنہوں نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کیا تھا اور یہ لوگ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو ان کی طرف بھیجا حضرت عمر گئے اور اس نے ان سے بیعت کرنے کا مطالبہ کیا وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے گھر موجود

---

(۱) ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۲۰۔

تھے انہوں نے گھر سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر نے لکڑیاں لانے کے لئے کہا اور کہنے لگا:

والذي نفس عمر بيده لتخرُجن أو لأحرقنها علىٰ مَن فيها فقيل له يا أبا حفص اِنّ فيها فاطمه فقال وان .

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے اگر یہ لوگ باہر نہ نکلے تو میں اس گھر کو گھر والوں سمیت جلا کر راکھ کر دوں گا۔

کسی نے اس سے کہا: اے ابو حفص جانتے ہو کہ اس گھر میں تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیھا موجود ہیں، وہ کہنے لگا تو ہوتی رہیں۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیھا فرماتی ہیں تم میں سے جو بھی بری نیت لے کر میرے دروازے پر آیا ہے میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔(۱)

حق کی جستجو کرنے والے قاری محترم آپ نے ملاحظہ کیا کہ کس کس طرح لوگوں نے رفتار گفتار اور عمل کے میدان میں حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور ان کی رفتار گفتار سے انحراف کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل پاک کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کو کہا اور ان لوگوں نے ان کے ساتھ کیا کیا؟

فدک کا غصب کرنا

فدک جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا کا حق تھا۔ لیکن ان لوگوں نے بی بی کے اس حق کو غصب کر لیا۔ بی بی نے یہ دعوی کیا تھا کہ یہ میری میراث ہے۔ لیکن اس دعوی کو انہوں نے رد

(۱) الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ج ۱ ص ۱۹۔

کر دیا اور جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور جناب ام ایمن کی گواہیوں کو جھٹلا دیا۔

علامہ امام شرف الدین کہتے ہیں کہ فدک کے متعلق حاکم کا اتنا علم ہی کافی تھا کہ یہ مدعی (فاطمہ) تقدیس کی معراج پر فائز ہے اور تقدس میں وہ جناب مریمؑ بنت بن عمرانؑ کی ہم پلہ ہے بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ جناب زہراؑ، جناب مریمؑ جناب خدیجہؑ جناب آسیہؑ اہل جنت کی عورتوں سے افضل ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی واجب نمازوں میں اپنے بندوں پر شہادتین پڑھنا واجب قرار دیا ہے اسی طرح ان پر درود سلام بھیجنا بھی واجب قرار دیا ہے اور یہ بی بیؑ ان ہستیوں میں سے ہے جن پر نماز میں درود بھیجنا واجب قرار دیا گیا ہے۔(۱)

شیخ ابن عربی کہتے ہیں جیسا کہ ابن حجر کی کتاب صواعق المحرقہ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

رایتُ ولائي آل طه فريضةُ

علىٰ رغم أهل البعد يُورثني القُربىٰ

فما طلب الرحمن أجراً علىٰ الهدىٰ

بتبليغهِ اِلاّ المودةَ في القربىٰ

میں سمجھتا ہوں کہ آل طہٰ کی ولایت واجب ہے۔ قرابت دار ہی وراثت کے حق دار ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے ان کے اس حق کو نظر انداز کیا ہے۔ خداوند عالم نے صرف محبت اہلبیت ہی کو اجر رسالت و تبلیغ ہدایت کے عوض قرار دیا ہے۔

---

(۱) امام شرف الدین موسوی کی کتاب النص والاجتہاد ص ۶۸ تا ۱۷۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حضرت ابو بکر سے کہتے ہیں:

اے ابو بکر کیا تم نے اللہ کی کتاب کو پڑھا ہے۔

وہ کہنے لگے۔جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ تعالی کا یہ فرمان کس کی شان میں نازل ہوا ہے:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾۔(۱)

اے اہلبیت اللہ فقط یہ چاہتا ہے کہ آپ اہلبیتؑ سے ہر قسم کی گندگی اور رجس کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے یا ہمارے علاوہ کسی اور کی شان میں نازل ہوئی ہے؟

وہ کہنے لگا کہ یقیناً آپؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ اگر چند لوگ گواہی دیں کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فلاں غلط کام کیا ہے تو تم کیا کرو گے؟

وہ کہنے لگے میں ان پر اس طرح حد جاری کروں گا جس طرح میں تمام مسلمان عورتوں پر حد جاری کرتا ہوں۔حضرت نے فرمایا تو پھر اس وقت تو اللہ کے نزدیک کافروں کے ساتھ محسوب ہوگا۔

---

(۱) سورہ احزاب:۳۳۔

وہ کہنے لگا کیوں؟

حضرت نے فرمایا چونکہ اللہ نے اس کی طہارت کی گواہی دی ہے اور تو نے اس کی گواہی کو جھٹلا دیا ہے اور اس کے عوض لوگوں کی گواہی کو قبول کیا ہے تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو جھٹلا دیا ہے اور ایک اعرابی کی گواہی کو قبول کیا ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے فدک جناب سیدہ کو عطا فرمایا ہے اور تم نے جناب سیدہ سے اس کو چھین لیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

البيّنة علیٰ المدعي واليمين علیٰ المدّعٰی علیه .

گواہ اور بینہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور مدعی علیہ پر قسم ہے۔ (۱)

☆ استاد محمود ابوریہ مصری المعاصر کہتے ہیں کہ اس مقام پر ضروری ہے کہ ہم اس بات کی وضاحت کریں کہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے ساتھ آپؑ کے والد محترم کی میراث کے حوالے سے حضرت ابوبکر نے جو رویہ اختیار کیا ہے ہمیں کھل کر اس کی وضاحت کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں کہ اولاً تو ہم اس حدیث کو مانتے نہیں جو انہوں نے گھڑی ہے۔ اور ثانیاً اگر ہم اس کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ خبر واحد ظنی ہے اور خبر واحد ظنی، کتاب قطعی (قرآن) کے لئے کس طرح مخصص بن سکتی ہے؟

ثالثاً اگر یہ سچ ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ہم وراثت نہیں چھوڑا کرتے (جبکہ اس خبر کے عموم کی تخصیص بھی نہیں ہے) تو اس وقت حضرت ابوبکر کے لئے بہترین موقع تھا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے والد محترم حضرت رسول اکرمؐ

---

(۱) طبرسی کی کتاب الاحتجاج ص ۹۰، ۹۲۔

کی چھوڑی ہوئی تمام میراث پر قبضہ جمالیتے۔

فقط خاص طور پر فدک پر ہی قبضہ کیوں کیا اور اس کو مخصص بنا کر اس حدیث کی تخصیص کیوں کی ہے؟ جبکہ فدک جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا وہ حق تھا جس میں کسی کو کسی قسم کا اشکال نہیں ہے۔

اس کی تخصیص تو فقط زبیر بن عوام اور محمد بن مسلمہ وغیرہ نے کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متروکات میں سے فدک ہی وہ ہے جس سے ابوبکر نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو روک دیا تھا، اگر فدک واقعا کسی کی میراث نہیں بن سکتا تھا تو خلیفہ عثمان کبھی بھی مروان کو اس کے کچھ حصے کا مالک نہ بناتا۔(۱)

ابن ابی حدید نے بعض بزرگوں سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ان دونوں خلفاء نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے ساتھ ان کی وفات کے بعد جو رویہ اپنایا، ہمیں اس پر سخت تعجب ہوتا ہے!!

آخر میں کہتے ہیں:

وقد كان الأجلّ أن يمنعهما التكرُّم عما ارتكباه من بنت رسول الله فضلاً عن الدين.

اور اس سے بڑھ کر کہ انہوں نے بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام تک نہ کیا چہ جائیکہ وہ دینی حق ادا کرتے۔

---

(۱) مجلہ رسالہ مصریہ نمبر ۵۱۸، السنہ: ۱۱ص ۴۵۷۔

اس کے ذیل میں ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بات کا کوئی شخص بھی جواب نہیں دے سکتا ہے۔(۱)

صاحب فدک فی التاریخ میں ایک مطلب کو بیان کرتے ہیں کہ اگر خلیفہ کا موقف درست تھا اور یہ بھی مان لیتے ہیں کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا تھا ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑا کرتے اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے تو پھر حضرت عمر نے خلیفہ کے فرمان کو کیوں مہمل قرار دیا اور پس پشت ڈال کر فدک کو جناب عباس اور جناب علیؑ کے سپرد کر دیا؟

فدک کو ان دونوں کے سپرد کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ فدک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تھی اور یہ کام انھوں نے اپنی خلافت کے دوران انجام دیا تھا۔(۲)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے اللہ تعالی اور اس کی شریعت نے اہل بیت علیہم السلام سے متعلق مودت کا حکم دیا تھا اور وہ ان سے کس طرح روگردان ہو گئے۔

حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا:

المرء يحفظ في ولده.

کسی شخص کی عزت واکرام اس کی اولاد کی عزت وحفاظت کے ساتھ ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ثقلین میں ارشاد فرمایا ہے

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۴ ص۱۰۶۔

(۲) شہید سید محمد باقر الصدر کی فدک فی التاریخ ص۴۷۔

(جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے)

فانظروا کیف تخلفونی فیھما.

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان دونوں گراں قدر چیزوں میں کس طرح میری مخالفت کر رہے ہو۔

٤.نظریاتی اور عتقادی بنیاد کو کھوکھلا کرنا

یہ لوگ نظریاتی اور عتقادی بنیادوں کو مہمل قرار دے کر فقط فتوحات کی طرف متوجہ ہو گئے اور محرمات خدا میں ظلم و تعدی کرنے لگے جیسا کہ جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک بن نویرہ اور ان جیسے دوسرے افراد کو قتل کرنا ان کے ظلم کا واضح ثبوت ہے۔

اس جلیل القدر صحابی کو خالد بن ولید نے بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا جب کہ وہ جانتا تھا کہ وہ مسلمان ہیں نمازیں پڑھتے ہیں شہادتین پر ایمان رکھتے ہیں۔

یعقوبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ مالک بن نویرہ کو خالد بن ولید کے پاس لایا گیا اس کے پیچھے پیچھے اس کی بیوی بھی آ گئی جب خالد نے اسے دیکھا تو اس پر فریفتہ ہو گیا۔

خالد کہنے لگا خدا کی قسم میں تجھے قتل کر دوں گا اور تلوار کے ذریعہ اس نے مالک بن نویرہ کی گردن اڑا دی اور اس کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی۔ بلکہ اس سے زنا کیا۔

ابو قتادہ نے حضرت ابو بکر کو اس کی اطلاع دی اس نے فقط اس کی قیدی بیوی کو خالد کے چنگل سے آزاد کروا دیا، جبکہ مالک بن نویرہ مسلمان تھا اور اسلام کی حالت میں قتل ہوا تھا، اس کے متعلق حضرت ابو بکر نے خالد کو کچھ بھی نہ کہا۔(۱)

---

(۱) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۱، ۱۳۲۔

خمس میں ذوی القربی کا حصہ ختم کرنا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خمس سے قریبی رشتہ داروں کا حصہ ختم کردیا گیا جبکہ قرآن مجید میں خمس میں ذوی القربی کے حصے کے متعلق نص موجود ہے۔

ارشاد رب العزت ہوتا ہے:

﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾ (۱)

اور یہ جان لو جب کسی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے (اور رسول کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کا حق ہے اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن نازل کی تھی جس دن دو گروہ آمنے سامنے آگئے اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

چنانچہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خمس میں سے ایک حصہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا اور ایک علیحدہ حصہ آپؐ کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ مخصوص تھا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی حتی کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی بارگاہ میں بلالیا۔

(۱) سورہ انفال: ۴۱

لیکن آپ کی وفات کے بعد خلافت پر مسلط ہونے والے اصحاب رسول نے خمس میں سے بنی ھاشم کا حصہ ختم کردیا اور انہیں دوسرے لوگوں کے برابر سمجھنے لگے اور انہیں دوسری یتیم عورتوں، مسکینوں اور مسافروں کی صفوں میں شامل کردیا۔(۱)

یہ آیت مبارکہ منسوخ بھی نہیں ہوئی ہے اور جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ۔

حلال محمد حلال الی یوم القیامۃ وحرامہ حرام الی یوم القیامۃ.

حلال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لئے حلال اور حرام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ جب اس طرح ہے تو پھر خمس میں سے ذوی القربی کا حصہ کیوں ساقط کیا گیا!!!؟

۶۔متعہ الحج کا ختم کرنا

ارشاد رب العزت ہے:

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.﴾ (۲)

جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے تو اسے جو قربانی میسر آئے وہ کرنا ہوگی اور جس کے لئے قربانی کرنا ناممکن ہو تو اسے تین روزے حج کے زمانہ میں اور سات روزے

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل جعفر سبحانی ج۶ ص۹۲،۹۳۔

(۲) سورہ بقرہ:۱۹۶

جب وہ حج سے واپس آئے (رکھنے ہوں گے) اس طرح یہ دس دن پورے ہو جائیں گے یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو مسجد الحرام (مکہ) کے باشندہ نہ ہوں۔

عمرہ تمتع کی حج کے ساتھ صفت بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں کسی ایک میقات سے احرام باندھنا ہوتا ہے پھر مکہ میں خانہ کعبہ کے طواف کے لئے داخل ہونا ہوتا ہے' اور نماز ادا کرنی پڑتی ہے' اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی ہوتی ہے اور پھر بال کٹواتے ہیں اس وقت احرام باندھنے کی وجہ سے جو کچھ حرام تھا وہ سب حلال ہو جائے گا۔ پھر اسی حالت پر باقی رہے اور اسی سال حج کے لئے ایک اور احرام باندھ کر عرفات کی طرف نکل جائے وہاں سے مشعر الحرام میں اعمال کے اختتام تک ٹھہرے۔ یہی عمرہ تمتع الی الحج ہے۔

اللہ تعالی نے جو ارشاد فرمایا ہے: فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحج.

اس سے مراد یہ ہے کہ جو اس میں متعہ اور لذت پائی جاتی ہے احرام کے محرمات وغیرہ (دونوں احراموں کی مدت کے درمیان) مباح ہو گئے ہیں۔ اب محرم اور غیر محرم میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اپنی بیویوں کو لمس بھی کر سکتا ہے۔ یہی قرآن کی شریعت ہے لیکن حکومت پر مسلط اور قابض بعض اصحاب نے اس کی مخالفت کی۔ احمد بن حنبل ابو موسی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ابو موسی نے متعہ کا فتوی دیا ایک شخص کہنے لگا تیرے بعض فتوے عجیب ہیں کیا تم نہیں جانتے امیر نے اس کے متعلق کیا کچھ نہیں کہا ہے۔ ابو موسی کہتا ہے کہ میں حضرت عمر کے پاس گیا اور اس سے پوچھا تو حضرت عمر کہنے لگے جیسا کہ تو جانتا ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب نے متعہ کیا لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (۱)

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۶ ص ۹۰، ۹۲ صحیح مسلم ج ا ص ۴۷۲ مسند احمد ج ا ص ۵۰ وغیرہ۔

☆ ابی نضرہ حضرت جابر رضی اللہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جابر نے کہا ابن زبیر تو متعہ سے روکتا ہے لیکن ابن عباس متعہ کرنے کے لئے کہتے ہیں، راوی کہتا ہے کہ ہمارے سامنے یہ سیرت موجود ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں متعہ کرتے تھے۔

جب عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں انہوں نے کہا بے شک رسول اللہ ہی رسول ہیں اور قرآن یہی قرآن ہے ان دونوں نے متعہ کی اجازت دی تھی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اسی پر عمل بھی ہوتا رہا لیکن میں تمہیں ان دونوں سے منع کر رہا ہوں اور جو شخص متعہ کرے گا، میں اسے سزا دوں گا۔

ان دونوں میں ایک متعہ النساء ہے۔ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ لایا جائے جس نے معینہ مدت کے لئے کسی عورت سے نکاح کیا ہو میں اسے پتھروں میں چھپا دوں گا (یعنی سنگسار کردوں گا) اور دوسرا متعہ الحج ہے۔(۱)

بالفاظ دیگر خلیفہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے (کہ اس نے اسے جائز قرار دیا ہے) اور میرا یہ حکم ہے (کہ میں اسے ناجائز قرار دیتا ہوں)۔ اس سے بڑھ کر (اللہ کے فرمان کی مخالفت کرنے میں) اور بڑا اعتراف کونسا ہوگا اور اس سے بڑی اور کیا جسارت ہوگی!!!۔

۷۔ مولفہ قلوب کا حصہ ختم کرنا

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا

---

(۱) سنن بیہقی ج ۷ ص ۲۰۶، الغدیر ج ۶ ص ۲۱۰۔

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (۱)

صدقات تو فقط محتاجوں، مسکینوں اور صدقات وصول کرنے والوں اور ان لوگوں کا حق ہے جن کی قلبی تالیف منظور ہو نیز غلام آزاد کرنے اور قرض داروں کا قرض ادا کرنے کے لئے اور راہ خدا میں (مجاہدین کی تیاری) اور مسافروں کی امداد میں صرف کیا جائے اور یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور اللہ صاحب علم وحکمت ہے۔

آیت واضح طور پر یہ بتاتی ہے کہ صدقات مندرجہ بالا اصناف میں سے ہر اک صنف کا حصہ ہے۔ اور سیرت مستمرہ بھی یہی رہی ہے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنے تو مؤلفۃ القلوب اس کے پاس آئے تا کہ اس سے اپنا حصہ وصول کریں۔ جس طرح یہ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مؤلفۃ القلوب کے عنوان سے وصول کرنے کی عادت بنا چکے تھے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں ان کا حصہ لکھ دیا وہ لوگ یہ خط حضرت عمر کے پاس لیکر گئے تا کہ اس سے اپنا حصہ وصول کریں۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کے خط کو پھاڑ دیا اور ان لوگوں سے کہا:

ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ نے ہی اسلام کو عزت دی ہے اور وہ تم لوگوں

---

(۱) سورہ توبہ آیت ۶۰.

سے بے نیاز ہے اگر تم اسلام لے آؤ تو ٹھیک ہے وگرنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

وہ لوگ حضرت عمر کی اس جسارت کو دیکھ کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور سارا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا:

کیا آپ خلیفہ ہیں یا وہ خلیفہ ہے۔

حضرت ابوبکر کہتے ہیں انشاء اللہ وہی خلیفہ ہیں جو کچھ حضرت عمر نے فیصلہ کیا تھا اسی کے مطابق عمل کیا اور انہیں کچھ بھی نہ دیا۔(۱)

اس آیت کریمہ پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی لہذا خلیفہ کے لئے یہ کس طرح جائز ہے کہ وہ کتاب وسنت کی مخالفت کرے اور قرآن وسنت کے مقابلہ میں صرف اپنی رائے پر عمل کرے!!!

جب جناب سیدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیھا نے اپنے والد محترم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر کہنے لگے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑا کرتے اور جو چیز ہم چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں خدا کی قسم میں ہر اس کام کو ضرور انجام دوں گا جسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انجام دیتے ہوئے دیکھا ہے۔انشاء اللہ تعالی۔(۲)

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۶ ص ۹۳،۹۴ منقول از الجوھرہ النیر وفی الفقہ الحنفی ج ۱ ص ۱۶۴۔

(۲) امامت وسیاست ج ۱ ص ۲۱۔

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤلفۃ القلوب کو ان کا حصہ دیتے تھے تو حضرت ابوبکر نے ان کا حصہ کیوں ختم کیا!!؟

۸۔اذان واقامت سے حی علی خیر العمل کا نکالنا

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں، حی علی خیر العمل اذان واقامت کا جز تھا۔لیکن انہوں نے اللہ تعالی کے اس حکم کو اذان واقامت سے نکال دیا۔

امام مالک اپنی کتاب موطا ابن مالک میں بیان کرتے ہیں کہ مؤذن حضرت عمر ابن خطاب کے پاس آیا تا کہ اسے نماز صبح کی اطلاع دے لیکن اس نے حضرت عمر کو سویا ہوا پایا تو اس نے یہ جملہ کہا:

الصلوۃُ خیرٌ من النوم .

نماز نیند سے بہتر ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر نے اس کو حکم دیا کہ صبح کی اذان میں اس جملے کا اضافہ کردیا جائے۔(۱)

زرقانی موطا ابن مالک کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت عمر کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے مؤذن سے کہا نماز فجر کی اذان میں جب تم (حی علی الفلاح) پر پہنچو تو تم (الصلوۃُ خیرٌ من النوم .) کا اضافہ کردینا۔(۲)

---

(۱) بحوث فی الملل والنحل ج ۶ ص ۸۷۔

(۲) موطا مع شرح الزرقانی ج ۱، ص ۱۵۰، طبع مصر باب ماجاء فی النداء فی الصلوۃ، حدیث نمبر ۸۔

۹۔بیت المال کی تقسیم میں سیرت نبیؐ سے انحراف

حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سیرت تھی کہ عطیات کو فوراً تقسیم کر دیتے تھے اور تمام مسلمانوں کے درمیان مال غنیمت برابر برابر تقسیم فرماتے تھے۔

خواہ کوئی عرب ہو یا غیر عرب مہاجر ہو یا انصار سب کو برابر کا حصہ ملتا تھا۔لیکن (آپ کی وفات کے بعد) اموال کی تقسیم میں کافی فرق کر دیا گیا۔

خصوصاً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کے دور میں تو اس تقسیم میں بہت زیادہ فرق ہونے لگا، مثلاً کسی کو ۳ ہزار کسی کو ۴ ہزار کسی کو ۵ ہزار یہاں تک کہ کسی کو ۱۲ ہزار تک دیا جانے لگا جب کہ عوام الناس اور فقراء کو ۲ ہزار (۲۰۰۰) ملتا تھا۔

خلیفہ ثالث کے دور میں تو کوئی حساب کتاب ہی نہ تھا اس کا جتنا جی چاہتا اتنا مال دے دیتا۔اس نے اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو عوام الناس پر مسلط کر دیا، گورنری اور دیگر حکومتی عہدوں کو فقط اپنے خاندان میں ہی منحصر کر دیا تھا۔(۱)

حضرت عثمان نے اپنے چچا حکم بن ابی عاص کو صدقات میں سے کثیر رقم قرابت داری کی وجہ سے عنایت کی حالانکہ حضرت رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے مدینہ سے نکال دیا تھا (اسی وجہ سے اسے طرید النبی (نبی کا نکالا ہوا) کہا جاتا ہے)۔(۲)

بلاذری اپنی کتاب انساب میں روایت بیان کرتے ہیں کہ اسے دیئے جانے والے صدقات کی مالیت تین لاکھ درہم تھی جب یہ واپس آگیا تو عثمان نے صدقات کی یہ رقم

(۱) سیرت ائمہ اثنیٰ عشرج ۱ص ۳۱۳۔

(۲) تاریخ یعقوبی ج ۲ص ۱۴۱۔

اپنے چچا حکم کو ہدیہ کر دیا۔(۱)

حضرت عثمان نے اپنے چچازاد اور اپنی بیٹی ام ابان کے شوہر مروان بن حکم بن ابی عاص کو افریقہ سے حاصل ہونے والے غنائم کا خمس دے دیا جبکہ ان کی مالیت پانچ لاکھ دینار تھی۔

اس وقت عبدالرحمٰن بن حنبل الجمحی الکندی شاعر نے خلیفہ کو مخاطب کر کے یہ اشعار کہے:

دعوتَ اللعینَ (۲) فأدنیتهُ

خلافا لسنۃمن قد مضیٰ

وأعطیتَ مروانَ خُمس العَبا

دظلما لهم وحمیتَ الحمیٰ

تو نے اپنے لعین چچا کو بلا کر مال و دولت سے نوازا جبکہ اس کو بلانا تم سے پہلے والے لوگوں کی سنت اور سیرت کے خلاف تھا اور تو نے رشتہ داری کی وجہ سے اسے خمس دے کر دوسرے لوگوں پر ظلم کیا۔ (۳)

☆ غنائم کی تقسیم کے حوالہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور سیرت یہ تھی کہ اللہ کے لئے پانچواں حصہ اور باقی چار حصے لشکر والوں کے لئے ہوتے اور اس سلسلہ میں کسی کو کسی دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں تھی۔

---

(۱) انساب الاشراف بلاذری ج ۵ ص ۲۸۔

(۲) لعین سے مراد حکم ابن ابی العاص ہے جس پر حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی اور اسے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ (۳) ابن قتیبہ کی کتاب المعارف ص ۸۴۔

اپنی طرف سے کسی کے حصے میں اضافہ نہیں کیا کرتے تھے اور اگر کوئی زیادہ کا مطالبہ کرتا تو اس سے کہتے تھے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مال غنیمت لایا جاتا آپ اسے اسی دن تقسیم فرما دیتے اور اہل جنگ کو دو حصے اور باقی عربوں میں ایک حصہ بانٹا جاتا۔ (۱)

☆ مندرجہ بالا مطلب کی روشنی میں صحابہ کرام خلیفہ ثانی سے راضی نہ تھے کیونکہ مال کی تقسیم کے حوالہ سے یہ بعض لوگوں کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے جس کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت ہوتی اسے معتبر قرار دیتے جیسا کہ وہ حضرت نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیگمات اور امہات مومنین کو دوسری عورتوں پر ترجیح دیتے تھے اسی طرح بدری کو غیر بدری پر مہاجرین کو انصار پر اور مجاہدین کو گھر بیٹھنے والے پر وہ ترجیح دیتے تھے۔ (۲)

☆ غلط تقسیم اور مالی تفاوت کی وجہ سے طبعی تفاوت بھی پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے اسلام کے خلاف چلنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور خلیفہ ثالث کے زمانہ میں تو یہ لوگ خاص طور پر زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے اس وقت غالب اور مغلوب طبقات پیدا ہو گئے۔ جب ساری حکومت بنی امیہ کے ہاتھوں میں چلی گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بوستان فقط قریش کے لئے ہے اور ان کے علاوہ کسی کو اس میں داخل ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ انحراف قرآن کی روشنی میں شجر ملعونہ کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد لوگ غلام بن گئے اور قرآن مجید میں موجود شجرہ ملعونہ کا ثمرہ یزید بن معاویہ اور اس جیسے دوسرے لوگ تھے۔

اگر حضرت علی علیہ السلام کو حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت

---

(۱) سنن البیہقی ج ۶ ص ۳۴۴، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۵، مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۔

(۲) ابن جوزی کی تاریخ عمر ابن الخطاب ص ۷۹، ۸۳ اور بلاذری کی فتوح البلدان ص ۴۵۳۔

آیات کے بعد خلافت مل جاتی اور تا حیات آپ کے پاس رہتی اور آپ کی شہادت کے بعد یہ خلافت، امین، طاہر اور نیک لوگوں اور اپنے سچے وارثوں کی طرف منتقل ہوتی رہتی اور اس کے وارث صحیح معنیٰ میں ائمہ ھدیٰ علیھم السلام قرار پاتے تو دنیا کے سامنے اسلام درست تابناک اور روشن چہرے کے ساتھ ظاہر ہوتا۔

جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بہت کم مدت کے لئے تھی اور آپ کو خلافت اس زمانہ میں ملی جس میں طبعی تفاوت اپنی انتہاء کو پہنچ چکے تھے کمزور لوگ مغلوب بنا لئے گئے تھے ہلاکت میں ڈالنے والی جنگوں کی وجہ سے ہر طرف وحشت ہی وحشت تھی۔

ان سپاہ سالاروں اور ان کی فتوحات پر ترقیاں اور انعامات دیئے جا رہے تھے جبکہ اسلام کے صحیح وارثوں اور حقیقی امین لوگوں کو پس پشت ڈال دیا گیا جبکہ ان کے علم وعدالت سے لوگوں کی مشکلات کو حل کیا جا سکتا تھا اور یہ ہستیاں لوگوں کو آزاد زندگی بسر کرنے کے وسائل فراہم کر سکتیں تھیں۔(۱)

۱۰۔حکم بن ابی العاص کو مدینہ واپس بلانا

خلیفہ ثالث کے چچا حکم بن ابی العاص کو مدینہ واپس بلایا گیا حالانکہ اس کو حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا اور اس پر لعنت کی تھی۔

عجیب بات ہے کہ خلیفہ ثانی نے اللہ تعالی اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعۃ الحج اور متعۃ النساء جیسے احکام پر لوگوں کو عمل کرنے سے منع کر دیا حالانکہ وہ یہ بھی جانتے

(۱) سیرت ائمہ اثنا عشرج۱ص۳۱۴۔

تھے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان پر عمل کیا جاتا تھا، یہ تو تھے حضرت ثانی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اس طرح مخالفت کی۔

جہاں تک حضرت ثالث کا تعلق تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو کسی اور انداز میں ٹھکراتے ہوئے اپنی خواہش پر عمل کرتے ہیں اور اسے مدینہ واپس لاتے ہیں جسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا اور اس پر لعنت کی تھی۔

بلاذری اپنی کتاب انساب میں کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں حکم بن ابی العاص حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوسی تھا اور اسلام کا جانی دشمن تھا فتح مکہ کے بعد مدینہ آیا اور اس نے مجبور ہو کر اسلام قبول کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو یہ ملعون آپ کی نقلیں اتارتا اور ناک منہ چڑھاتا تھا۔

جب حضرت نماز پڑھتے تو تو یہ پیچھے کھڑے ہو کر انگلیوں سے اشارے کرتا تھا حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی بدتمیزی سے مطلع کیا گیا اس وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بیگم کے حجرہ میں تشریف فرماتھے آپ باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا یہ لعین قابل معافی نہیں ہے اسے اور اس کے بیٹے کو یہاں نہ رہنے دیا جائے۔ اصحاب نے ان دونوں کو طائف کی طرف نکال دیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تو حضرت عثمان نے حضرت ابوبکر سے اس سلسلے میں بات کی اور اسے واپس بلانے کی درخواست کی حضرت ابوبکر نے یہ جملے کہتے ہوئے حکم ابن ابی العاص کو واپس لانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں طرید رسول اللہ کو واپس نہیں لاسکتا۔

اس کے بعد حضرت عمر خلیفہ بنے تو حضرت عثمان نے اسے واپس لانے کے لئے کہا تو

حضرت عمر نے بھی حضرت ابوبکر والی بات دہرائی اور اسے واپس لانے سے انکار کر دیا لیکن جب حضرت عثمان خود خلیفہ بنے تو اسے واپس مدینہ لے آئے۔ میں نے بذات خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق بات کی تھی اور اسے واپس لانے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کو واپس بلا لیا جائے گا لیکن اس سے پہلے آپ کی روح مالک حقیقی کی طرف پرواز کر گئی اور مسلمانوں نے انہیں مدینہ واپس بلانے سے انکار کر دیا۔(۱)

☆ حاکم اپنی کتاب مستدرک میں لکھتے ہیں کہ حکم ابن ابی العاص نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی حضرت نے اس کی آواز کو پہچان لیا اور فرمایا: کیا اسے اجازت دی جائے جس پر اور جو اس کے صلب میں موجود ہیں (اس پر) (مومنین کے علاوہ) اللہ نے لعنت کی ہے وہ اور اسکی اولاد فریبی اور مکار ہیں دنیا میں ان سب پر لعنت ہے اور آخرت میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(۲)

حکم بن ابی العاص قرآن کی نظر میں

ابن ابی حاتم روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حکم بن ابی العاص کے بیٹے کو بندروں کی طرح دیکھا اللہ تعالی نے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾(۳)

---

(۱) بلاذری کی کتاب انساب ج ۵ ص ۲۷۔ (۲) حاکم کی کتاب مستدرک ج ۴ ص ۴۸۱۔

(۳) سورہ اسراء آیت: ۶۰۔

جیسے آپ نے دیکھا ہے وہ ہم نے اس لئے دکھایا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان فتنہ ہے اور قرآن میں وہ شجرہ ملعونہ ہے (۱)

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، نسائی اور حاکم نے عبداللہ سے روایت صحیحہ بیان کی ہے کہ جب مروان خطبہ دے رہا تھا تو اس وقت میں مسجد میں موجود تھا وہ کہنے لگا اللہ تعالی نے امیر المومنین یعنی معاویہ کو یزید کے متعلق ایک خوبصورت خواب دکھایا کہ وہ اپنے بعد اس (ملعون) کو خلیفہ بنا جائے جس طرح ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ منتخب کیا۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر کہنے لگے:

اے چوڑی باچھوں والے یہ کیا بات ہے خدا کی قسم حضرت ابوبکر نے اپنی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ منتخب نہ کیا اور اسی طرح اپنے خاندان میں بھی کسی کو خلیفہ نہ بنایا تھا۔ لہذا معاویہ کو بھی نہیں چاہیے تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو خلافت کے لئے منتخب کرے جبکہ یہ سب کچھ اس نے اپنے بیٹے پر لطف و کرم کیا ہے۔

مروان نے کہا کیا اس طرح کہنے سے تو اپنے والدین کو برا بھلا نہیں کہہ رہا؟ عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو ابن لعین نہیں ہے کیا تیرے باپ پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت نہیں کی تھی؟

جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو مروان سے کہنے لگیں مراون تو عبدالرحمٰن کے ساتھ اس طرح کی باتیں کرتا ہے یہ (مندرجہ ذیل) آیت عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ تیرے باپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اللہ نے فرمایا:

---

(۱) علامہ امینی کی الغدیر ج ۸ ص ۲۳۹.

﴿وَلاَتُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَهِينٍ . هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾(۱)

اور کسی ایسے شخص کی بات تسلیم نہ کرنا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل خیال، عیب جو اور چغلخور ہو۔(۲)

جناب ابوذر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ابی العاص کے بیٹوں نے تیں (۳۰) افراد کے ساتھ اللہ کے مال کو لوٹا اللہ کے بندوں کو غلام بنا کر ان کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا اور اللہ کا دین اختیار کر کے اس کو خراب کرنے کی کوشش کی۔

حلام بن جفال کہتا ہے کہ جب لوگوں نے ابوذر کی اس بات کو تسلیم نہ کیا تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے گواہی دی کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا:

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الخبراء علی ذی لهجه اصدق من ابی ذر.

نیل گوں آسمان کے سایہ میں اور زمین کے اوپر کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت ابوذر سے زیادہ سچا ہو (یعنی ابوذر سب سے زیادہ سچے ہیں)

پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔(۱)

بہر حال آپ لوگ غور فرمائیں یہ حکم ابن ابی العاص کا واضح و روشن چہرہ ہے، اسے شہر

---

(۱) سورہ قلم: ۱۰۔۱۱.

(۲) سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۳۷، تفسیر شوکانی ج ۵ ص ۲۶۳، در منثور، سیوطی ص ۱۴۱۔ اور ص ۲۵۱۔

سے نکالا گیا تھا اور یہ خلیفہ ثالث کا چچا تھا۔

علامہ امینیؒ اپنی کتاب الغدیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے ذہن میں یہ سوالات ابھرتے ہیں کہ ہم خلیفہ سے پوچھیں کہ (جس لعین کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا اس کے بارے میں آپ کو بھی تو معلوم تھا) اور قرآن مجید کی آیت بھی اس کی مذمت میں نازل ہوئی ہے اور اس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا بھی علم ہے کہ حضور نے اس پر اور اسکی پوری نسل پر لعنت کی ہے (مگر جو اس کے صلب سے مومن پیدا ہوا اور وہ بہت ہی کم ہیں)

اے خلیفہ وہ کونسی وجہ تھی جو آپ کو اسے مدینہ واپس بلانے پر مجبور کر رہی تھی جب کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو مدینہ سے نکال دیا تھا کیونکہ ان میں اموی پلیدگی اور گندگی پائی جاتی تھی اور اب خلیفہ سوم اسے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

خلیفہ سوم اس سے پہلے حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر سے بھی واپس بلانے کی درخواستیں کر چکے تھے اور انہوں نے یہ جواب دے کر اس کی درخواستوں کو رد کر دیا تھا کہ یہ ہمارے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑنا جائز نہیں ہے۔

حلبی اپنی سیرت کی دوسری جلد کے ۸۵ ویں صفحہ پر لکھتے ہیں:

جس کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا اور اس پر حضور نے لعنت کی تھی اور وہ طائف کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانے تک رہا حضرت عثمان نے حضرت ابو بکر سے اسے مدینہ

واپس لانے کی درخواست کی تو حضرت ابوبکر نے واپس لانے سے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان سے کہا تیرے چچا کو واپس لاؤں؟ تیرا چچا تو جہنم میں ہے میرے لئے بہت ہی مشکل ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو بدل دوں (ایسا ممکن نہیں)۔ جب حضرت ابوبکر وفات پا گئے اور اس کے بعد حضرت عمر خلیفہ بنے تو حضرت عثمان نے وہی جملے حضرت عمر سے دہرائے۔

حضرت عمر نے جواب دیا:

عثمان تجھ پر بہت افسوس ہے کہ تو اس شخص کے متعلق درخواست پیش کر رہا ہے جس پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی اور اسے مدینہ سے نکال دیا تھا اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے۔ لیکن جب حضرت عثمان خود مسند خلافت پر بیٹھے تو اس لعین کو مدینے واپس لے آئے، یہ بات مہاجرین اور انصار کے دلوں پر بہت سخت نا گوار گزری اور بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بھی یہ بات بہت گراں تھی اور انہوں نے اس کی مخالفت کی اور یہ بات ان کے نزدیک عثمان کے خلاف قیام کرنے کا بہت بڑا سبب تھا۔

علامہ امینیؒ قدس سرہ کہتے ہیں کیا خلیفہ وقت کے لئے رسول کو نمونہ نہیں مانتے تھے؟ جب کہ خداوند عالم حضرت کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا﴾(۱)

---

(۱) سورہ احزاب:۲۱

مسلمانوں تمہارے لئے تو رسول اللہ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے (لیکن یہ اس شخص کے لئے ہے) جو خدا اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے خدا کی یاد کرتا ہو۔

یا یہ کہ خلیفہ سوم اپنی قوم اور ساتھیوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ پسند کرتے تھے جب کہ قرآن حکیم بھی ان کے پاس موجود تھا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (۱)

اے رسول کہہ دو کہ تمہارے باپ دادا نے اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار نیز وہ مال جو تم نے کمایا اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر (یہ سب چیزیں) تمہیں خدا اور اس کے رسول اور ان کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا حکم (عذاب) آجائے اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (۲)

---

(۱) سورہ توبہ:۲۴

(۲) کتاب الغدیر ج ۸ ص ۲۵۴، ۲۵۵۔

۱۱۔غلاموں پر بھروسہ

مملکت چلانے کے لئے غلام زادوں پر بھروسہ کیا گیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض مخلص اصحاب کو دشمنی کی وجہ سے نظر انداز کیا گیا ان غلام زادوں میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ معاویہ بن ابو سفیان

خلیفہ ثانی نے اسے شام کا گورنر بنایا اور اس نے شام میں (۲۲) سال تک حکومت کی۔(۱)

خدا کی قسم ہماری سمجھ نہیں آتا کہ خلیفہ ثانی کی نظر میں اس کی کونسی فضیلت تھی جس کے پیش نظر اسے شام کی گورنری کے لئے معین کیا گیا حالانکہ یہ کافروں کے سردار اور بہت بڑے منافق ابوسفیان کا بیٹا تھا کیا دین اسلام میں اس کا کوئی کردار تھا؟ کیا جہاد میں اس کی کوئی فضیلت تھی؟ کیا اسلام کی ترویج کا اس نے کوئی بوجھ اٹھایا تھا؟

(یقیناً نہیں) تو پھر سب سے پہلے اسلام لانے والوں جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والوں اور تقوی میں بلند مقام حاصل کرنے والے لوگوں کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟!! ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کا کیا جواب دیں گے جب کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ان کی نظروں کے سامنے تھا:

من اِستعمل عاملاً من المسلمین وھو یعلم أنَّ فیھم أولیٰ بذلک منہ وأعلم بکتاب اللہ و سنۃِ نبیہ فقد خانَ اللہُ ورسولَہ وجمیع المسلمینَ.

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۳۳۸۔

اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کسی بد کردار شخص کو حکومت کے کسی عہدے پر نصب کرے جب کہ اس سے بہتر افراد مسلمانوں موجود ہوں جو اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ جانتے ہوں تو اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔(۱)

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں معاویہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کی رائے کے مطابق معاویہ اپنے دین میں مطعون ہے اور علماء اس کو زندیق سمجھتے ہیں۔ اس طرح وہ مزید کہتے ہیں ہمارے بزرگ اپنی علم کلام کی کتابوں میں بیان کرتے ہیں یہ ملحد تھا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑتا تھا اس میں جبر اور ارجاء کا عقیدہ پایا جاتا تھا اس کا کوئی اور جرم نہ بھی ہوتا تو بھی اس کے مفسد ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس نے امام علیہ السلام سے جنگ کی تھی۔(۲)

۲۔ولید بن عقبہ بن ابی معیط

یہ ماں کی طرف سے خلیفہ ثالث کا بھائی تھا اس کا باپ عقبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا اور حضور کو اذیت پہنچانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔

حضرت عائشہ روایت بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ابولہب اور عقبہ بن معیط جیسے گندے اور شریر لوگوں کا ہمسایہ تھا یہ دونوں کوڑا وغیرہ

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۱۱، سنن بیہقی ج ۲۰ ص ۱۱۸۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۳۴۰۔

اٹھا کر میرے دروازے پر پھینک جایا کرتے تھے۔(۱)

اس ملعون کے متعلق مشہور واقعہ ہے کہ اس نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جسارت کی اور آپکے (مقدس اور پاک) چہرے پر لعاب دہن پھینکا۔

اس ملعون کے بارے میں خداوند عالم نے اس طرح ارشاد فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَالَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا. يَاوَيْلَتِي لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا . لَقَدْ أَضَلَّنِى عَنْ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَ نِى وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولاً﴾(۲)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتا ہائے افسوس میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا بالتحقیق میں تو ذکر کے آجانے کے بعد گمراہ ہو گیا اور شیطان انسان کو بہت ذلیل ورسوا کرتا ہے(۳)

یہ تو ولید کے باپ کے متعلق تھا اور جہاں تک خود ولید کا تعلق ہے تو یہ وحی مبین کی زبان میں فاسق زانی، فاجر اور شرابی وکبابی ہے اور اس نے دین کو تباہ و برباد کیا ہے اور بڑے بڑے اصحاب کو اس نے کوڑے مارے اس نے صبح کی نماز میں چار رکعتیں پڑھیں اور شراب کے نشے میں چور ہو کر یہ شعر کہنے لگا:

....

(۱) طبقات ابن سعد ج ا ص ۱۸۶۔ (۲) سورہ فرقان: ۲۷ تا ۲۹۔

(۳) سیرت ابن ھشام ج ا ص ۳۸۵۔

علق القلب الربابا بعد ما شابت و شابا

میں جب سے جوانی کا مالک بنا ہوں اس وقت سے میرا دل سرداری کے لئے مچل رہا ہے پھر نشے میں کہنے لگا میں اس سے بھی زیادہ رکعتیں پڑھوں گا۔

یہ سن کر ابن مسعود نے جوتے سے اس کی پٹائی کی اور تمام نمازیوں نے ہر طرف سے اس پر پتھر برسائے تو یہ بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا۔(۱)

قارئین کرام! ہم یہ کہتے ہیں کہ اس جیسے گمراہ شخص کی طرف ان کی نظریں کیوں لگی ہوئی تھیں جب کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں اس ملعون کا اس طرح تعارف کروایا ہے۔

﴿اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوْا.﴾

اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اس میں اچھی طرح چھان بین کرلیا کرو۔

کیا اس (ملعون) جیسا فاسق انسان کیونکر اللہ کے حدود، اس کے احکام، مسلمانوں کے اموال اور عزتوں کا نگہبان ہو سکتا ہے؟!

أنا للّٰہ و اِنا اِلیہ راجعون.

۳۔عبداللہ بن ابی سرح

یہ خلیفہ ثالث کا رضائی بھائی تھا اس کو مصر کا گورنر بنایا گیا اس نے فتح مکہ سے پہلے اسلام

(۱) الغدیر علامہ امینی ج۸ ص۲۷۴۔

قبول کیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ ہجرت بھی کی تھی لیکن بعد میں مرتد اور مشرک ہو گیا تھا۔ اور قریش مکہ کے ساتھ جا ملا تھا، اور ان سے کہنے لگا: میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی کاری ضرب لگائی ہے جیسی میں چاہتا تھا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا کہ اس (ملعون) کا خون مباح ہے اگرچہ یہ خانہ کعبہ کے غلاف میں ہی کیوں نہ چھپا ہو۔

یہ حضرت عثمان کے پاس چلا گیا اور حضرت عثمان نے اس کو چھپا دیا یہاں تک کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل مکہ سے اطمینان حاصل ہو گیا تو حضرت عثمان نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے لئے امان مانگی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا ہاں اسے امان ہے۔ جب حضرت عثمان چلے گئے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اردگرد بیٹھنے والے صحابیوں سے ارشاد فرمایا: میں اتنی دیر صرف اس لئے خاموش رہا تھا تاکہ تم میں سے کوئی شخص اس کی گردن اڑا دے۔(۱)

قرآن مجید نے سورہ انعام میں اس کے کفر کا اس طرح اعلان فرمایا گیا ہے:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ . ﴾(۲)

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو خدا پر جھوٹ اور افتراء پردازی کرے

---

(۱) بلاذری کی انساب الاشراف ج ۵ ص ۴۹۔

(۲) سورہ انعام: ۹۳

اور کہے کہ ہمارے پاس وحی آئی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی وحی وغیرہ نہیں آئی یا وہ یہ دعوی کرے کہ جیسا خداوند عالم نے قرآن نازل کیا ہے میں بھی ایسا قرآن عنقریب نازل کئے دیتا ہوں۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عبداللہ بن ابی سرح کے الفاظ ہیں کہ میں بھی عنقریب ایسا ہی قرآن نازل کرونگا جس طرح اللہ تعالی نے نازل کیا ہے۔(۱)

اے اہل دین اور اہل انصاف کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمال معین کرنے کا یہی معیار اور شرائط بیان فرمائے تھے جن کا ہم معاویہ کے متعلق کی گئی بحث میں ذکر کر چکے ہیں کیا یہ کھلی ہوئی جاہلیت نہیں ہے؟

کیا یہ حکم خدا اور رسول سے انحراف نہیں ہے؟ یقیناً یہ تو الٹے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹنا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام سے انحراف کرنا ہے۔!!!

۴.سعید بن عاص

خلیفہ ثالث نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کو کوفہ کا امیر بنایا حالانکہ اسلام میں اس کا کوئی کردار نہیں تھا جہاں تک اس کے (ملعون) باپ عاص کا تعلق ہے وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کو وہ اذیت دیا کرتا تھا اسی (معلون) کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جنگ بدر میں شرک کی حالت میں فی النار کر دیا تھا۔(۲)

---

(۱) تفسیر قرطبی ج ۷ ص ۴۰ زمخشری کی تفسیر کشاف ج ۱ ص ۴۶۱ وغیرہ۔ (۲) طبقات ابن سعد: ج ۱ ص ۱۸۵۔

جہاں تک سعید کا تعلق ہے تو یہ ایک بے راہرو نوجوان تھا اور کسی قسم کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت نہ رکھتا تھا اور اسے گورنر بنا دیا گیا اس نے اپنی گورنری کے پہلے دن سے لوگوں کو بھڑکایا تو کوفہ کے لوگوں کو اس کی شقاوت اور گفتگو میں تضاد کا پتہ چل گیا وہ کہتا تھا کہ اس باغ (اسلامی حکومت) کی سرداری قریش کے بے راہ رو جوانوں کے لائق ہے۔ اس کو دین اور احکام کے متعلق کسی چیز کا ذرا برابر علم نہ تھا اس نے ایک مرتبہ کوفہ میں کہا کہ تم میں سے چاند کس نے دیکھا ہے (یہ چاند دیکھنا عید الفطر کے موقع پر تھا) لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھی چاند نہیں دیکھا۔

ہاشم بن عقبہ (جو کہ جنگ صفین میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے علمبردار تھے) نے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے سعید نے اس سے کہا تم نے اپنی ان اندھی آنکھوں کے ساتھ چاند دیکھ لیا ہے اور پوری قوم نے نہیں دیکھا؟ ہاشم نے کہا تم میری ان آنکھوں کا عیب نکال رہے ہو جب کہ میری یہ آنکھ تو اللہ کی راہ میں خراب ہوئی ہے (ان کی یہ آنکھ غزوہ یرموک میں خراب ہوئی تھی) جناب ہاشم نے اگلے دن روزہ نہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ صبح کھانا تناول کیا جب سعید تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے سپاہی بھیجے جنہوں نے ہاشم کو مارا پیٹا اور ان کے گھر کو جلا کر راکھ کر دیا۔(۱)

قارئین کرام! حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اس ظالم، سرکش اور بے راہ رو شخص کی جہالت کو ملاحظہ کریں کہ وہ روایت جسے اصحاب صحاح نے نقل کیا ہے یہ اس سے بھی ناواقف اور جاہل تھا ارشاد ہوا:

---

(۱) طبقات ابن سعد ج۵ ص۲۱۔

صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته.

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

بہت سی چیزوں کے متعلق کوفیوں نے اس کی ملامت کی ہے اور خلیفہ سے اس کی شکایت کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی اور جب اسے ان شکایات کا علم ہوا تو اس نے کوفہ والوں کو بہت مارا اور انہیں سخت اذیتیں دیں۔(۱)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان فساد امتي على يد غلمه سفهاء من قريش .

قریش کے بے وقوف جوانوں کے ہاتھوں میری امت میں فساد برپا ہوگا۔(۲)

اسی وجہ سے قریش کا چھوکرا سعید بن عاص کوفہ کا والی بن گیا وہ کہتا تھا کہ اس باغ کی سرداری قریش کے چھوکروں کے لائق ہے۔

۵۔عبداللہ بن عامر بن کریز ۔

یہ خلیفہ ثالث کا ماموں زاد بھائی تھا ابوموسی اشعری کو بصرہ اور عثمان بن ابوالعاص کو فارس سے معزول کرنے کے بعد خلیفہ نے اس کو بصرہ اور فارس کا والی بنایا یقیناً آپ کو اس بات پر تعجب ہوگا۔لیکن اس سے زیادہ تعجب انگیز بات مندرجہ ذیل ہے کہ شبل بن خالد عثمان کے پاس آیا اس وقت امویوں کے علاوہ کوئی بھی اس کے پاس موجود نہیں تھا۔شبل نے کہا اے خاندان قریش تمہیں کیا ہوگیا ہے تم نے اپنے خاندان کے تمام لوگوں کو نجیب بنا دیا ہے اس خاندان کے تمام

---

(۱) الغدیر ج۸ ص ۲۷۰۔ (۲) حاکم کی کتاب المستدرک ج ۴ ص ۴۷۰۔

غریبوں کو غنی بنادیا ہے اور ہر گمنام کو نامور بنادیا ہے تم لوگوں نے ابوموسیٰ اشعری جیسے بزرگوں کو ان کے عہدوں سے معزول کردیا اور عراق کے حق کو نظر انداز کردیا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا ایسا کس نے کہا ہے اس نے عبداللہ بن عامر کی طرف اشارہ کیا، جس وقت اسے والی بنایا گیا تھا اس وقت اس کی عمر سولہ سال کی تھی۔(۱)

ابوعمر نے عبداللہ بن عامر کے حالات زندگی میں اسے چوبیس سال کا اور ابوالیقظان نے چوبیس یا پچیس سال کا نوجوان ذکر کیا ہے۔(۲)

حضرت عثمان نے ان جیسے لوگوں کو اپنی خلافت میں والی مقرر کیا، اور وہ ان کے تمام کرتوت جانتا تھا جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے:

من استعمل عاملا من المسلمين وهو يعلم أن فيهم أولىٰ بذلك منه وأعلم بكتاب الله وسنة نبيه فقد خان الله و رسوله و جميع المسلمين .

جو شخص مسلمانوں میں سے کسی کو عامل مقرر کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ (جسے اس نے والی بنایا ہے) اس سے بہتر افراد موجود ہیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو زیادہ بہتر جانتے ہیں تو گویا اس (والی مقرر کرنے والے) نے اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں سے خیانت کی۔(۳)

جب آپ ان والیوں کی صلاحیت پر ذرا گہرائی کے ساتھ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں ایسے اشخاص بھی ہیں جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ

---

(۱) الغدیر ج ۸ ص ۲۹۰۔ (۲) الغدیر ج ۸ ص ۲۹۰۔

(۳) مجمع الزوائد ھیثمی ج ۵ ص ۲۱۱۔

سے نکال دیا تھا اور ان پر لعنت کی یا وہ جھوٹوں کے سردار اور فسق و فجور کے پیکر تھے۔

اور قرآن مجید نے ان کی فصیحت بیان کی ہے اور ان تمام غلام زادوں کی جائے پناہ خلیفہ ثالث تھی اس طرح انہوں نے بے راہ روچھوکرے مسلمانوں پر حاکم اور والی بنادیئے یہ سب لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لئے وبال جان بن گئے اور وہ ہمیشہ دین اور اللہ کے صالح افراد کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول رہتے تھے اور ان لوگوں سے ظاہر ہونے والا فسق و فجور ان کے اسلام سے منحرف ہونے کی واضح و روشن دلیل ہے۔

حضرت علیؑ کا سیاسی دور، خلفاء سے تعلق، دین کی خدمت اور اتحاد بین المسلمین

حضرت علی علیہ السلام کا سیاسی دور

اہلبیت علیہم السلام نے اسلام کی شناخت اور اس کی بقاء اور حفاظت کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اسی سے ان کی پہچان ہوتی ہے انہوں نے مسلمانوں کو اسلام کی عزت و عظمت کی طرف دعوت دی اور انہیں اتحاد کا درس دیا، ان کے درمیان اخوت اور برادری کا سلسلہ قائم کیا ان لوگوں کو الفت محبت کا راستہ بتایا اور انہیں بغض وحسد سے دور رہنے کی ہدایت کی۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا گزشتہ خلفاء کے ساتھ رویۃ فراموش نہیں کرنا چاہئے جبکہ انہوں نے حضرت کے ساتھ زیادتی کی آپ کے حق کو غصب کیا آپ کی منصوص خلافت کو انہوں نے چھپایا اور انہوں نے حسد کی وجہ سے اس نص کو ظاہر نہ ہونے دیا۔

لیکن جب خلافت آپ تک پہنچی تو اس وقت جتنے صحابی بچ گئے تھے انہوں نے مشہور و معروف رحبہ والے دن غدیر کی نص پر گواہی دی آپ نے جو کچھ مسلمانوں اور اسلام پر گزشتہ خلافتوں کے دوران ہوا، مصلحت کی وجہ سے اس کی طرف اشارہ تک نہ کیا اور اس عہد کے متعلق اس طرح فرمایا:

فخشيت اِن لم أنصر اِلاسلام و أهله أن أرىٰ فيه ثلما أو هدما .

مجھے ڈر ہے کہ اگر اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی گئی تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام کو تھوڑا تھوڑا کر کے کاٹ دیا جائے گا یا اسلام کی عمارت کو آہستہ آہستہ گرادی جائے گی۔(۱)

ان تمام حالات میں حضرت علی علیہ السلام نے جو مثال پیش کی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی جب کہ ان لوگوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور چچازاد کے ساتھ جو سلوک کیا وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ نے ذاتی اور شخصی مفاد سے بلند ہو کر اسلامی مصالح کے تحت اہل اسلام کی خدمت کی اور اس وجہ سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جو خلفاء کی بادشاہت کی شان وشوکت پر اثر انداز ہو یا ان کی سلطنت کے ضعف کا سبب بنے یا ان کی ہیبت کے کم ہونے کا سبب ہو۔

آپ اپنے دل پر پتھر رکھ کر گھر میں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کو ہر چیز کا عارف جانتے، حضرت عمر ابن خطاب کئی مرتبہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا:

لا كنتُ لمعضلة ليس لها أبو الحسن .

میرے لئے کوئی ایسی مشکل نہیں جس کو حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

اسی طرح خلیفہ ثانی نے متعدد بار کہا:

لولا علي لهلکَ عُمر .

اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۲)

---

(۱) عقاید امامیہ شیخ محمد رضا مظفر ص ۱۱۵، ۱۱۶۔ (۲) عقاید امامیہ ص ۱۱۶۔

ابو سفیان کی منافقت

جب سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت کی جارہی تھی ۔اس وقت ابوسفیان صخر بن حرب کہتا ہے۔ ''میں نے وہاں ایسا غبار دیکھا جو خون بہانے کے بغیر نہیں چھٹ سکتا تھا'' اس نے مدینہ کی تنگ گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے درجہ ذیل چند اشعار کہے:

بني هاشم لا تُطمعو االناس فيكم

ولا سيما تيم ابن مره او عدي

فما الأمر اِلاّفيكم واِليكم

وليس لها اِلا اَبو حسن علي

اے بنی ہاشم !لوگ تم میں رغبت نہیں رکھتے اور خصوصا تیم بن مرہ اور عدی قبیلہ میں بھی وہ رغبت نہیں رکھتے جبکہ امر خلافت کے فقط آپ ہی سزاوار ہیں اور یہ آپ کو ہی ملنا چاہئے اور ابوالحسن علیؑ کے علاوہ کوئی اس کا حق دار نہیں ہے۔

پھر حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا:

ابسط يدک أُبايعک فوالله لئن شئت لأملأنّها عليه خيلاً ورجلاً فابیٰ أمير المؤمنين .

آپ اپنے ہاتھ پھیلائیے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں گھوڑوں اورانسانوں سے میدان (جنگ) بھر دوں ۔لیکن حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔(۱)

(۱) امام شرف الدین موسوی کی کتاب الفصول المہمہ ص ۵۵،۵۶۔

شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں (اس واقعہ کے ذیل میں) بیان کرتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ابوسفیان سے کہا:

تم یہاں سے چلے جاؤ خدا کی قسم جو تیری خواہش ہے میں اس طرح کبھی بھی نہ کروں گا کیونکہ تم تو ہمیشہ سے اسلام اور اہل اسلام کو دھوکا دیتے رہے ہو۔(۱)

فضل بن عباس کا انداز

جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت ہونے لگی تو انصار حضرت ابوبکر کو چھوڑ کر ایک طرف ہو گئے تو قریش غضبناک ہوئے اور انہوں نے ابوبکر کی خلافت کو بچانے کے لئے خطبے دینے شروع کیے عمر ابن عاص کو قوم قریش نے کہا کہ اٹھو اور خطبہ دو وہ کھڑا ہوا اور اس نے انصار کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔

اس وقت فضل بن عباس کھڑے ہوئے اور انہوں نے عمرو بن عاص کو جواب دینا شروع کر دیا پھر وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام کو اس کے متعلق بتایا اور کچھ اشعار پڑھے۔ حضرت علی علیہ السلام غصے کی حالت میں مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے انصار کو نصیحت کی اور عمر بن عاص کی گفتگو کا جواب دیا۔

جب انصار کو اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت علی علیہ السلام کی گفتگو سے بہتر ہمارے پاس کوئی بات نہیں ہے (یعنی ہمارے مافی الضمیر کو انہوں نے ہم سے بہتر انداز میں بیان کیا ہے) پھر یہ لوگ حضرت حسان بن ثابت کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ فضل کو

---

(۱) الارشاد ج ۱ ص ۱۹۰۔

جواب دیں تو حسان بن ثابت نے کہا: اس نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ بکواس ہے۔ لہٰذا تم فقط حضرت علیؑ کو اپناؤ، اور یہ اشعار کہے:

جزیٰ الله خيراً والجزاءُ بكفّه.

أبا حسن عنا ومن کُاَ بي حسن.

سبقت قريشاً بالذي أنتَ أهلُه.

فصدرک مشروح و قلُبک مُمتحن.

تمنت رجال من قريش أعزةً.

مکانک هيهات الُهزال من السَمَنِ .

اللہ کی جزا پوری پوری اور مکمل جزا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوالحسن ہم سے ہیں اور تم بتاؤ کوئی ابوالحسن جیسا ہو سکتا ہے آپ اس خاندان سے ہیں جس کو قریش پر برتری نصیب ہوئی آپ کا سینہ کشادہ ہے اور آپ کا دل ہر چیز کو جانچ لیتا ہے قریشی اسی کی تمنا کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں بھی آپ جیسی عزت نصیب ہو۔

اور پھر فرمایا:

حفظت رسول الله فينا وعهدهِ

اِليکَ و مَن أولیٰ به منک مَن ومِن

الستَ أخاهُ في الاخا ووصيهِ.

وأعلم فهرٍ بالكتابِ وبالسننِ.

رسول خدا نے آپ کو برگزیدہ اور عہد کا پورا کرنے والا پایا اور فرمایا کہ تیرے اور میرے علاوہ کون بہتر ہے؟ اور میرا وصی کون ہو سکتا ہے؟ کیا تم ہی اخوت والے دن میرے بھائی نہ تھے؟ (بیشک) تم ہی کتاب وسنت کو زیادہ جاننے والے ہو۔ (۱)

خلفاء کو نصیحتیں

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے سے پہلے خلفاء کو جو نصیحتیں کی تھیں تاریخ نے انہیں اپنے دامن میں محفوظ رکھا ہے اور آپ کے ٹھوس اور پر خلوص مشوروں کو تاریخ نے بیان کیا ہے۔ ہم ان میں سے چند نصیحتوں کو سپرد قرطاس کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر

جب حضرت ابوبکر نے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا تو اصحاب رسول سے مشورہ کیا بعض نے جنگ کرنے کا اور بعض نے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا آخر میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

جنگ کے لئے نکلو، اگر تم نے میرے مشورے کے مطابق عمل کیا تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ حضرت ابوبکر نے کہا: آپ نے بہت اچھی بشارت دی ہے اور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حکم دیا کہ روم کی طرف نکلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ (۲)

حضرت عمر

حضرت عمر ابن خطاب کے عہد خلافت کے بارے میں، کسی ایک مؤرخ نے بھی یہ

---

(۱) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۲۸۔ (۲) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۲۔۱۳۳۔

بیان نہیں کیا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس کی خلافت کے مقابل آئے ہوں۔

بلکہ آپ نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح خاموشی اختیار کرلی اور آپ نہ تو جانے والوں کا اور نہ آنے والوں کا ذکر کرتے بلکہ اچھائیوں کا تذکرے رہتے۔آپ اپنی نیک اور مبارک زبان سے ہمیشہ اچھی گفتگو کرتے رہتے اور انہیں مسلسل نصیحتیں کرتے رہتے تھے۔

اسلام کی مشکل کشائی اور مصلحت کے لئے آپ نے اپنے اوپر پڑنے والی تمام مشکلات کو برداشت کرلیا اور حاکم اور حکومت کو اسی زاویے (مصلحت اسلام) سے ہی دیکھا کرتے یہاں تک کہ اسلام بڑی سرعت کے ساتھ سرزمین حجاز سے نکل کر بہت دور پہنچ گیا۔لیکن فاتح حکام کے پاؤں غفلت کی بنا پر لڑکھڑا گئے جس سے خلافت کمزور پڑنے لگی۔حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کئی مرتبہ یہ ارشاد فرمایا:

واللہ لاسالِمَنَّ ما سلمت امور المسلمین ولم یکن بھا جورٌ اِلا عليّ خاصة .

خدا کی قسم میں مسلمانوں کے امور کے سلسلے میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہم آہنگ رہا جبکہ فقط میرے لئے ہی ظلم وجور روا رکھا گیا۔(۱)

☆ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی عمومی زندگی کو وسعت دے رکھی تھی آپ نے لوگوں کے حقوق بہترین انداز میں ادا کئے۔آپ نے لوگوں کو تعلیم دینے ،فقہ سمجھانے اور ان کے درمیان قضاوت کرنے کا سلسلہ حضرت ابوبکر کے دور حکومت میں بھی وسیع پیمانے پر جاری رکھا۔

....

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشرج اص ۳۳۳۔۳۳۲۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب بھی آپ کے فیصلوں کا احترام کرتے تھے اور آپ کے ہی مشوروں کو اہمیت دیتے اور تسلیم کرتے تھے یہاں تک کہ شریعت اسلامی کے علاوہ عمومی مسائل میں بھی آپ ہی کی رائے قابل توجہ ہوا کرتی تھی اور حضرت عمر یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

لا أبقاني الله لمعضلةٍ ليس لها أبو الحسن.

اللہ تعالیٰ مجھے کسی ایسی مشکل میں زندہ نہ رکھے جس کو حل کرنے کے لئے ابو الحسنؑ نہ ہوں۔

تاریخ ہجری کا آغاز

آج تک جاری رہنے والی مشہور معروف تاریخ ہجری کو شروع کرنے کیلئے حضرت عمر نے پروگرام بنایا اور اصحاب کو جمع کیا تا کہ ان سے اس موضوع پر رائے لی جا سکے لیکن ان کی آراء میں بہت زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ اگر حضرت علیؑ اس وقت اپنی محکم اور پختہ رائے کیساتھ آگے نہ بڑھتے تو یہ اختلاف شدید تر ہو جاتا، حضرت عمر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ سے رائے طلب کی چنانچہ آپ نے فرمایا ہمیں چاہئے کہ ہم لوگ حضرت رسولؐ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے دن سے اپنی تاریخ کا آغاز کریں حضرت عمر ابن خطاب نے اس (عمدہ اور محکم) رائے پر تعجب کیا اور اسے قبول کر کے کہنے لگے:

لا زلت موفقاً یا أبا الحسن

اے ابو الحسن ہمیشہ آپ ہی کی رائے تسلیم کی جاتی ہے۔(۱)

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشر ج ۱ ص ۳۳۴۔

حضرت علی کی مدح عمر کی زبان سے:

ابن ابی الحدید، حسین بن محمد سبتی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر انتہائی پریشان تھے پریشانی میں کبھی بھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے اور پھر جھوم کر کہتے کہ اے حاضرین محترم!

آپ کی اس امر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا اے امیر آپ ہی تو جزع وفزع کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر غضبناک ہوئے اور قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا.﴾

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور محکم بات کیا کرو۔(۱)

پھر کہا میں اور آپ سب لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ تعالی کے اس فرمان کا مصداق کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا: گویا آپ کی مراد اس سے علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) ہیں؟

حضرت عمر نے کہا: یقیناً وہی اس کے مصداق ہیں اور میں اس سے کبھی روگردانی نہیں کرسکتا اور یہ بڑے عالی ظرف انسان ہیں اور کوئی بھی ان کی مثل نہیں ہے ان لوگوں نے کہا: اے امیر پھر تو آپ انہیں ضرور یہاں دعوت دیں اور بلائیں۔ حضرت عمر نے کہا کتنے افسوس کی بات ہے کیا ان کے علاوہ کوئی بنی ہاشم کا چشم و چراغ ہے جو نبیؐ کے علم کا وارث ہو اور اس کا گوشت، رسول کا گوشت ہو۔

....

(۱) سورہ احزاب: ۷۰.

لہٰذا ہم خود ان کے پاس چلتے ہیں اور انہیں یہاں بلانے کی ضرورت نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ ان کی طرف چل پڑے جب ان کے پاس پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک چار دیواری کے اندر چادر اوڑھ کر تشریف فرما ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت مجیدہ کی آیت "أَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُتْرِكَ سَدیً"(۱) (کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔) سے لے کر آخر سورہ تک تلاوت فرما رہے ہیں۔

اوران کے رخساروں پر آنسو جاری تھے اوران کے اس گریہ نے لوگوں کو بہت متاثر کیا اور لوگ بھی حضرت کے ساتھ مل کر گریہ کرتے رہے، جب وہ خاموش ہوئے تو یہ سب لوگ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر نے اس واقعہ کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا، حضرت عمر کہنے لگے: خدا کی قسم ہم نے تو آپ کے حق کو مدنظر رکھا لیکن آپ کی قوم نے آپ کو حق دینے انکار کر دیا حضرت نے فرمایا:

اے ابو حفص! آپ فوراً یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ **ان يومَ الفصل كانَ ميقاتاً.** (۲)

حضرت عمر نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گئے اور یوں لگتا تھا کہ گویا وہ سراب کو دیکھ رہا تھا (۳)

....

(۱) سورہ قیامۃ آیت ۳۶.

(۲) سورہ نباء: ۱۷

(۳) شرح نہج البلاغہ ج ۱۲۔ص ۷۹۔۸۰۔

بیت المقدس کی فتح اور آپ کا مشورہ

حضرت علی علیہ السلام کے مشوروں میں سے ایک مشورہ یہ تھا کہ جب خلیفہ ثانی نے بیت المقدس کی کے فتح مسئلہ میں لوگوں سے مشورہ مانگا جب کہ ابو عبیدہ نے خط کے ذریعہ اس کی توجہ اس طرف مبذول کی تھی لہٰذا حضرت عثمان بن عفان نے اس سلسلے میں یہ مشورہ دیا کہ ہمیں انکی طرف نہیں نکلنا چاہیے کیونکہ ہم انہیں حقیر جانتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سلسلے میں یہ مشورہ دیا کہ ہمیں ان کی طرف جانا چاہیے کیونکہ اگر وہ مسلمانوں کا محاصرہ کرلیں تو یہ ہر مسلمان کی ذلت اور رسوائی کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ جب خلیفہ وہاں سے اٹھا تو اس نے وہی کیا جو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا اور جو کچھ حضرت عثمان نے کہا تھا اس نے نہ مانا اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان لوگوں پر حملہ کر دیا، اس طرح انہوں نے بیت المقدس کو فتح کرلیا اس دوران حضرت علی علیہ السلام مدینہ کے امور کی نگرانی کرتے رہے۔(۱)

☆ واقعہ نہاوند میں جب باب، سند، خراسان اور حلوان کے ایک لاکھ پچاس ہزار گھوڑے سوار مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے جمع ہوگئے تو جب خلیفہ ثانی کو یہ معلوم ہوا تو اس نے لوگوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا لیکن خود اس نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا، طلحہ بن عبید اللہ نے بھی یہی نظریہ دیا اور کہا کہ ہمارا کام تو آپ کی اطاعت اور پیروی کرنا ہے جو آپ کی مرضی ہے وہی رائے میری بھی ہے، حضرت عثمان اس سلسلے میں یوں ہمکلام ہوئے میرا خیال یہ کہ آپ اہل شام کو خط میں لکھیں کہ وہ شام سے نکلیں اور اہل یمن یمن سے چلیں اور تم کوفہ اور اور بصرہ والوں کو لیکر نکلوں تا کہ تمام مسلمان تمام مشرکین کے سامنے صف آرا ہو جائیں۔

---

(۱) البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۷ ص ۵۳۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اگر تمام شامی شام سے نکل پڑیں تو روم والے ان کے بچوں پر حملہ کر دیں گے اسی طرح اگر تمام یمنی یمن سے نکل پڑیں تو حبشہ والے ان کی اولاد پر حملہ کر دیں گے اور اگر تم یہاں سے نکل پڑے تو گرد و نواح کے تمام عرب تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم بصرہ والوں کو خط لکھو، کہ وہ تین گروہ میں تقسیم ہو جائیں ایک گروہ مستورات اور بچوں کے پاس رہے اور دوسرا گروہ اہل عہد کے ساتھ اور تیسرا گروہ اپنے کوفی بھائیوں کی مدد کے لئے نکلے اور وہاں پھیل جائے کیونکہ عجمی کل تمہیں دیکھیں گے تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہی عربوں کا امیر المومنین اور ان کی اصل ہے لہٰذا تیرے خلاف ان کے دل زیادہ سخت ہو جائیں گے حضرت عمر نے کہا یہی وہ رائے ہے جسے میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کے مطابق عمل کروں۔ (۱)

دور عثمان

خلیفہ سوم کے زمانے میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے بہت زحمتیں اٹھائیں جب شوریٰ قائم ہوئی تو حضرت نے فرمایا:

واللہ لاسالِمَنَّ ما سلمت امور المسلمین ولم یکن بھا جورٌ اِلا عليًّ خاصة.

خدا کی قسم میں مسلمانوں کے امور کے سلسلے میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہم آہنگ رہا جبکہ فقط میرے لئے ہی ظلم و جور روا رکھا گیا۔

ان تمام مشکلات کے باوجود حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ثالث کے ساتھ ہمیشہ اخلاص

---

(۱) ابن اثیر کی تاریخ کامل ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۱ سے اختصار کے ساتھ

کے ساتھ پیش آتے تھے اسی طرح وہ مشکلات جو انہیں اپنی ظاہری خلافت کے دوران پیش آئیں ان کے متعلق آپؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میں عثمان کو دشمنوں سے دور کرتا ہوں لیکن مجھے خوف تھا کہ اس کے باوجود گنہگار میں ہی ٹھہرایا جاؤں گا۔(۱)

☆ ابن قتیبہ اپنی کتاب امامت وسیاست میں کہتے ہیں کہ جب عثمان کے خلاف بغاوت بڑھتی چلی گئی تو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کسی وادی میں چلے گئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔

حضرت علی علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد عثمان کے خلاف بغاوت مزید بڑھ گئی جب کہ طلحہ اور زبیر کو یہ امید تھی کہ وہ لوگوں کے دلوں کو عثمان کی طرف مائل کر لیں گے اور بغاوت پر غلبہ حاصل کر لیں گے، انہوں حضرت علی علیہ السلام کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھا لیکن جب بغاوت حد سے بڑھ گئی تو عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کو اس طرح خط لکھا:

معاملہ میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور میرے خلاف ایک طوفان امڈ آیا ہے، لوگ میری توہین کر رہے ہیں اور وہ میرا خون بہانے اور میرے قتل کے درپہ ہیں اور میں اس مصیبت کو اپنے سر سے دور نہیں کر سکتا، اور پھر یہ شعر کہا:

فان کنت ماکولا فکن خیر اکل

ولا فارکنی ولما افرق

اگر آپ پر بھروسہ کیا جائے تو آپ بہترین بھروسہ والے ہیں میری مدد کو آیئے مجھ سے اتنا دور کیوں ہیں؟(۲)

---

(۱) سیرت آئمہ اثنی عشری ج ا ص ۳۸۶۔ (۲) امامت وسیاست ج ا ص ۳۷۔

☆ ابن اثیر اپنی کتاب کامل میں کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب واپس لوٹ آئے تو اس وقت لوگ عثمان کی طرف رجوع کر چکے تھے آپ نے ان سے فرمایا: تم لوگوں سے ایسی گفتگو کرو جسے وہ تم سے سنیں اور تم پر گواہ قرار پائیں اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اس پر گواہ ہے۔

اس وقت تک امن امان قائم نہیں ہوگا جب تک کوفہ اور بصرہ سے دوسرے سوار نہ آجائیں، عثمان نے کہا اے علی ان کی طرف سوار بھیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ہم سے قطع رحم کریں گے اور آپ کے حق کو تسلیم نہیں کریں گے حضرت عثمان باہر آئے انہوں نے خطبہ دیا اور لوگوں کے سامنے توبہ کی اور کہا میں پہلا شخص ہوں جو پناہ چاہتا ہوں جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔

خدا کی قسم حق کو اس کے عبد کے سپرد کر دیتا ہوں جو ہمیشہ ثابت قدم رہا ہے تم اس کی پیروی کرنا اور خدا تک پہنچنے کا وہی بہترین ذریعہ اور راستہ ہے اس سلسلے میں تم پر کوئی بات مخفی نہیں ہے۔

لوگ روتے ہوئے متفرق ہو گئے اور خلیفہ بھی رو پڑے، جب عثمان اپنے گھر آئے تو وہاں مروان سعید اور بنی امیہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص موجود تھا (یعنی حضرت عثمان کے خطبہ کے دوران یہ لوگ وہاں موجود نہیں تھے) حضرت عثمان ان کے درمیان آ کر بیٹھ گئے تو مروان نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا میں آپ سے کچھ کہوں یا خاموش رہوں؟

عثمان کی بیوی نائلہ بنت فرافصہ نے کہا تم خاموش رہو، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسے قتل کیا اور موت کی نیند سلا دیا انہوں نے ایسی گفتگو کی جس پر نزاع نہیں ہونا چاہیے تھا۔

مروان نے نائلہ سے کہا تو اس وقت نہیں تھی جب یہ سب کچھ ہوا خدا کی قسم تیرا باپ وضوخانہ میں مارا گیا، نائلہ نے کہا اسے تو صحیح طور پر وضو کرنا بھی نہیں آتا تھا! مروان ٹھہر جا اور باپ کا تذکرہ چھوڑ دے۔ خدا کی قسم چچا کو اس بات سے غم والم پہنچے گا اگر خوف نہ ہوتا تو میں ضرور اس کے متعلق تجھ کو بتاتی اور ثابت کرتی کہ یہ بات صداقت پر مبنی ہے۔

مروان نے پھر کہا: اے امیر المومنین میں بات کروں یا چپ رہوں۔ خلیفہ نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو، مروان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم میں آپ کی اس قسم کی گفتگو کو پسند کرتا ہوں لیکن آپ کو روک دیا گیا اور آپ پہلے شخص ہیں جو اس پر راضی ہو گئے البتہ آپ کو جو کہنا چاہیے تھا وہ آپ نے نہیں کہا اور انہوں نے معاملے کی سنگین خلاف ورزی کی جبکہ ناچیز وذلیل حصہ دیا گیا۔ خدا کی قسم گناہ پر استغفار کرنا بہتر ہے، اس توبہ سے جس کے بعد خوف ہراس چھا جائے اگر تم چاہتے تو توبہ کے ذریعے قریب ہو جاتے اور خطا کا اقرار نہ کرتے اس وقت دروازے پر لوگ پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔

عثمان نے کہا ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مجھے تم سے گفتگو کرتے ہوئے شرم آتی ہے مروان باہر گیا اس نے لوگوں سے کہا تمہارا یہاں جمع ہونا تمہاری شان کے خلاف ہے گویا تم مال غنیمت لوٹنے آئے ہو؟ کیا تم اس ارادے سے آئے ہو کہ جو کچھ ہمارے قبضہ میں ہے اس کو زبردستی ہم سے چھین لو، تو خدا کی قسم ہم نے تمہارے خلاف قدم اٹھالیا تو مشکل ہو جائیگی۔

لہٰذا تم اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ خدا کی قسم ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے ہم اس کی بدولت تم سے مغلوب نہیں ہوں گے، چنانچہ سب لوگ واپس لوٹ گئے اور کچھ لوگ حضرت علی کے پاس آئے اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع دی۔

حضرت علی علیہ السلام عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کیا تم بھی عثمان کا خطبہ سننے والوں میں موجود تھے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا: جو کچھ مروان نے لوگوں سے گفتگو کی ہے اس میں بھی تم موجود تھے؟ اس نے کہا جی ہاں۔

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اے مسلمانو! اگر میں اپنے گھر میں رہوں تو تم کہتے ہو کہ میں نے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا ہے اور اگر میں کوئی بات بتاتا ہوں تو اس کو نظر انداز کر کے جس طرح مروان چاہتا ہے ویسا ہی کرتے ہیں اس نے تو اپنے ہی بازار سے گناہوں کا جتنا بار اٹھانا تھا اٹھالیا ہے۔

حضرت علی غضبناک حالت میں وہاں سے اٹھے اور عثمان کے پاس جا کر فرمایا: جہاں تک مروان کا تعلق ہے وہ تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوگا جب تک تو اپنے دین اور عقل میں تحریف نہ کرلے اس کی مثال اس سرکش اونٹ جیسی ہے جدھر اس کا منہ ہوتا ہے ادھر ہی چل دیتا ہے۔ خدا کی قسم مروان اپنے دین اور اپنے نفس میں صاحب رائے نہیں ہے اور اللہ کی قسم میں لوگوں کو تجھ پر حملہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں لیکن اس وقت تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا اور آج کے بعد میں یہاں نہیں آؤں گا یہ تیرا اپنا ہی تجھ پر عتاب ہے، اس سے تیری عزت و شرف جاتا رہے گا اور تیری رائے مغلوب ہو جائے گی۔

جب حضرت علی علیہ السلام نصیحت کر کے وہاں سے نکلے تو اس وقت اس کی بیوی نائلہ آئی اور کہنے لگی۔ میں نے تیرے متعلق حضرت علی کی گفتگو کو سن لیا ہے یہ سمجھ لے کہ یہ تمہارے دشمن نہیں ہیں لیکن تم نے فقط مروان کی اطاعت کی ہے وہی تمہارا دشمن ہے جس طرح اس نے چاہا ہے دشمنی کی ہے، حضرت عثمان کہتے ہیں میں کیا کروں؟ وہ کہتی ہے! اللہ سے ڈرو اور مروان کی پیروی ترک کردو، اگر تم مروان کی اطاعت کرتے رہے تو وہ تمہیں قتل کرادے گا، دوسرے لوگوں

کے نزدیک مروان کی کوئی قدر منزلت نہیں ہے اسی وجہ سے تجھے لوگوں نے چھوڑ دیا ہے تم حضرت علی کو بھیجو تا کہ وہ اصلاح کریں یہ آپ کے قرابت دار ہیں اور وہ اس کا انکار بھی نہ کریں گے۔

چنانچہ حضرت عثمان نے حضرت علی (علیہ السلام) کی طرف پیغام بھیجا لیکن حضرت نہ آئے اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ اسے میری ضرورت نہیں ہے۔

مروان تک نائلہ کی بات پہنچ گئی اور وہ عثمان کے پاس بیٹھ کر نائلہ سے کہنے لگا۔اے فرافصہ کی بیٹی! یہ سن کر حضرت عثمان نے کہا کہ اے مروان چپ ہو جاؤ تمہارا منہ کالا ہو جائے خدا کی قسم اس نے تو مجھے نصیحت کی ہے اور اس سلسلے میں اس کا مجھ پر زیادہ حق ہے یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت عثمان رات کی تاریکی میں حضرت علی کے گھر آئے اور ان سے کہا:

میں نے غیر ضروری امور انجام دیئے ہیں اور اس کا میں ہی ذمہ دار ہوں حضرت علی (علیہ السلام) نے اس سے کہا تم حضرت رسول اعظم کے منبر پر گفتگو کرنے کے بعد آج اس چیز کا اظہار کر رہے ہو تم گفتگو کرنے کے بعد گھر میں چلے جاتے ہو، اور مروان تمہارے دروازے پر آ کر لوگوں کو اذیت پہنچاتا۔حضرت عثمان باہر آئے جبکہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے مروان تم نے مجھے دھوکہ دیا اور لوگوں کو میرے خلاف ہوادی ہے حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا اکثر لوگ تمہاری حمایت کرتے ہیں لیکن جب بھی تجھے میں نے کوئی مسئلہ بتایا تو تم کو مروان نے اس کی خلاف ورزی کرنے کو کہا اور تم نے مروان کی بات مان لی اور میری بات کو ٹال دیا۔(۱)

---

(۱) ابن اثیر کی کامل فی التاریخ ج ۲۔ص ۲۸۴۔۲۸۶۔

خلیفہ ثالث کے حق میں حضرت علی علیہ السلام کا رویہ

جب حضرت علی علیہ السلام خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ طلحہ کے پاس جمع ہیں ان میں اس کا کافی اثر رسوخ تھا جب حضرت علی (علیہ السلام) وہاں تشریف لائے تو ان کے پاس حضرت عثمان بھی آ گیا تو اس نے کہا:

امابعد! مجھ پر اسلام کا حق ہے بھائیوں اور رشتہ داروں کا حق ہے۔ اگر ان حقوق کا پاس ولحاظ نہ ہوتا تو ہم جاہلیت کی طرف لوٹ جاتے اور بنی عبد مناف کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے بنی تمیم بھائیوں کے ساتھ لڑیں۔ (یہ اطلاع طلحہ نے انہیں دی تھی)

اس وقت حضرت علی نے اس سے کہا: تیری یہ خبر درست نہیں ہے پھر حضرت علیؑ مسجد کی طرف روانہ ہوئے، وہاں انہوں نے اسامہ کو دیکھا جو لوگوں سے دور ایک طرف بیٹھا تھا۔ اس کو اپنے ہمراہ لیا اور طلحہ کے گھر آئے، حضرت نے کہا: اے طلحہ! وہ معاملہ کیا ہے جو واقع ہوا ہے اس نے کہا اے ابوالحسن یہ حزام طبین کے بعد کا واقعہ ہے، حضرت علی علیہ السلام وہاں سے بیت المال کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا: اس کا دروازہ کھولو لیکن چابیاں نہ ملیں تو انہوں نے اس کا دروازہ توڑ دیا اور لوگوں میں مال تقسیم کر دیا لوگ طلحہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے یہاں تک کہ طلحہ اکیلا رہ گیا۔ یہ خبر سن کر عثمان بہت خوش ہوئے اس کے بعد طلحہ عثمان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے ایک کام کا ارادہ کیا ہے لیکن اس کے اور میرے درمیان اللہ حائل ہے۔ عثمان نے کہا خدا کی قسم تم توبہ کر کے نہیں آئے بلکہ مغلوب ہو کر آئے ہو، اے طلحہ اللہ تیرا محاسبہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ (۱)

(۱) ابن اثیر کی کامل فی التاریخ ۲ ص ۲۸۶۔

☆ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا گیا اور اس پر پانی بند کر دیا گیا اس وقت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے طلحہ سے کہا: میں ان کے پاس پانی وغذا لے کر جانا چاہتا ہوں، حضرت نے اس پر شدید غصہ کیا یہاں تک کہ حضرت عثمان کے پاس پانی وغذا لے گئے۔(۱)

حضرت کا خلیفہ ثالث کے ساتھ ایک عمدہ رویہ یہ تھا کہ آپ نے اپنے بچوں حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) کو حضرت عثمانکے دفاع کے لئے بھیجا۔اور وہ اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اس کے دشمنوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہوئی کہ اس کو اذیت دیں یہ اصحاب سیرت اور تاریخ میں مشہور ومعروف واقعہ ہے۔

☆ جب حضرت عثمان کا قتل ہوا تو مدینہ اور مدینہ سے باہر مختلف مقامات میں اس پر خوشی کا اظہار کیا گیا بالخصوص وہ لوگ اس پر زیادہ خوش تھے جو عوام کو اس کے خلاف اکسانے میں پیش پیش تھے جیسے طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عائشہ اور معاویہ کیونکہ اس سلسلہ میں ان لوگوں کے ذاتی مقاصد تھے۔

وہ لوگ عثمان کی ان باتوں سے ناراض تھے کہ اس نے مروان بن حکم اور بنی امیہ کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا ہے اور مختلف شہروں میں حکومتی عہدے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے دیئے چنانچہ اکثر لوگوں نے اس کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اگر چہ اس سلسلہ میں ان کے نظریات اور خواہشات جدا جدا تھے۔لیکن جہاں تک حضرت علی علیہ السلام کا تعلق ہے تو انہوں نے اس

(۱) کامل فی التاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۲۸۶۔

پیچیدہ معاملے کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی اور یہ ان کے لئے امتحان کا وقت تھا لیکن معاملات بہت بگڑ چکے تھے۔

آپ کئی مرتبہ خلیفہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں نصیحتیں کیں کہ وہ اعتدال پر رہیں اور حکمت سے کام لیں خلیفہ کو نصیحت کی کہ عدل سے کام لیں مظلوموں کے ساتھ انصاف کریں تا کہ امت کی اصلاح ہو سکے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں اور ان کے امور کو غیروں کے حوالے نہ کیا جائے، حکومتی اداروں میں دین کو پائیدار بنایا جائے اور شرعی حدود کے مطابق عمل کو جاری رکھا جائے اور غریبوں فقیروں پر خصوصی توجہ دی جائے۔

لیکن حضرت علی (علیہ السلام) خلیفہ کے رویہ کو بدلنے پر قادر نہیں تھے لہٰذا اس وجہ سے آپ اپنے گھر میں خاموشی سے بیٹھ گئے اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور ظالم اور مظلوم کے درمیان قضاء کے فیصلے کا انتظار کرنے لگے۔

کلمات قصار میں آپ کا یہ رویہ پوری کتاب لکھنے کی نسبت زیادہ واضح نظر آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس بات کو جامع شکل میں بیان کیا ہے کہ بے شک تم متاثر ہوئے لیکن یہ تاثر مفید نہیں رہا، تم روئے اور گڑ گڑائے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا البتہ متاثر اور گڑ گڑانے والے کے بارے میں خدا بہتر جانتا ہے۔(۱)

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشرج ا ص ۳۸۹۔

حضرت علیؑ اور خلافت

حضرت علیؑ اور خلافت

خطبہ شقشقیہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بیعت کے حوالے سے اپنے ساتھ مسلمانوں کے رویہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا جو میری طرف بجو کے ایال کی طرح لگاتار بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ عالم یہ ہوا کہ حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) کچلے جا رہے تھے۔ اور میری ردا کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود جب میں امور خلافت کو لے کر اٹھا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کیا گویا انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا۔

﴿تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِینَ لَا یُرِیدُونَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِینَ﴾(۱)

"یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے

....

(۱) سورہ قصص آیت ۸۳۔

جا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

پھر آپ خلافت کے متعلق اپنے نظریہ کو بیان کرتے ہوئے اسے قبول کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔

دیکھو! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں، اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہوگئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون وقرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں کسی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتناء پاتے۔ (۱)

☆ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کہتا ہے جب کہ ثابت؛ انصار میں پہلے شخص تھے جو بیعت کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے۔

خدا کی قسم! اے امیر المومنین اگر وہ آپ سے ولایت میں پہلے تھے تو وہ دین میں آپ سے مقدم نہ تھے اگر وہ کل آپ سے پہلے حکومت کر گئے ہیں تو آج آپ کے پاس امر خلافت ہے ان لوگوں پر آپ کی منزلت بھی مخفی نہ تھی اور آپ کی عزت سے جاہل نہ تھے وہ جو چیزیں نہیں جانتے تھے ان میں آپ ہی کے محتاج رہتے تھے لیکن آپ کے علم کے ہوتے ہوئے (ہم) کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ (۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۰۰۔۲۰۲۔

(۲) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۹۔

☆ صعصہ ابن صوحان کہتے ہیں:

یا امیر المومنینؑ! خدا کی قسم خلافت آپ کو زیب دیتی ہے اور آپ ہی اس خلافت کے مستحق و سزاوار ہیں، خلافت کو آپ نے سربلندی عطا کی نہ کہ خلافت نے آپ کو بلند کیا، خلافت تو آپ کی محتاج ہے۔ (۱)

خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین فرماتے ہیں:

یا امیر المومنین! ہم آپ کے علاوہ کسی کو خلافت کے لائق نہیں سمجھتے، اور ہم فقط آپ کی ذات کی طرف ہی لوٹ سکتے ہیں یقیناً آپ ہی کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں کیونکہ آپ لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور آپ کی ذات کے علاوہ رسول اللہ (ص) کا جانشین مومنین کے لئے کوئی نہیں ہے اور ان میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔ (۲)

پھر مالک بن حارث ابن اشتر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

اے لوگو! یہ وصیوں کے وصی ہیں، انبیاء کے علم کے وارث ہیں، عظیم مرتبہ والے ہیں اور سب سے بڑے سخی ہیں، اللہ کی کتاب نے جس کے ایمان کی گواہی دی اور اللہ کے رسول نے آپ کی جنت رضوان کی گواہی دی، وہ کون ہے جس میں اس قدر کامل فضائل ہوں جو کہ بلاشک و تردید سابق الایمان ہیں اور گذشتہ و آئندہ میں سب سے زیادہ عالم اور فاضل ہیں۔ (۳)

---

(۱) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۹۔

(۲) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۹۔

(۳) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۹۔

ابوثور کہتے ہیں جب حضرت علی علیہ السلام کی بیعت ہورہی تھی آپ اپنی جگہ سے اٹھے تو لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور آپ کی بیعت کرنے لگے۔ اور حضرت بنی مازن کے صحن میں آ گئے اور ایک کھجور کے درخت کے پاس ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے لیکن لوگ میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔

میں نے لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ کہنیوں تک اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر آپ کے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہیں، مختلف ہاتھ نظر آ رہے تھے، پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔

سب سے پہلے جس شخص نے منبر پر چڑھ کر آپ کی بیعت کی، وہ طلحہ تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی اس کی انگلیاں شل تھیں اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا وہ بیعت نہ کرے جو بعد میں اس کو توڑ دے، پھر زبیر آیا اس نے آپ کی بیعت کی اور پھر سعد اور دیگر اصحاب رسول نے بیعت کی۔ (۱)

انساب الاشراف میں بلاذری کہتے ہیں کہ حضرت علی (علیہ السلام) نے اس امر کو ضروری سمجھا جب آپ دو گروہوں کے درمیان اصلاح کرانے میں مایوس ہو گئے، اور جب عثمان قتل کر دیے گئے۔

لوگ اس معاملے میں پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ حتمی طور پر ان کا کوئی امام ہو جس کے زیر سایہ یہ جمع ہوں سب لوگ حضرت علی (علیہ السلام) کے پاس آئے اور وہ یہ کہہ رہے

---

(۱) امامہ وسیاسۃ، ابن قتیبہ ج ۱ ص ۴۷۔

تھے۔ ہمارے امیر حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور آپ کے گھر میں داخل ہو گئے اور کہنے لگے، اپنے ہاتھ بڑھائیے تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔

آپ نے فرمایا: تم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے! ہاں البتہ اس خلافت کے حق دار اہل بدر ہیں، کسی بدر والے کو راضی کرلو کہ وہ تمہارا خلیفہ بن جائے جب کوئی اہل بدر نہ مل سکا تو حضرت علی (علیہ السلام) کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے ابوالحسن! اس خلافت کا ہمیں آپ سے زیادہ کوئی حق دار نظر نہیں آتا۔ (۱)

ابن اثیر اپنی کامل میں کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان قتل کر دیے گئے تو حضرت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مہاجر اور انصاری صحابہ کرام جمع ہو گئے ان میں طلحہ اور زبیر بھی تھے۔

یہ لوگ حضرت علی (علیہ السلام) کے پاس آئے اور ان سے عرض کی کہ لوگوں کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت نے فرمایا: مجھے کوئی حاجت نہیں ہے لہٰذا اپنی خلافت کے لئے اس کو منتخب کرلو جو اس پر راضی ہو۔

وہ کہنے لگے ہم آپ کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتے اور یہی جملہ انہوں نے کئی مرتبہ دہرایا اور حضرت سے کہنے لگے: ہم آپ کے علاوہ کسی کو خلافت کا حق دار نہیں جانتے کیونکہ آپ سے پہلے ایمان لانے والا کوئی نہیں ہے اور حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قرابت داروں میں بھی آپ سے زیادہ قربت رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔

---

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشرج ۱ ص ۳۹۱۔

لیکن حضرت نے فرمایا: ایسا نہ کرو، میں امیر بننے کے بجائے وزیر و وصی رسول بننے کو زیادہ پسند کرتا ہوں ۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے یہاں تک کہ آپ کی بیعت نہ کرلیں۔

حضرت نے فرمایا: چلو پھر مسجد میں چلتے ہیں میری بیعت نہ تو مخفی ہو سکتی ہے اور نہ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہو سکتی ہے۔

حضرت مسجد میں گئے لوگ آپ کی بیعت کرنے لگے لوگوں میں سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ طلحہ بن عبداللہ تھا، حبیب بن ذویب نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: اِنَّا للّٰہ واِنَّا اِلیہ راجعون سب سے پہلے جس نے آپ کی بیعت کی اس کا ہاتھ شل (سوکھا ہوا) ہے لہٰذا یہ خلافت بخوبی تمام نہ ہوگی یعنی میں نے اس کی بیعت کو بدشگونی کی علامت سمجھا، اس کے بعد زبیر نے بیعت کی ۔(۱)

☆ حضرت امیر المومنین علی (علیہ السلام) نے اپنی خلافت میں فتنہ کو ختم کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ آپ نے عثمان کے مقرر کیے ہوئے گورنروں کو معزول کر دیا۔

یعقوبی اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عثمان کے تمام والیوں کو معزول کر دیا، اور قثم بن عباس کو مکہ کا عبداللہ بن عباس کو یمن کا قیس بن سعد بن عبادہ کو مصر کا اور عثمان بن حنیف انصاری کو بصرہ کا والی بنایا۔(۲)

(۱) الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۰۲۔

(۲) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۹۔

☆ بزرگ اور با اثر لوگوں کے ہوتے ہوئے حضرت عثمان نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے بھائیوں کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا تھا لیکن حضرت علی علیہ السلام نے اپنی خلافت میں عدل وانصاف پر مبنی سیاست اور حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مطابق عمل کیا آپ نے اپنی خلافت کو سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق چلایا۔

آپ نے بعض ایسے لوگوں کو خلافت سے معزول کیا جنہیں گذشتہ خلفاء نے بیس سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ سے حکومت دے رکھی تھی اور وہ اس پر پوری طرح قابض ہو چکے تھے، یہ موثق بات ہے کہ حضرت عمر بھی بیت المال کو مساوی تقسیم نہ کرتے تھے بلکہ وہ لوگوں کے اقدار اور سبقت اسلام کا لحاظ کرتے تھے اور ان کا اس طرح تقسیم کرنا اسلامی اصول کے تحت نہ تھا بلکہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہوتا تھا اور اسی طرح عثمان بن عفان نے اچھے اچھے لوگوں کو چھوڑ دیا اور زمین میں فساد کرنے والوں کو والی بنا دیا اور اس طرح ان میں جاہلیت کا زمانہ پلٹ آیا، اور اموی روح اسلام پر قابض ہوگئی۔ جو لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت علی (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں تم میں سے ہی ایک شخص ہوں۔ میرا حصہ تمہارے برابر ہے اور جو تمہیں مشکلات ہیں۔ وہ مجھے بھی ہیں'' میں تم کو تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے راستہ پر چلانے والا ہوں اور تمہارے درمیان اس چیز کو نافذ کروں گا جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔(۱)

☆ سیاست کے میدان میں حضرت علی علیہ السلام کے عدل وانصاف کی وجہ سے تمام مومن اور مستضعف راضی تھے لیکن بعض خودغرض لوگ جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ

---

(۱) سیرت ائمہ اثنی عشرج ا ص ۳۹۳۔۳۹۴۔

رکھا تھا وہ آپ سے ناراض ہو گئے لیکن حضرت علی (علیہ السلام) نے سیاست میں قدم رکھتے ہی اپنے نظریہ کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: خبردار ہر وہ زمین کا ٹکڑا جسے عثمان بن عفان نے بخش دیا اور ہر وہ مال جو مال خدا تھا اور لوگوں میں بانٹ دیا گیا وہ اللہ کے گھر دوبارہ لوٹا دیا جائے گا کیونکہ حق کسی چیز سے باطل نہیں ہوسکتا اور اگر ایسا مال عورتوں کے مہر اور کنیزوں کے خریداری پر بھی صرف کیا گیا ہو اور شہروں میں پھیلا دیا گیا ہو تو میں اس کو بھی واپس پلٹا لوں گا کیونکہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں وسعت ہے اور جسے عدل کی صورت میں تنگی محسوس ہو اسے ظلم کی صورت میں اور زیادہ تنگی محسوس ہوگی۔

اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہ کہے کہ وہ دنیا پر مر مٹے، انھوں نے زحمتیں اٹھائیں، دریاؤں میں راستے بنائے، گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہوں نے وظائف لئے لیکن جب ان سے یہ سب چیزیں روک لی گئیں اور انہیں ان کاموں سے دور کر دیا گیا جو وہ کرتے تھے تو وہ یہ نہ کہیں کہ ابن ابی طالب نے ہمارے حقوق ہم پر حرام کر دئے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب میں سے مہاجر ہو یا انصار اس کی فضیلت اس کے صحابی ہونے پر موقوف نہیں ہے کیونکہ فضل تو اللہ کے پاس ہے اور اس کا ثواب اور اجر دینا بھی اللہ پر ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے گا تو گویا اس نے ہمارے دین کی تصدیق کی ہے اور وہ ہمارے دین میں داخل ہوا ہے اور اس نے ہمارے قبلہ کو قبول کیا ہے پس تم اسلام کے حقوق اور حدود کا خیال رکھو۔

تم اللہ کے بندے ہو اور یہ مال اللہ کا مال ہے اور یہ تم سب کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائے گا یہ مال حاصل کرنے میں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۶۹۔ اور ج ۷ ص ۳۷۔

عہد علیؑ میں سیاسی اور معاشرتی حالات

۱۔ بعض اصحاب کی بیعت شکنی:

اکثر انصار نے آپؑ کی بیعت کی مگر (اس وقت) چند لوگوں نے آپؑ کی بیعت نہ کی ان میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابوسعید حذری، محمد بن مسلمہ نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرۃ، یہ لوگ عثمانی تھے۔

جہاں تک احسان کا تعلق ہے تو یہ ایک شاعر تھا جو کچھ وہ کہتا ہے اس کی کوئی پروانہیں کرتا تھا اور زید بن ثابت کو عثمان نے اپنے دیوان اور بیت المال کا والی بنا رکھا تھا جب عثمان کا محاصرہ ہوا تو اس نے کہا: اے گروہ انصار دوبارہ اللہ کے انصار بنو، اس سے ابوایوب انصاری نے کہا وہ تمہاری اس لئے بدد نہیں کرتے کہ تم میں اکثر غلام ہیں۔

کعب بن مالک کو عثمان نے صدقہ وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور جب ان سے یہ عہدہ واپس لیا تو اس نے عثمان کو چھوڑ دیا، اسی طرح عبداللہ بن سلام، صہیب بن سنان، مسلمہ بن سلمہ بن وقش، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ نے بھی آپ کی بیعت نہ کی۔(۱)

☆ یعقوبی کہتے ہیں تین افراد کے علاوہ قریش کے تمام لوگوں نے آپ کی

---

(۱) الکامل فی التاریخ ابن اثیر ج۲ ص ۳۵۳۔

بیعت کی، یعنی مروان بن حکم، سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ یہ اپنی قوم کے سردار تھے چنانچہ انہوں نے کہا:

ہم نے آپ کو اس لئے اکیلا چھوڑ دیا ہے چونکہ آپ نے ابی صبرا کو جنگ بدر میں اور جہاں تک سعید کا تعلق ہے اس کے باپ کو بھی آپ نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا اور اس کا باپ قریش کا نور تھا اور جہاں تک مروان کا تعلق ہے اس کے باپ کو بھی آپ نے برا بھلا کہا، جب وہ عثمان کے پاس چلا گیا تھا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بناء پر آپ کی بیعت کریں گے جو کچھ ہم پہ گزرا ہے آپ اس کا جبران کریں گے اور جو مال ہمارے پاس ہے، وہ ہمارے پاس رہنے دیا جائے اور ہمارے بزرگوں کے قاتلوں کو قتل کیا جانا چاہئے، اس پر حضرت علی علیہ السلام غضبناک ہوئے اور فرمایا:

تم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اور خاص طور پر مجھے چھوڑ دیا ہے، تو کیا حق یہی ہے! کہ جو کچھ تم پر گزرا ہے میں اس کا جبران کروں، تو یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہوا وہ خدا کے لئے ہوا اور رہا یہ کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ میں بخش دوں، تو کیا اس میں خدا اور مسلمانوں کا حق نہیں ہے؟

بہرحال عدالت میں ہی تمہارے لئے آسانی ہے اور جہاں تک عثمان کے قاتلوں کو قتل کرنے کا مسئلہ ہے ان کا قتل کرنا جس طرح آج مجھ پر ضروری ہے کل بھی ضروری ہوگا۔

لیکن تم لوگوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو جس پر حق مشکل دکھائی دے تو باطل اس کے لئے مزید مشکل بن کر سوار ہوگا، اگر تم چاہو تو اپنے حامیوں کے ساتھ جا کر ملحق ہو جاؤ۔

اس کے بعد مروان کہتا ہے کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ ہیں جو

آپ کا نظریہ ہے وہی ہمارا بھی ہے۔(۱)

ابن کثیر اپنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ مروان بن حکم، ولید بن عقبہ اور کچھ دوسرے لوگ شام کی طرف بھاگ گئے اسی طرح واحدی کہتے ہیں کہ لوگوں نے مدینہ میں حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی اور سات افراد نے بیعت نہیں کی انمیں ابن عمر، سعد بن ابی وقاص وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

۲۔سیاسی حیلوں اور کچلنے والی دشمنی کا ظھور:

یعقوبی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ حضرت عثمان کے قتل سے پہلے مکہ سے چلی گئیں تھیں چنانچہ جب حج کر کے واپس آرہی تھیں تو واپسی میں ابن ام کلاب سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا عثمان کا کیا ہوا اس نے کہا کہ وہ قتل ہوگیا ہے اس نے کہا کہ یہ سن کر عائشہ نے کہا یہ تو غضب ہوگیا۔

کچھ دیر کے بعد کسی دوسرے سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا افراد کس کی بیعت کر رہے ہیں اس نے کہا کہ طلحہ کی۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں اس دو انگلیوں والے کی اور پھر راستے میں کسی دوسرے سے ملاقات ہوئی تو اس سے بھی پوچھتی ہیں لوگ کیا کر رہے ہیں وہ شخص کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم میں اس کی بیعت نہ ہونے دونگی، اور پھر مکہ میں

---

(۱) تاریخ یعقوبی ج۲ص ۱۷۸،۱۷۹۔(۲) البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۲۱۴۔

واپس لوٹ آئیں کچھ دن قیام کیا ادھر چند روز بعد پھر طلحہ اور زبیر حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں لہذا آپ ہمیں اجازت دے دیں۔

ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت علی (علیہ السلام) نے ان دونوں سے یا بعض اصحاب سے فرمایا: خدا کی قسم انہوں نے عمرہ کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان دونوں نے تباہی وبربادی کا ارادہ کیا تھا اور وہ مکہ میں حضرت عائشہ کے ساتھ جا ملے اور اسے میرے خلاف خروج اوور قیام کے لئے مجبور کیا۔(۱)

جب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کو معلوم ہوا کہ طلحہ اور زبیر صرف اس وجہ سے مخالفت کر رہے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے درمیان بیت المال کی تقسیم برابر اور عدل کے ساتھ کرتے ہیں، تو ارشاد فرمایا:

جہاں تک بیت المال کا تعلق ہے تو، اس کے بارے میں کسی کا کسی پر کوئی اثر نہیں ہے اللہ تعالی نے اس کی تقسیم کو پورا پورا کر دیا ہے پس یہ اللہ کا مال ہے اور تم اللہ کے مسلمان بندہ ہو اور یہ اللہ کی کتاب ہے اس کا ہم نے اقرار کیا ہے اور اسے تسلیم کیا ہے اور ہمارے نبی کا زمانہ ہم پر واضح ہے اور جو شخص اس پر راضی نہیں ہے وہ جو چاہے کرے، اللہ کی اطاعت میں عمل کرنے والے کے لئے کسی قسم کی کوئی وحشت نہیں ہے۔

پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر عمار بن یاسر اور عبد الرحمٰن بن حسل کو طلحہ اور زبیر کے پاس بھیجا اور ان سے کہا تمہارا حصہ تھوڑا ہے اور تمہاری امیدیں زیادہ ہیں میں تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

....

(۱) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۸۰۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں نے تمہارا کچھ ضروری حق ادا نہیں کیا ہے، تو وہ کہنے لگے معاذ اللہ، پھر فرمایا کہ کیا اس مال سے میں اپنے لئے بھی کچھ رکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا معاذ اللہ ایسا نہیں ہے، پھر فرمایا: کیا کسی مسلمان کا کوئی ایسا حکم یا حق ہے جسے میں نے ادا نہ کیا ہو یا کم دیا ہو؟

کہنے لگے معاذ اللہ ایسا بھی نہیں ہے، حضرت نے فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اسے پسند نہیں کرتے اور میرے خلاف غلط پروپیگنڈہ کر رہے ہو اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ عمر ابن خطاب کی تقسیم کے خلاف لوگوں میں مال تقسیم کرتے ہیں آپ نے ہمارا حصہ عام لوگوں کے برابر کر دیا ہے۔

تب حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

جہاں تک مساوی تقسیم کا تعلق ہے تو مساوی ہی رہے گی کیونکہ مجھے اور تمہیں معلوم ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اللہ کی کتاب بھی اس پر شاہد ہے۔

اور جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ ہمیں مال اضافی دیا جائے اور جو ہماری تلواریں اور تیروں کی وجہ سے ہمیں حاصل ہوا ہے اس میں ہم اور دوسرے لوگ برابر کے شریک نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ جو سابق الاسلام ہیں اور انہوں نے اپنی تلواروں اور تیروں کے ساتھ اسلام کی نصرت کی ہے انہیں اس میں مقدم کیا جائے۔

لیکن اس سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے اور ان کے سابق الاسلام ہونے کا بھی کوئی اثر نہ تھا اللہ تعالیٰ سابق اور مجاہد کو قیامت کے دن ان کے اعمال کی جزا دے گا۔

خدا کی قسم! میرے نزدیک تم دونوں اور دوسرے لوگوں کے لئے اس مساوی تقسیم کے علاوہ کچھ نہیں ہے پھر دعائیہ کلمات فرمائے اللہ تعالی اس شخص پر رحم کرے جو حق کی رعایت اور اس کی مدد کرتا ہے اور جب ظلم کو دیکھتا ہے تو اسے دور کرتا ہے۔(۱)

☆ اس زمانہ میں جو مشکلات اور مسائل سامنے آئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بصرہ کے رافضی بھی مروان بن حکم کی قیادت میں جنگ جمل کا فتنہ ختم ہونے کے بعد معاویہ سے جا ملے اور عمر بن عاص کا گروہ بھی معاویہ سے جاملا۔

یعقوبی اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ معاویہ نے عمر ابن عاص کے پاس خط لکھا:

اما بعد: جب کہ حضرت علی علیہ السلام، طلحہ اور زبیر اور حضرت عائشہ کے معاملے (کی خبر) تم تک پہنچ چکی ہے اور مروان نے بصرہ کے رافضیوں کو ان سے علیحدہ کر کے ہمارے پاس بھیج دیا ہے اور ہمارے پاس حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے لئے جرید بن عبداللہ آیا ہے، تمہارے بارے میں میرا بھی یہی خیال ہے کہ تم بھی جلد میرے پاس پہنچ جاؤ۔(۲)

۳۔حضرت امیر المؤمنینؑ کی بیعت سے معاویہ کا انکار

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے اسے بیعت کرنے کی دعوت دی اور اہم امور کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اما بعد! تمہارا مدینہ میں آکر میری بیعت کرنا ضروری ہے اور تم (ابھی تک) شام میں ہی ہو جب کہ ان تمام لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۷ص ۴۰، ۴۲۔

(۲) تاریخ یعقوبی: ج ۲ص ۱۸۴۔

تھی اور حاضر و غائب تمام لوگوں نے بیعت کرلی ہے اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے اور مہاجرین وانصار کی شوریٰ ہے جس نے اتفاق کے ساتھ مجھے اپنا امام تسلیم کرلیا ہے۔اور میری خلافت میں اللہ کی رضا بھی ہے اور جو شخص اس امر کی مخالفت کرے گا تو وہ غیر سمجھا جائے گا اور اسے ان لوگوں کی طرف لوٹایا جائے گا جو غیر ہیں۔

اور جو اللہ کی ولایت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستہ کا اتباع کریگا تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور جس نے اس ولایت کو تسلیم نہ کیا وہ واصل جہنم کیا جائے گا اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔

طلحہ اور زبیر نے میری بیعت توڑدی ہے اور دونوں دھوکا کرنے کے بعد تیرے پاس آگئے ہیں، جب کہ حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور اللہ کا امر ظاہر ہوگیا ہے جب کہ یہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔

جس طرح دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی ہے تم بھی اسی طرح بیعت کرو کیونکہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور اسی میں تمہاری عافیت ہے اور تو کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوگا اور اگر تو نے اس سے انکار کیا تو تجھے سرکوب کرنے کیلئے مجھے اللہ کی مدد کافی ہے اور مجھ تک تیرے بارے میں عثمان کے قتل کے متعلق بہت سی باتیں پہنچی ہیں لہٰذا اس میں تیری بھلائی ہے کہ اس بیعت میں داخل ہوجا جس میں دوسرے مسلمان داخل ہوئے ہیں پھر ان کا محاکمہ کرنا میرے ذمہ ہوگا اور میرا کام تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق دعوت دینا ہے اور جو باتیں تم اپنے خیال میں تصور کرتے ہو وہ صرف فریب بازی اور دھوکا دھڑی پر مبنی ہیں۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم اگر تم حقیقت کو عقل کی نگاہوں سے غور وخوض کرو اور اپنی

خواہشات کو دور کرو تو مجھے عثمان کے خون سے بری پاؤ گے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم جس گروہ سے تعلق رکھتے ہو اس کا خلافت اور شوریٰ میں کوئی حصہ اور مقام نہیں ہے میں نے تمہاری طرف جریر بن عبداللہ کو بھیجا ہے وہ اہل ایمان اور اہل ہجرت سے ہے پس تم بیعت کرو طاقت اور قوت فقط اللہ کے لئے ہے۔ والسلام (۱)

☆ جب جریر معاویہ کے پاس پہنچے تو اس نے عمر بن عاص سے مشورہ طلب کیا، عمرو نے اسے خط لکھا اور اس میں یہ مشورہ دیا کہ حضرت عثمان کے خون کے انتقام کے معاملہ پر ڈٹے رہو اور بہانہ بنا کر اہل شام کو جنگ کے لئے آمادہ کرلو۔

اس لئے معاویہ نے جامع دمشق میں عثمان کا خون آلود کرتہ اور اسکی بیوی نائلہ کی انگلیوں کے خون سے آلودہ قمیص کو لٹکا دیا اور اہل شام سے عہد لیا کہ وہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے اور اپنی عورتوں کے قریب نہ جائیں گے جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لیں اس کے بعد معاویہ نے جریر کے ہاتھ حضرت علی علیہ السلام کے خط کا جواب اس طرح لکھا۔

امابعد: اگر چہ قوم نے آپ کی بیعت کرلی ہے اور آپ حضرت عثمان کے خون سے بری ہیں اور آپ بھی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی طرح ہیں لیکن آپ نے مہاجرین وانصار کو عثمان کے حوالہ سے دھوکا دیا ہے یہاں تک کہ ان کے جاہلوں نے آپ کی بیعت کرلی اور کمزور لوگوں نے آپ کی تقویت کی جب کہ اہل شام آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں مگر یہ کہ آپ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردیں۔

یہی آپ کیلئے بہتر ہوگا مسلمانوں کے درمیان امر شوریٰ قرار دیں اور شوریٰ بھی اہل

---

(۱) سبط جوزی کی تذکرہ الخواص صفحہ ۸۱۔

شام کے افراد پر مشتمل ہو نہ کہ اہل حجاز کے افراد پر، البتہ آپ کے قریش میں سب سے پہلے اسلام لانے اور حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرابت جیسی فضیلتوں کا میں منکر نہیں ہوں۔(۱)

☆ اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کے خط کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

امابعد: مجھے ایسے شخص کا خط ملا جو ایسی بصارت نہیں رکھتا ہے جس سے وہ ہدایت حاصل کرے اسے سعادت اور ہدایت کی طرف بلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ اپنی خواہشات پر سوار ہے وہ یہ تصور کرتا ہے کہ میں نے اسے عثمان کے سلسلہ میں دھوکا دیا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم میں خود مہاجرین وانصار میں سے ہی ایک فرد ہوں۔ میں نے بھی کیا جو انھوں نے کیا، اور جیسا کہ انھوں نے کہا میں نے وہی کیا لہذا میں کسی دوسری قوم کے ساتھ نہیں ہوں۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ اہل شام کی شوریٰ قائم کی جائے تو بتاؤ شام میں کون ہے جو خلافت کی صلاحیت رکھتا ہو تم جس کا بھی نام لوگے بتاؤ تو مہاجرین اور انصار اس کی تکذیب کریں گے اور جہاں تک تو نے میرے سوابق اور فضائل کا اعتراف کیا ہے تو اگیں تو ناتواں و عاجز ہے کیونکہ اگر تو ان کو ختم کرنے پر قادر ہوتا تو یقیناً ختم کرنے کی لاحاصل کوشش کرتا۔

پھر آپ نے اصبغ بن نباتہ تمیمی کے ہاتھ خط روانہ کیا اور خود لشکر کی طرف نکل آئے اور اصبغ شام کی طرف روانہ ہو گیا اصبغ کہتا ہے کہ میں جب معاویہ کے پاس پہنچا تو عمرابن عاص

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۸۲،۸۱۔

معاویہ کے دائیں طرف اور ذوالکلاع وحوشب اس کی بائیں طرف اور ان کے ساتھ اس کا بھائی عقبہ اور ابن عامر، ولید بن عتبہ، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید، شرحبیل بن السمط اور ابوہریرہ بیٹھے ہوئے تھے جب کہ اس کے سامنے ابوداؤد، نعمان بن بشیر ابوامامہ باہلی بیٹھے تھے میں ان کے پاس گیا اور انہیں حضرت علیؑ کا خط دیا اس نے خط کو پڑھا اور کہنے لگا کہ:

ایسا لگتا ہے کہ علی (علیہ السلام) عثمان کے قاتل ہمارے حوالے نہیں کرنا چاہتے اصبغ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ اے معاویہ تمہیں عثمان کے قاتلوں کی ضرورت نہیں بلکہ تم کو تو صرف حکومت اور سلطنت کی ضرورت ہے اگر تجھے عثمان کے قاتلوں سے کوئی سروکار ہوتا تو تم علی (علیہ السلام) کی مدد کرتے لیکن تم نے اس مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہے اور اس مسئلہ سے انتہائی دور ہو گئے ہو یہ دنیا حاصل کرنے کا ایک بہانہ ہے یہ سن کر معاویہ غضبناک ہو گیا اور میں نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ابوہریرہ سے کہا:

اے ابوہریرہ تم تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہو مجھے اس رب کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں تجھے رسول خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو بتا کیا تم نے بھی غدیر خم پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے سنا ہے جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

ابوہریرہ کہتا ہے کیوں نہیں خدا کی قسم میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کلمات فرماتے ہوئے سنا ہے، میں نے کہا اے ابوہریرہ کیوں تو اس کے دشمن کو والی سمجھ رہا ہے اور حضرت کے دشمن کی محبت میں سرمست ہے ابوہریرہ نے سرد آہ لی اور کہا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون.

یہ سنتا تھا کہ معاویہ کا چہرہ متغیر ہوا اور کہنے لگا تم نے یہ کیا گفتگو شروع کر رکھی ہے تم اہل شام کو عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے میں دھوکہ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ مظلومیت کے ساتھ محترم شہر اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حرم میں اپنی بیوی کے سامنے مارا گیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس کو دھوکہ دے کر قتل کر دیا اور آج وہ اس کے مددگار اور دست و بازو بنے بیٹھے ہیں حضرت عثمان کی طرح کسی کا خون نہیں بہایا گیا۔

ذوالکلاع، حوشب اور معاویہ بن خدیج کہتے ہیں کہ اے معاویہ ہم تیری مدد کریں گے یہاں تک کہ تیری مراد برآئے یا کسی ایک کو قتل کر دیا جائے اس وقت اصبغ کھڑے ہو کر کچھ اشعار پڑھتے ہیں جن کو سن کر معاویہ نے کہا کہ تم قاصد بن کر آئے ہو یا ہماری عیب جوئی کرنے آئے ہو؟ یہ سن کو اصبغ عراق کی طرف روانہ ہو گئے (۱)

۴۔ حصول دنیا کیلئے کھلم کھلا دشمنی اور زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج۔

اس زمانے میں حصول دنیا کے لئے کھلم کھلا دشمنی، زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹنا' حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے دوری اور احکام اسلام سے انحراف عام ہو گیا تھا اور ہماری بات پر زید بن عوام کی لوٹ گھسوٹ شاہد ہے جس کا تذکرہ بخاری کی جلد ۵ صفحہ ۲۱ کتاب جہاد کے باب برکۃ الغازی فی مالہ پر کیا ہے۔

جناب زید کے مدینے میں گیارہ اور بصرہ میں دو گھر تھے جبکہ مصر اور کوفہ میں ایک ایک

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۸۴۔

گھر تھا اس کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کی جائیداد ۷۰ لاکھ کے لگ بھگ تھی بخاری کہتے ہیں اس کا تمام مال ۵ کروڑ اور دو لاکھ پر مشتمل تھا۔(۱)

جہاں تک طلحہ بن عبداللہ التیمی کا تعلق ہے تو اس نے کوفہ میں ایک ایسا گھر بنایا ہوا تھا جو لوگوں میں دار طلحتین کے نام سے معروف تھا اور اس کا عراق میں روزانہ ایک ہزار دینار یا اس سے کہیں زیادہ کا غلے کا کاروبار تھا۔

اور اس سے بھی کہیں زیادہ مال ناحیۃ السراۃ میں تھا اور اس کا مدینہ میں ایک بہت بڑا گھر تھا جسے اس نے چونے، اینٹوں اور کاشی سے بنوایا تھا ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ جو طلحہ نے جو مال چھوڑا تھا اس کی قیمت تقریباً ۳۰ لاکھ درہم بنتے ہیں ابن جوزی کہتے ہیں کہ طلحہ نے بے ایمانی سے تین سو سونے کے لادے ہوئے اونٹ ہتھیا لئے تھے ۔(۲)

جہاں تک عبدالرحمٰن بن عوف زہری کا تعلق ہے اس کے متعلق ابن سعد کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن اپنے بعد ایک ہزار اونٹ تین ہزار بھیڑیں اور سو گھوڑے چھوڑے جو بقیع میں چرتے تھے اور وہ زراعت کرتا تھا اور اس نے سونے کے کاروبار میں کافی دھوکا دھڑی کی تھی اور اس کی موجودگی میں یہ کام انجام پایا جب کہ لوگوں میں یہ بات ظاہر ہے۔(۳)

ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی (انہیں مثالوں کی روشنی میں) دیکھ لیں چنانچہ ان جیسے لوگوں کے لئے حضرت علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے ابتدائی دنوں میں ارشاد فرمایا:

---

(۱) الغدیر، ج ۸، ص ۲۸۲۔

(۲) الغدیر، ج ۸، ص ۲۸۳۔

(۳) الغدیر ج ۸ ص ۲۸۴

خبردار: جس دنیا میں تم نے آنکھیں کھولی ہیں اس میں تمہاری خواہشیں اور تمنائیں بھی ہیں کبھی تم اسمیں ناراض اور کبھی راضی رہو گے یہ دنیا تمہارا کوئی گھر نہیں جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے کہیں یہ تمہیں دھوکہ نہ دے دے اس لئے میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں۔(۱)

☆ ابن ابی الحدید بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے خلافت کی باگ ڈور سنبھال لی تو اس نے مال فئی میں بعض لوگوں کو دوسروں پر فضیلت دی اور جس طرح پہلے مال تقسیم کیا جاتا تھا اس روش کو بھلا دیا اسطرح عمر کی خلافت (کی مدت) میں اضافہ ہو گیا کیونکہ اس نے لوگوں کے دلوں کو مال و دولت کی وجہ سے جیت لیا تھا اور جن لوگوں کے حقوق کم کیے گئے تھے انہوں نے صبر کرلیا اور وہ قناعت کے عادی بن گئے اور حکمرانوں نے یہ خیال تک نہ رکھا کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

یا اس میں کبھی کوئی تبدیلی بھی واقع ہوگی۔ جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت عمر کے طریقہ کار کو جاری رکھا اور اپنے باوثوق ساتھیوں کو پہلے سے بھی زیادہ مال غنیمت دیا۔

لیکن جب حضرت علی علیہ السلام مسند خلافت پر جلوہ فگن ہوئے تو انہوں اس معاملے کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مطابق چلایا حالانکہ پہلے دونوں خلفاء کے زمانے میں (۲۲ سال تک) حضرت رسول خداؐ کی سیرت اور روش کے خلاف عمل ہوتا رہا لیکن جب حضرت علیؑ سیرت کے مطابق عمل شروع ہوا تو یہ ان لوگوں کو برا لگا، اسی وجہ سے انہوں نے کینہ و حسد کی بنا پر آپ کی مخالفت کی اور جو ان کے جی میں آیا وہ انہوں نے کہا۔(۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۴۰

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۴۲، ۴۳۔

آپ ملاحظہ کریں گے کہ کس طرح زمانہ جاہلیت کے کینے ظاہر ہو گئے اور دوبارہ نئے انداز میں حق کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے ابن ابی الحدید حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت میں بعض سرداروں کی مخالفت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد لوگ مسجد میں تھے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی علیہ السلام کے نزدیک سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے اس کے بعد مروان، سعید اور عبداللہ بن زبیر بھی ان دونوں کے پاس جا بیٹھے پھر قریش کا ایک گروہ آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

یہ لوگ رازداری میں کافی دیر باتیں کرتے رہے اس کے بعد ولید بن عقبہ بن ابی معیط وہاں سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوالحسن: آپ نے یقیناً ہم سب پر ظلم کیا تھا جنگ بدر میں آپ نے میرے باپ کو قتل اور میرے بھائی کو ذلیل و رسوا کیا ہے۔

جہاں تک سعید کا تعلق ہے تو آپ نے اس کے باپ کو جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا حالانکہ وہ قریش کا سردار تھا اور جہاں تک مروان کی بات ہے تو اس کا باپ جب عثمان کے پاس آیا تھا تو آپ نے اس کے باپ کی بے عزتی کی تھی۔

جب کہ ہم بنی عبد مناف آپ کے بھائی بند کہلاتے ہیں۔ آج ہم نے آپ کی بیعت کی ہے تا کہ آپ بھی عثمان کی طرح ہمیں مال و دولت سے نوازتے رہیں اور عثمان کے قاتلوں کو قتل کریں اور اگر آپ نے ہمیں سب کو برابر سمجھا تو ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور شام میں جا کر آپ کے مخالفوں میں شامل ہو جائیں گے۔

اس وقت حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں نے جس ظلم کا تذکرہ کیا ہے درحقیقت خود تم لوگوں نے ظلم کیا ہے میں نے

نہیں کیا اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پہلے کی طرح جو کچھ مال و متاع تمہیں ملتا تھا میں بھی اسی طرح تمہیں دے دیتا ہوں تو سن لو میرے لئے ضروری نہیں ہے کہ میں اللہ کے حق کو تم اور تم جیسے دوسرے لوگوں پر ضائع کردوں اور جہاں تک عثمان کے قاتلوں کا تعلق ہے تو جس طرح ان کو کیفر کردار تک پہنچانا آج مجھ پر ضروری ہے اسی طرح کل بھی مجھ پر لازم تھا۔

اب تم مجھے ڈراتے ہو کہ میں تم پر احسان کروں اور میں تمہیں گرفتار ہونے کا خوف دلاتا ہوں۔ چنانچہ ولید وہاں سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور ان سے بات چیت کرنے میں مشغول ہو گیا پھر یہ لوگ حضرت علیؑ کی عداوت اور دشمنی کی قسم کھا کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔(۱)

☆ اگر ہم ان کے زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹنے کے تمام شواہد پیش کرنا چاہیں تو یہ کتاب اس کی اجازت نہیں دیتی البتہ اس قسم کے بہت سے شواہد (تاریخ میں) موجود ہیں۔

ان میں ایک واضح ترین شاہد یہ ہے کہ ان لوگوں نے غلاموں' غلام زادوں، فاسقوں 'فاجروں' حضرت رسول خداؐ کے دشمنوں اور اپنی حکومت میں بڑے بڑے عہدے دیئے اور انہیں گورنر تک بنایا۔

اسلام کے دشمنوں اور اسلام کو دھوکا دینے والوں کو ان کی داستانیں تاریخ اور سیرت کی کتب میں مشہور و معروف ہیں۔

ان میں ایک شاہد یہ ہے کہ اپنے عہدیداروں کے ساتھ خلیفہ ثالث تشریف فرما تھے اس واقعہ کو ابو ہلال عسکری نے اپنی کتاب اوائل میں اس طرح بیان کیا ہے کہ معاویہ عثمان کی

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۳۸، ۳۹۔

خلافت کے آخری ایام میں مدینہ آیا عثمان بعض لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور پیش آنے والے اہم مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر کی توبہ قبول فرماتے تھے لہذا میں بھی اپنے چچا کو دوبارہ واپس بلاتا ہوں کیونکہ اس نے توبہ کر لی ہے اور اس کی توبہ قبول کر لی گئی ہے اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی بھی اس کے ساتھ وہ رشتہ داری ہوتی جو میرے ساتھ ہے وہ بھی اسے ضرور پناہ دیتے۔

جہاں تک مجھ پر یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ میں خدا کے مال سے لوگوں کو نوازتا ہوں تو یہ اس لئے ہے کہ میں خلیفہ ہوں اور اس مال کے متعلق وہی حکم دیتا ہوں جس میں امت کی مصلحت دیکھتا ہوں اگر ایسا نہ ہو تو پھر خلیفہ کس چیز کا ہوا۔ معاویہ نے اس کی بات کاٹی اور اس کے سامنے جو مسلمان موجود تھے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا (ہماری شاہد مثال بھی یہی ہے)

اے مہاجرین! آپ جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے یہ اپنی قوم کا سردار تھا تمام امور اسی کے سپرد تھے یہاں تک کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس نے اسلام قبول کیا۔ بڑے بڑے لوگ اس کی رائے کے سامنے کمزور پڑ جاتے تھے اور تم پر بھی سبقت کی وجہ سے ہی مقدم ہے نہ کسی اور وجہ سے۔

لیکن آج یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں قبیلہ فلاں خاندان جب کہ اس سے پہلے یہ چیزیں نہ تھیں اور جن امور میں تمہاری استقامت ہے اسی میں تم دوام پیدا کرو اور اگر تم نے ہمارے اس شیخ کو چھوڑا تو منہ کے بل گرو گے اور یہ تمہارے اختیار میں ہے اگر ایسا ہوا تو تمہارا اس جگہ ثابت قدم رہنا اور ہجرت کرنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے کثیف عورت کے فرزند!

ان تمام باتوں کا تم سے کیا تعلق ہے تو معاویہ کہتا ہے اے ابوالحسن میری ماں کا اس طرح تذکرہ نہ کرو کیونکہ وہ عورتوں میں اس قدر خسیس نہ تھی اگر آپ کے علاوہ کوئی اور اس طرح کہتا تو میں جواب دیتا۔ حضرت علی (علیہ السلام) غصے کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر باہر جانے لگے تو عثمان نے کہا بیٹھ جایئے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں بیٹھوں گا، عثمان کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ بیٹھ جائیں۔ حضرت نے انکار کیا اور چلے گئے (۱)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۳۳۹.

اصلاح امت

اصلاح امت

قارئین کرام! یہ عنوان بھی روز روشن کی طرح واضح ہے جس طرح اگر حضرت علی علیہ السلام کی تلوار نہ ہوتی تو اسلام کبھی نتیجہ بخش نہ ہوتا اسی طرح اگر آپ کا عمدہ بیان نہ ہوتا تو دین کے ستون اس قدر پختہ نہ ہو سکتے چنانچہ یہ بات طے ہے کہ حضرت کے کلام اور فرامین کی وجہ سے اسلام مستحکم ہوا۔

آپ نے اپنے کلام میں حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کرایا جسکی وجہ سے ان پاک وصاف نفسوں کا آپ کی طرف اشتیاق ہوا جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت پر خلق کیا گیا تھا اور ان میں آپ کے قرب ورضا کا عشق موجود تھا۔

آپ ہی وہ ہستی ہیں جن کے ذریعے لوگوں کے طور طریقوں میں موجودہ کج روی کی اصلاح ہوئی، گمراہ لوگ دوبارہ ہدایت کی طرف پلٹ آئے ان کا قول وفعل ایک ہوگیا۔ اور یہ لوگ اللہ کی وعظ ونصیحت' اس کی آیات، شریعت اور احکام سے وابستہ ہو گئے اور حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر چلنے لگے اور اسلامی احکام کے مطابق عمل کرنے لگے نیز آپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نہیں جھکے۔

۱۔انداز عبادت

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیؑ کی بارگاہ میں عرض کیا! یا امیر المومنین آپ جو اس قدر اللہ کی عبادت کرتے ہیں کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟ تب حضرت امیر امومنین علیہ السلام نے اسے جواب دیا:

لم أکُ با لذي أعبد من لم اره

میں اس کی عبادت نہیں کرتا جسے میں نے نہ دیکھا ہو۔ وہ شخص کہتا ہے آپ خدا کو کس طرح دیکھتے ہیں تب حضرت علیؑ نے جواب دیا:

یا ویحک لم تره العیون بمشاهدة الابصار و لکن رأته القلوب بحقائق الأیمان معروف با لدلالات منعوت با لعلامات لا یقاس بالناس ولا تدر که الحواس .

وائے ہو تجھ پر ان آنکھوں کے ذریعہ اس کو نہیں دیکھا جا سکتا لیکن دل اسے ایمان کی حقیقتوں کے ساتھ دیکھ سکتا ہے دلائل اور علامتوں کے ساتھ تو اس کی تعریف کی جا سکتی ہے لیکن لوگوں کے ساتھ اس کا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور حواس خمسہ اسے نہیں پا سکتے چنانچہ وہ شخص یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا:

اللہ أعلم حیث یجعل رسا لته.

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دیتا ہے۔(۱)

---

(۱)ارشاد شیخ مفید ج ا ص ۲۲۵۔

یعنی اللہ نے مناسب مقام پر رسالت رکھی ہے۔

۲۔عظمت خدا

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام غفلت خدا، مقصد مخلوقات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قدعلم السرائر و خبر الضمائر له الاحاطة بكل شيء و الغلبةُ لكل شيء و القوة علىٰ كل شيء فليعمل العامل منكم في ايام مهله قبل إزهاقِ أجله.

وہ دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا اور پہچانتا ہے، وہ ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے وہ ہر چیز سے قوی ہے اور تم میں سے کسی کو اگر کچھ کرنا ہے تو موت کے حائل ہونے سے پہلے مہلت کے دنوں میں کر لینا چاہیے۔

اس کے بعد حضرت نے مزید فرمایا:

فالله الله أيها الناس فيما استحفظكم من كتابه و استودعكم من حقوقه فإن الله سبحانه لم يخلقكم عبثا ولم يتر ككم سدى ولم يدعكم في جهالة ولا عمىٰ قد سمّىٰ آثاركم و علم أعمالكم و كتب آجالكم.

وأنزل عليكم الكتاب تبياناً لكلّ شيء و عمّر فيكم نبيّه أزمانا حتىٰ أكمل له ولكم فيما أنزل من كتابه دينه الذي رضي لنفسهِ وأنهىٰ إليكم على لسانه محابه من الاعمال و مكارهه و نواهيه و أوامره.

وألقىٰ إليكم المعذرة واتخذ عليكم الحجه و قدم إليكم بالوعيد و أنذركم بين يدي عذاب شديد .

اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کے حفاظت تم سے طلب کی ہے اور جو حقوق تمہارے ذمہ عائد کئے ہیں، ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے تمہیں بے قید و بند جہالت و گمراہی میں کھلا چھوڑ دیا ہے، اس نے تمہارے کرنے اور نہ کرنے کے اچھے اور برے کام تجویز کر دیئے ہیں اور (پیغمبر اکرمؐ کے ذریعہ) سکھا دیئے ہیں۔

اس نے تمہاری عمریں مقرر و معین کر دی ہیں اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی دے کر مدتوں تم میں رکھا، یہاں تک کہ خداوند کریم نے قرآن مجید میں اپنے نبیؐ کے لئے اور تمہارے لئے دین کو پسند کرلیا اسے کامل کر دیا۔ پیغمبر اکرمؐ کے ذریعہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اوامر و نواہی تم تک پہنچا دیئے، اس نے اپنے دلائل تمہارے سامنے رکھ دیئے، اور تم پر اپنی حجت قائم کر دی اور (آنے والے) سخت عذاب سے پہلے ہی خبردار کر دیا۔(۱)

توحید و اصول علم

حضرت امیر المومنین علیہ السلام توحید سے متعلق خطبہ میں علم و معرفت کے اصول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ما وحّده مَن كيفَه ولا حقيقتَهُ أصاب مَن مَثّله ولا إيّاه عنىٰ من شبّهه ولاصمده مَن أشارَ إليه و توهمه كل معروف بنفسه مصنوع و كل قائم فى

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۳۵۰۔

سواه معلول فاعل لا باضطراب آله مُقّدِ ر لا بجول فكر ه غنيٌ لا باستفاده لا تَصحَبُهُ الأوقات ولا ترِ فِدُه الادوات سبق الأوقات كونُه والعدم وجودةُ والا بتداءَ أوله .

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا جس نے اس کا مثل ٹھہرایا اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا، جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے اس کا قصدوارادہ نہیں کیا جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اس نے اسے اپنے تصور کا پابند بنالیا۔

ہر معروف چیز اپنی ذات میں مصنوع ومخلوق ہے وہ آلات کو حرکت میں لائے بغیر فاعل ہے وہ ہر چیز کا مقرر کرنے والا ہے وہ فکر کی جولانی کے بغیر ہی وہ اپنے کام میں دوسروں کا محتاج نہیں ہے اس کا کوئی ہم نشین نہیں ہے اور نہ آلات اس کے معاون ومعین ہیں اس کی ہستی زمانہ سے پہلے اور اس کا وجود عدم پر سبقت رکھتا ہے اور اس کی ابتدا ہی اول ہے اس کے بعد حضرت امیرالمؤمنین ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا تجري عليهِ الحركة و السكون و كيف يجري عليه ما هو أجراه و يعود فيه ما هو أبداه و يحدث فيه ما هو أحدثه.

حرکت وسکون اس پر طاری نہیں ہوسکتے، بھلا جو چیز اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو، وہ اس پر کیونکر طاری ہوسکتی ہے جو چیز سب سے پہلے اس نے پیدا کی ہو وہ اس کی طرف کیونکر لوٹ سکتی ہے اور جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہوسکتی ہے، اس کے بعد پھر حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

اَلذي لا يحول ولا يزول ولا يجوز عليه الأفول لم يلد فيكون مولودا

ولم يولد فيصير محدودا جل عن اِتخاذ الأ بناء و طَهُرَ عن ملامسة النساء لا تناله الأ وهام فتقدره ولا متوهمةُ الفطَن فتصوره ولأتدركه الحواس فتحسَّهَ.

اس میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے اور نہ اس پر زوال طاری ہوتا ہے، نہ اس کے لئے غروب ہونا روا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، ورنہ یہ محدود ہو کر رہ جائے گا، وہ اہل وعیال رکھنے سے بلند وبالا اور عورتوں کو چھونے سے پاک ومنزہ ہے۔

تصورات اسے نہیں چھوسکتا کہ اس کا اندازہ لگاسکیں اور عقلیں اس کا تصور نہیں کرسکتیں تاکہ اس کی کوئی صورت مقرر کرسکیں حواس اس کا ادراک نہیں کرسکتے کہ اسے محسوس کرسکیں۔

اس کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ولا يوصف بشيء من الأجزاء ولا با لجوارح والأ عضاء ولا بعرضٍ من الأعراض ولا بالغيرية والا بعاض ولا يقال له حدٌّ ولانهاية ولا اِنقطاع و لاغاية.

ولا أنَّ الاشياء تحويه فتقلّه أوتهويه. أوأنَّ شيئاً يحمله فيميلهُ أو يعدله ليس من الاشياء بِوالج ولا عنها بخارج.....

يُخبر لابلسان ولهوات و يسمع لا بخروق وأدوات يقول ولا يلفظ و يحفظ ولا يتحفظ و يريد ولا يُضمر يحبّ ويرضیٰ من غير رقه و يُبغضُ و يغضب من غير مشقة.

يقول لمن أراد كونه' كن فيكون لا بصوت يَقرَعُ ولا بنداء يُسمع واِنما كلامه سبحانه فعل منه أنشأه ومَثَّلَه لم يكن من قبل ذلک كائناً ولو كان

قديما لكان اِلٰها ثانياً ...“

اسے اجزا اور اعضاء وجوارح میں سے کسی کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا اس کے لئے کسی حد اور اختتام، زوال پذیری اور انتہاء کو نہیں بیان کیا جاسکتا اور نہ یہ چیزیں اس پر غالب ہیں کہ ان اشیاء کے ہونے یا نہ ہونے سے اس کی عظمت میں کوئی فرق پڑتا ہو۔

اور تمام اشیاء اس کے ارادے کے تابع ہیں، وہ نہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ چیزوں کے باہر، وہ زبان کی حرکت کے بغیر خبر دیتا ہے وہ آلات سماعت اور کانوں کے سوراخوں کے بغیر سنتا ہے اور وہ تلفظ کے بغیر بات کرتا ہے وہ یاد کرنے کے بغیر ہی ہر چیز کو یاد رکھتا ہے اور وہ ضمیر اور قلب کے بغیر ارادہ کرتا ہے اور وہ رقت طبع کے بغیر دوست رکھتا اور خوشنود ہوتا ہے وہ غم وغصہ کے بغیر ہی دشمن رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے۔

وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے ”کن“ کہتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے بغیر ایسی آواز کے جو کانوں کے پردوں سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کہ جو سنی جاسکے بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہوسکتا، اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔(۱)

لوگوں کو اللہ نبیؐ اور اہلبیتؑ کی طرف رجوع کرنے کی تاکید

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام لوگوں کو اللہ، نبیؐ اور اہلبیت علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۱۳ ص ۶۹، ۸۲۔

إنَّ اللّٰـه خَصَّ مـحـمداً بالنبوة واصطفاه بالرسالةو أنبأهُ بالوحي فانال بالناس و أنال وعندنا أهل البيت معاقلُ العلم و أبوابُ الحكم و ضياءُ الأمر فمن يُـحبُّنا ينفعه إيمانُه و يُتَقَبَّل عمله و من لا يُحبُّنا لا ينفعه إيمانه ولا يُتَقَبَّل عمله و إن دأب الليل و النهار .

بے شک اللہ تبارک وتعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ مختص فرمایااور رسالت کے لئے ان کا انتخاب کیا اور انہیں وحی کے ذریعہ خبریں دیں اور انہیں لوگوں کی نسبت خیر کثیر عطا فرمایا۔ ہمارے نزدیک اہلبیت ہی علم کی عقلیں، ابواب حکمت اور امر خدا کے نور ہیں جو شخص ہمارے ساتھ محبت رکھے گا اس کا ایمان اسے نفع دے گا اور اس کا عمل مقبول ہوگا اور جو شخص ہمارے ساتھ محبت نہیں رکھے گا اس کا ایمان بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اس کا عمل بھی قبول نہیں ہوگا اگر چہ وہ عمل کرتے کرتے دن رات ایک کردیں۔(۱)

قارئین کرام! اسی گذشتہ خطبہ کی طرح آپ کا ایک اور خطبہ بھی ہے جس میں آپ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

ألا إن أبـرار عترتي و أطايب أرومتي أحلم الناس صغاراً وأعلم الناس كباراً ألا و إنّا أهل بيت من عِلم الله عُلّمنا و بحكم الله حَكمنا.

وبـقـول صادق أخذنا فإن تتَّبعوا آثارنا تهتدوا ببصائرنا و إن لم تفعلوا يُهلِكُكم الله بايدنا معنا راية الحق مَن تبعها لحق ومَن تأخر عنها غرق ألا وبنا

---

(۱) ارشاد ج اص ۲۴۱۔

تُدرک ترة کلُّ مؤمن وبنا تُخلع رِبقةُ الذل من أعناقکم و بنا فَتح لابکم و بنا یختم لابکم.

خبردار! یہ میری عترت (ع) کے نیک افراد ہیں اور اصل میں پاکیزہ افراد ہیں ان کے بچے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ حلیم اور ان کے بڑے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ عالم ہیں۔

خبردار! بے شک ہم اہلبیت کا علم اللہ کے علم سے ہوتا ہے اور اللہ کے حکم سے ہی ہمارا حکم ہوتا ہے اور ہم ہی اپنی گفتگو میں صادق ہیں۔ اگر تم لوگوں نے ہمارا اتباع کیا تو تم بھی ہماری بصیرتوں تک پہنچ جاؤ گے اور اگر تم نے ہمارا اتباع نہ کیا تو اللہ تعالی تم کو ہمارے ہاتھوں ہلاک کردے گا۔

حق وصداقت کا پرچم ہمارے پاس ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہمارے ساتھ مل جائے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ غرق وبرباد ہو جائے گا ہمارے ذریعے ہر مومن حق کو پاسکتا ہے اور ہمارے وسیلے سے ہی گردنوں میں پڑے ذلت کے طوقوں سے نجات مل سکتی ہے، ہمارے ذریعہ سے فتح حاصل کی جاسکتی ہے نہ تمہارے ذریعے سے، اور سرانجام ہمارے ہاتھ میں ہے نہ تمہارے ہاتھ میں۔ (۱)

۵۔ اسلام اور شریعت کے اوصاف

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اسلام اور شریعت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۲۴۰۔

الحمدُ للّٰه الذي شرّع الأسلام فسّهل شرائعهُ لمن ورده وأعز أركانه علیٰ مَن غالبه فجعله أمنا لمن علقهٗ وسلماً لمن دَخَلَه.

وبرهاناً لمن تكلم به و شاهداً لمن خاصم عنه و نوراً من اِستضاء به وفهما لمن عقل ولباً لمن تدبر و آيةً لمن توسم وتبصرةً لمن عزم وعبرة لمن اِتعظ ونجاةً لمن صدق وثقةً لمن توكل وراحةً لمن فوّض وَجُنةً لمن صبر.

تمام حمد اس ذات کے لئے ہے جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اس (کے سرچشمہ) ہدایت پر اترنے والوں کے لئے اس کے قوانین کو آسان بنایا اور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ وسرفرازی عطا کی چنانچہ جو اس سے وابستہ ہوا اس کے لئے امن ہے اور جو اسمیں داخل ہوا اس کے لئے سلامتی ہے جو اس کی بات کرے اس کیلئے دلیل

اور جو اس کی حمایت میں لڑے تو یہ اس پر شاہد و گواہ ہے۔

جو اس سے ضیاء حاصل کرے اسکے لئے نور ہے، عقل مند کیلئے فہم وفراست ہے، غور کرنے والے کے لئے تدبیر، تصدیق کرنے والے کے لئے نجات، بھروسہ کرنے والے کے لئے باعث اعتماد اور راحت ہے اس کیلئے جو امور کو اس کے سپرد کرے، اور صبر کرنے والے کے لئے سپر ہے۔

اس کے بعد مزید ارشاد فرماتے ہیں:

التصديق منهاجه والصالحات منارهُ والموت غايتهُ والدنيا مضمارَه والقيامة حَلَبتُه والجنة سُبقَتهُ.

تصدیق اس (اللہ اور رسول) کا راستہ ہے اور اچھے اعمال (اس کے) نشانات ہیں دنیا

گھوڑے سواری کا میدان اور موت اس کی انتہا ہے، اور دنیا اس کا میدان ہے، اور قیامت انعام کی جگہ اور جنت انعام ہے۔(۱)

۶۔فرائض اسلام کی دعوت

ایک اور خطبہ جس میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرائض کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں کو ان فرائض کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

اِنَّ أفضل ما توسّل بهِ المتوسلون اِلیٰ الله سبحانه و تعالی الایمانُ به وبرسوله والجهاد في سبيلهِ فاِنه ذروة اِلاسلام و كلمةُ اِلاخلاص فاِنها الفطره واِقامُ الصلوٰة فاِنها المِلّه واِيتاء الزكاة فاِنها فريضةٌ واجبة و صوم شهر رمضان فانة جنة من العقاب. وحَجُّ البيت واِعتماره فاِنّهما ينفيان الفقر ويرحضان الذنب' وصلة الرحم فاِنهامثراةٌ في المال ومنسأ ة في الاجِل وصدقة السرّ فانها تكفرّ الخطيئة وصدقة العلانية .

فانها تدفع ميتة السوء وصنائع المعروف 'فانها تقى مصارع الهوان. أفيضوا في ذكر الله فاِنَهُ أحسن الذكر وارغبوا فيما وعدالمتقين فاِن وعدهُ اُصدقُ الوعد .واهتدوا بهدیٰ نبيكم.

فاِنّه أفضل الهدٰی واستنؤا بسَنَّته فاِنها أهدیٰ السُنن وتعلموا القرآن فاِنهٗ أحسن الحديث وتفقهوا فيه فاِنه ربيعُ القلوب واستشفوا بنوره فاِنه شفاء الصدور وأحسنوا تلاوته فاِنّه أنفع القصص.

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۷ ص ۱۷۱۔

وإنّ العالم العامل بغير علمه كالجاهل الحائر الذي لايستفيق من جهلهِ بل الحجة ُعليه أعظم والحسرةُ له ألزَم وهو عندالله ألوَمْ.

اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا ہے اس لئے وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے اور کلمہ توحید کو اپنانا اس لئے کہ وہ فطرت (کی آواز) ہے اور نماز کی پابندی کرنا کیونکہ وہ عین دین ہے اور زکوۃ ادا کرنا کیونکہ وہ فرض اور واجب ہے۔

اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا کیونکہ وہ عذاب کی سپر ہیں اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ بجالانا کیونکہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہیں اور مخفی طور پر خیرات ادا کرنا کیونکہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے اور کھلم کھلا خیرات دینا اس لئے کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے اور لوگوں پر احسان کرنا کیونکہ وہ ذلت اور رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے۔

ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہو کیونکہ وہ بہترین ذکر ہے، اور اس چیز کی تمنا رکھو کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے اور ان کی سنت پر عمل کرو کیونکہ وہ ہدایت کا بہترین طریقہ ہے اور قرآن کا علم حاصل کرو کیونکہ وہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور وفکر کرو کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے۔

اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ وہ (سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لئے شفا ہے۔ اور اس کی اچھی طرح تلاوت کرو کیونکہ اس کے قصے، سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں، وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ اس سرگرداں جاہل کی مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں

سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر (اللہ کی) عظیم حجت قائم ہے اور حسرت و افسوس اس کا مقدر ہے، اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابل ملامت ہے۔(۱)

۷۔دنیا اور اس کی زینت سے دور رہنے پر تاکید

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام دنیا اور اس کی زینت سے ڈراتے ہوئے اور موت اور اس کے حالات کی یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وأُحذّرُكم الدنيا فإنها منزل قُلعَةٍ و ليست بدار نُجعةٍ قد تزيّنت بغرورها و غرّت بزينتها دارٌ، هانت علىٰ ربّها فخلط حلالَها بحرامها و خيرها بشرها و حياتها بموتها و حلوها بمرها.

لم يصفها الله تعالىٰ لاوليائهِ ولم يَضِنَّ بها عن أعدائهِ خيرُها زهيد و شرُّها عتيد و جمعها ينفدُو ملُكها يُسلَب و عامِرُها يَخرَب فما خير دارٍ تُنقضُ نَقض البناء وعمرٌ يُفنىٰ فيها .

فناء الزاد و مدّة تنقطع اِنقطاع اِلسير! اِجعلوا مافترضَ الله عليكم من طلبتكمُ وا سألوه من أداء حقّهِ كما سألكم وأسمِعوا دعوة الموت آذانكم قبل أن يُدعىٰ بِكُم.

میں تمہیں دنیا سے خبردار کئے دیتا ہوں کیونکہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے۔

جس کے لئے قرار نہیں ہے اور ایسا گھر ہے جس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ یہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۷ ص ۲۲۱۔

اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکہ دیتی ہے یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہے۔ چنانچہ اس نے حلال کے ساتھ حرام اور بھلائیوں کے ساتھ برائیاں اور زندگی کے ساتھ موت اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں مخلوط کردی ہیں اور اپنے دوستوں پر اس کی خصوصیات کو واضح کردیا اور دشمنوں پر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔

اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور برائیاں جہاں چاہو موجود ہیں، اسمیں اکٹھا کیا ہوا مال ختم ہو جانے والا ہے اور اس کا ملک چھن جانے والا اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں۔ بھلا اس گھر میں خیر وخوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو کمزور عمارت کی طرح گر جائے اور وہ عمر میں جو زادراہ کی طرح ختم ہو جائے اور وہ مدت میں جو چلنے پھرنے کی طرح تمام ہو جائے جن چیزوں کی تمہیں طلب وتلاش رہتی ہے ان میں اللہ تعالی کے فرائض کو بھی شامل کرلو اور جو اللہ نے تم سے چاہا ہے اسے پورا کرنے کی توفیق بھی اس سے مانگو، موت کا پیغام آنے سے پہلے اس پر توجہ دو۔

اس کے بعد اسی خطبہ میں حضرتؓ مزید فرماتے ہیں:

اِنَّ الزاهدين في الدنيا تبكي قلوبهم وان ضَحِكوا ويشتُدحزنُهم وان فَرِحوا ويكثُر مقتُهم أنفُسَهُم وان اِغتبطوا بمارُزقوا قد غاب عن قلوبكم ذكرُ الآجال وحضر تكم كواذب الآمال فصارت الدنيا. اَملكُ بكم من الأخرة والعاجلةَ أذهبَ بكمُ من الآجلة و اِنّما أنتم اِخوانُ علىٰ دين الله ما فرق بينكم اِلاخبثُ السرائر وسوءُ الضمائر فلا توازرون ولا تناصحون ولا تباذلون ولا توادوُن .

مابالَكم تفرحون باليسير من الدنيا تُدركونه.ولا يحزُنُكم الكثير من

الآخرةِ تُحرَمونهُ و يُقلقُكم اليسير من الدنيا يفوُتكم حتىٰ يتبيّن ذلك في وجوهِكُم وقِلّةِ صبرِكُمْ عمازويَ منها عنكم كأنها دار مُقامكم و كأن متاعَها باقٍ عليكم.

اس دنیا میں زاھدوں کے دل روتے ہیں، اگر چہ وہ ہنس رہے ہوں اوران پر غم واندوہ طاری رہتا ہے اگر چہ ان (کے چہروں) سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں پر انتہائی غلبہ ہوتا ہے اگر چہ وہ رزق جو انہیں میسر ہے وہ قابل رشک ہے۔

تمہارے دلوں سے موت کی یاد ختم ہوگئی ہے اور جھوٹی امیدوں نے تمہارے اندر گھر بنالیا ہے، آخرت کی بنسبت تمہارا جھکاؤ دنیا کی طرف زیادہ ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔تم دین خدا کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو۔

لیکن بدنیتی اور بدگمانی نے تم میں تفرقہ ڈال دیا ہے، نہ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ باہم پند ونصیحت کرتے ہو، نہ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہو، اور نہ تمہیں ایک دوسرے کی چاہت ہے۔

تھوڑی سی دنیا پا کر تم خوش ہوجاتے ہو لیکن آخرت کے بیشتر حصہ سے محرومی تمہیں غم زدہ نہیں کرتی ذرا سی دنیا کا تمہارے ہاتھ سے نکلنا تمہیں بے چین کردیتا ہے۔

یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز کے سلسلہ میں تمہاری بے صبری آشکار ہوجاتی ہے گویا یہ دنیا تمہارا (مستقل) مقام ہے اور دنیا کا ساز وبرگ ہمیشہ رہنے والا ہے۔(۱)

---

(۱)ابن حدید کی شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۲۳۶۔

۸۔ توکل خدا

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنی ایک دعا میں لوگوں کو خدا پر توکل اور بھروسہ کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اللّٰهم صن وجهي باليسار ولا تبذُل جاهي بالأ قتار فاستَر زقُ طالبي رزقكِ وأستعِطف شرار خلقك وأبتلىٰ بحمد مَن اعطاني وأُفتن بذمٌ مَن مَنعني و أنتَ مِن وراء ذلك كلّه ولي الاعطاءِ والمنع اِنك علىٰ كلّ شيءٍ قدير.

خدایا! میری آبرو کو غناء و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گرا کہ میں تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں۔

اور تیرے بندوں کی نگاہ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں اور جو مجھے دے اس کی مدح وثناء کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی برائی کرنے میں مشغول ہو جاؤں اور ان سب چیزوں کے پس پردہ تو ہی عطا کرنے اور روک لینے کا اختیار رکھتا ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔(۱)

ظلم سے ممانعت

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ظلم اور ظالموں کا تعاون کرنے سے منع کرتے ہوئے، اپنے خطبے میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۱ ص ۲۵۵۔

واللّٰه لان أبيتَ علىٰ حَسَک السّعدانِ مُسهّدا، أو أُجَرَّ في الاغلالِ مُصفَّداأحب اِليَّ مِن أن اُلقى اللّٰه ورسولَهُ يوم القيامةِظالماً لبعضِ العبادِ.

وغاصباً لشيءٍ من الحُطام، وكيف أظلِمُ أحداً لنفسٍ يُسرع اِلىٰ البِلىٰ قُفُولها ويطولُ في الثرىٰ حلولُها. واللهِ لقد رأيت عقيلًا، وقد أملَقَ حتىٰ استما حني من بُرِّكم صاعاً، ورأيت صبيا نه شُعثَ الشعور غُبرَ الالوانِ من فقرِهم كأنما سوُدَتْ وُجوُهُهم بالعِظلم

وعاودني مؤكداوكُررعليَّ القول مردّداً فأصغيت اِليه سمَعي فظن أنى أبيعه ديني وأتبع قيادَهُ مفارقاًطريقتي فاحميتُ لهُ حديدةً

ثم أدنيتَها من جسمهِ ليعتبرَبها فضج ضجيج ذي دَنَفٍ من ألمِها، وكاد أن يحترق من ميسمها، فقلتُ له ثَكِلتکَ الثواكِلُ ياعقيل أتئنُّ من حديدةٍ أحماها اِنسانُها للعبِه، وتجرني اِلىٰ نارٍ سجَرها جبارُها لغضبهِ أتئنُّ من الأذىٰ ولا أئِنّ من لظىٰ

خدا کی قسم مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا، اور طوق و زنجیر میں جکڑ کر گھسیٹ کر لے جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے اس کے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا کسی کا مال غصب کیا ہو میں اپنے اس نفس کی خاطر کیونکر کسی پر ظلم کر سکتا ہوں جو جلد ہی فنا ہونے والا اور مدتوں تک مٹی کے نیچے پڑا رہنے والا ہے۔

خدا میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو سخت فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا یہاں تک کہ وہ

اپنے (حصہ کے) گیہوں میں ایک صاع مجھ سے اضافی مانگنے لگے اور میں نے ان کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے اور فکر و بے نوائی سے ان کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے گویا ان کے چہرے نیل چھڑک کر سیاہ کر دیے گئے ہیں۔

وہ اصرار کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور اس بات کو بار بار دہرایا میں نے ان کی باتوں کو کان لگا کر سنا تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنی روش کو چھوڑ کر ان کے دباؤ میں آ جاؤں گا مگر میں نے یہ کیا کہ ایک لوہے کی سلاخ کو گرم کیا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیا تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔

چنانچہ وہ اس طرح چیخے جس طرح بیمار درد و کرب سے چیختا ہے اور قریب تھا ان کا بدن اس داغ دینے سے جل جائے پھر میں نے ان سے کہا کہ اے عقیل رونے والیاں تجھ پر روئیں کیا تم اس لوہے کے ٹکڑے سے چیخ اٹھے ہو۔ جسے ایک انسان نے ہنسی مذاق میں (جلانے کی نیت کے بغیر) گرم کیا ہے۔ اور تم مجھے اس آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو کہ جس کو خداوند قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے۔ تم تو اذیت سے چیخو۔ اور میں جہنم کے شعلوں سے نہ چلاؤں۔(۱)

۱۰۔ تقویٰ اور خوف خدا

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام لوگوں کو تقویٰ اور خوف خدا اختیار کرنے پر تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

عبادُاللہ اُوصیکم بتقویٰ اللہ فاِنھا حق اللہ علیکم والمُوجِبۃُ علیٰ اللہِ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۱ ص ۲۴۵۔

حَقَّكم وأن تستعينوا عليها بالله وتستعينوا بها علىٰ الله فإنَّ التقوىٰ في اليوم الحرزوالجنة وفي غدِ الطريق إلىٰ الجنة مَسلكُها واضح وسالِكُها رابح ومستَودَعُها حافِظ. لم تَبرح عارضةً نَفسها علىٰ الأُمم الماضين منكم والغابرين.

لحاجتِهم إليها غداً إذا أعاد اللّٰهُ ماأبدىٰ وأخذما أعطىٰ وسأل عمّا أسدىٰ فما أقلَّ مَن قَبِلَها وحَمَلَها حقَّ حَملِها أولٰئِکَ الا قلّون عدداً وَهم أهلُ صفةِ اللّٰه سبحانَهُ أذيقول "وقليلٌ مِن عبادي الشكور"

اے بندگان خدا میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تم پر حق ہے جو اللہ پر تمہارے حق کو ثابت کرنے کا مُوجب بنتا ہے۔ تقویٰ کے ذریعہ اللہ سے مدد طلب کرو اور (تقرب) الٰہی کے لئے اس سے مدد مانگو اس لئے کہ تقوی اس دنیا میں پناہ و سپر ہے اور کل جنت میں وہ ایک واضح اور آشکار راستہ ہے اور اس کی راہ پر چلنے والا نفع میں رہے گا جو اس کا حامل ہے اس کا یہ نگہبان ہے۔

یہ تقوی اپنے آپ کو گذشتہ اور آئندہ آنے والی امتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے کیونکہ ان سب کو کل اس کی ضرورت ہوگی۔ کل جب خداوند عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو ان کو دے رکھا ہے وہ واپس لے گا اور اپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا تو اسے قبول کرنے والے اور اس کا پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی کم نکلیں گے وہ گنتی کے اعتبار سے کم اور اللہ کے اس قول کے مصداق ہیں "میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں اس کے بعد حضرت اسی خطبہ میں مزید فرماتے ہیں:

أيقظوا بها نومَكُم واقطعوا بها يَومَكم واشعروها قلوبَكم وارحَضوا بها ذُنوبَكم وداووا بها الأسقام و بادروا بها الحِمام واعتبروا بمَن أضاعها ولا يَعتَبِرَنَّ بكم مَن أطاعها.

اسے خواب غفلت سے چونکنے کا ذریعہ بناؤ اور اسی میں اپنے دن کاٹ دو اور اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور گناہوں کو اس کے ذریعہ سے دھوڈالو اور اس سے اپنی بیماریوں کا علاج کرو اور موت سے پہلے اس کا توشہ حاصل کرو اور جنہوں نے اسے ضائع و برباد کیا ہے ان سے عبرت حاصل کرو جو تقویٰ پر عمل کرے گا دوسروں کیلئے نمونہ عمل قرار پائے گا۔(۱)

کلمات قصار' جلالت معنیٰ اور بہترین روش کا ایجاد کرنا

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ اسلام کے کلمات قصار جلالت معنیٰ اور بداعات سبب کا اعلیٰ نمونہ ہیں جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

فإنَّ الغاية أمامَكُم وأنَّ وراء كُم الساعةَ تحدو كم تَخفّفوا تلحقو افإنّما يُنتظَرُ باوّلِكُم آخرِكم.

تمہاری منزل مقصود تمہارے سامنے ہے موت کی ساعت تمہارے پیچھے ہے جو تمہیں آگے کی طرف لئے چل رہی ہے ہلکے پھلکے رہو تا کہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو تم سے پہلے جانے والے، آنے والوں کے منتظر ہیں تا کہ یہ بھی ان تک پہنچ جائیں۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۳ ص ۱۱۵۔۱۱۶۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ کلام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس کلام سے بھی ان کلمات کا موازنہ کیا جائے تو حسن وخوبی میں ان کا پلہ بھاری رہے گا اور ہر حیثیت سے یہ کلمات ممتاز نظر آئیں گے۔(۱)

لوگوں کو عمل صالح کی طرف رغبت دلانا

لوگوں کو عمل صالح کی طرف رغبت دلاتے ہوئے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اِن المالَ و البنینَ حرثُ الدنیا والعمل الصالح حرثُ الآخرة.

وُقد یجمعُهما الله تعالیٰ لأقوام فاحذروا من اللّٰه ما احذّرکم مِن نفسه واخشوهُ خشیة لیست بتعزیر واعملوا من غیر ریاءٍ ولا سمعةٍ فاِنه من یعمل لغیرِ اللّٰه یکلهُ اللّٰه اِلیٰ مَن عَمِلَ له نسأ ل اللّٰهَ منازلَ الشهداء و معایشة السعداء و مرافقة الأنبیاء.

بے شک مال اور اولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے اور بعض لوگوں کے لئے اللہ ان دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے، جتنا اللہ نے ڈرایا ہے اتنا اس سے ڈرتے اور خوف کھاتے رہو کہ تمہیں عذر نہ کرنا پڑے، اس لئے بغیر ریا کے عمل انجام دو کیونکہ جو شخص کسی اور کے لئے عمل انجام دیتا ہے، اللہ اس کو اسی کے حوالے کر دیتا ہے۔

ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت اور نیک لوگوں کی معاشرت اور انبیاء کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔(۲)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۳۰۱۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۳۱۲۔

موت کے بعدکا خوف وہراس

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام موت کے بعد پیش آنے والے خوف وہراس کا منظر اپنے ایک خطبہ میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

فاِنکم لو قدعاینتم ماقد عاینَ من ماتَ منکم لجزعتُم و وَھلتم و سَمِعتمُ و أُطعتم ولکن محجوبٌ عنکم ماقد عاینوا. و قریبٌ مایُطرح الحجاب ولقد بُصّرتم ان أبصرتم و أُسمِعتُم اِن سَمِعتم و ھُدیتم اِن اِھتدیتم وبحقٍ أقول لُکم: لقد جاھرتکم العبِرَ و زُجِرتُم بما فیه. مزدَجَر و ما یبلّغُ عن الله بعد رُسُل السماءِ اِلاّ البشر.

جن چیزوں کوتمہارے مرنے والوں نے دیکھا ہے۔اگرتم بھی انہیں دیکھ لیتے توتم پریشان، سراسیمہ اور مضطرب ہو جاتے اور (حق کی بات) سنتے اوراس پرعمل کرتے لیکن جو انہوں نے دیکھا ہے وہ ابھی تک تم سے پوشیدہ ہےاورقریب ہے کہ وہ پردہ اٹھادیا جائے۔

اگرتم چشم بینااور گوش شنوار کھتے ہوتوتمہیں سنایااوردکھایاجاچکاہےاوراگرتم کوہدایت کی طلب ہےتوتمہیں ہدایت کی جاچکی ہے میں سچ کہہ رہاہوں کہ عبرتیں تمہیں بلندآواز سے پکاررہی ہیں اوردھمکانے والی چیزوں سے تمہیں دھمکایا جاچکا ہے۔آسمانی رسولوں (فرشتوں) کے بعد بشرہی ہیں جوتم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں (۱)

علم اور علماء کی فضیلت۔

حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام حضرت کمیل بن زیادکوایک وصیت

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۹۸۔

میں علم اور علماء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

یا کُمیل اِنَّ ھذہ القلوب أوعیة فخیرُھا أوعاھا احفظ ما أقول لک اَلناس ثلاثةُ عالم رَبّاني و متعلّم علیٰ سبیل النجاۃ و ھمج رعاعٌ اَتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیئوا بنور العلم.

ولم یلجئوا اِلیٰ رکن وثیق. یا کمیل العلم خیر مِنَ المال ،العلم یحرسُک و أنت تحرس المال العلم یزکوٰ علیٰ اِلانفاق والمال یزول و محبة العلم دین یُدان بہ یکسبہ الطاعة فی حیاتہ و جمیل الاحدوثہ بعد مماتہ العلم حاکم والمالُ محکوم علیہ یا کمیل مات خزانِ المال وھم أحیاء والعلماء باقون ما بقي الدھر أعیانھم مفقودہ و أمثالھم في القلوب موجودۃ.

اے کمیل! یہ دل، اسرار و رموز کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت رکھنے والا ہو لہذا جو میں تمہیں بتاؤں، تم اسے یاد رکھنا۔

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہیں ایک عالم ربانی، دوسرا متعلم جو نجات کی راہ پر برقرار ہے اور تیسرے عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو جاتا ہے، اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے، نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیاء کیا اور نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔

اے کمیل! یاد رکھنا علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تم اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے۔

اے کمیل! علم کی محبت ایک فریضہ ہے جس کو ادا کرنا ضروری ہے علم کے ذریعہ انسان

اپنی زندگی میں اطاعت کا انداز سیکھتا ہے، اور مرنے کے بعد اس کی خوبیاں باقی رہتی ہیں یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے مردہ ہوتے ہیں اور علماء رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں، بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں لیکن ان کی صورتیں دلوں میں باقی رہتی ہیں۔(۱)

غصب شدہ حق سے متعلق

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے غصب کئے گئے حق سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

امابعد! جب خداوند عالم نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبض فرمایا تو ہم نے کہا: ہم ہی اس کے اہلبیت رشتہ دار اس کے وارث اور اولیاء ہیں، باقی عوام کی نسبت ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں ہم اس کے حق اور حکومت میں جھگڑا نہیں کرتے۔

جب منافقوں نے اعراض کیا اور انہوں نے ہمارے نبی کے حق و حکومت کو ہم سے چھین لیا اور اس کو ہمارے غیر کے حوالے کر دیا، خدا کی قسم اس وقت ہمارے دلوں اور ہماری آنکھوں نے مل کر سخت گریہ کیا اور ان کے اس عمل سے ہمیں سخت صدمہ پہنچا جس سے ہمارا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

خدا کی قسم اگر ہمیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور ان میں سے اکثر لوگوں کے دین چھوڑ کر کفر کی طرف پلٹ جانے کا خوف نہ ہوتا، تو ہم بتا دیتے کہ ہمارے اندر بھی بیعت لینے کی

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۱۳۲۔

طاقت موجود ہے اور اس وقت لوگ میری بیعت کرتے ان دونوں (طلحہ اور زبیر) نے مجبوراً میری بیعت کی۔

پھر یہ دونوں بصرہ کے لالچ میں کھڑے ہوگئے اور تمہارے درمیان اختلاف ڈالنے میں کمر باندھ لی یہ اس ارادے کے ساتھ اٹھے کہ بصرہ میں تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالیں اور یہ دونوں تمہارے پاس آ گئے۔ پروردگار! انہیں اس امت کو دھوکا اور عوام کو فریب دینے پر سخت مصیبت میں گرفتار فرما۔(۱)

اللہ تعالیٰ سے شباہت کی نفی

شعبی کی روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے تشبیہ کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ جملے کہتے ہوئے سنا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جو ساتویں طبق پر چھپا ہوا ہے اور اس کی بلندی کی کس طرح مثال پیش کروں۔ چنانچہ پھر حضرت نے اس سے کہا:

یا ویلک اِن اللّٰہ أجلّ من أن یحتجب عن شیء أو یُحتجب عنه شَیء سبحان الذي لایحویه مکان ولا یخفیٰ علیه شیء في الأرض ولا في السماء.

وائے ہو تجھ پر! اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ وہ کسی چیز میں چھپے یا کوئی چیز اس میں پوشیدہ ہو، اللہ تو وہ پاک و پاکیزہ ذات ہے جو کسی جگہ قبضہ نہیں کرتی اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اس سے مخفی نہیں۔(۲)

---

(۱) ارشاد ج ا ص ۲۴۵۔۲۴۶۔

(۲) ارشاد ج ا ص ۲۲۴۔

قضاء و قدر

قضاء وقدر ان ابحاث میں سے ہے جس میں اکثر لوگ غلطی کر جاتے ہیں اور بعض لوگ تو اس سے منحرف ہو گئے ہیں۔ لیکن حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے کلام میں اس کی اس طرح تصریح فرمائی ہے کہ یہ مسئلہ واضح اور اس کا ابہام دور ہو گیا۔

چنانچہ مرحوم کلینی علی بن محمد کی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین ختم ہونے کے بعد ایک شخص حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

اے امیر المومنین! ہمیں بتائیں کہ آپ کے اور اس قوم کے درمیان ہونے والی جنگ اللہ تعالی کی قضاء وقدر کے مطابق ہے؟ تب حضرت امیر المومنین نے فرمایا:

ماعَلَوْتم تلعةً ولا هَبطتم وادياً اِلاّ وللّٰهِ فيه قضاء و قدر.

تمہارا بلندی پر پہنچنا اور وادی میں اترنا سب قضاؤ قدر کے مطابق ہے۔

وہ شخص کہتا ہے کہ اے امیر المومنین! کیا یہ کام اللہ کے نزدیک عنایت شمار ہوگا۔ تب حضرت نے اس سے فرمایا:

مه يا شيخ!فو اللّٰه لقد عظّمَ اللّٰه الأ جر في مسير كم و أنتم سائرون وفي مقامكم وأنتم مقيمون ،وفي منصرفكم و أنتم منصرفون ولم تكونوافي شيءٍ من حالاتكم مكرهين ولا اِليه مضطرّين.

اے شیخ منتظر رہو، خداوند عالم انھیں کاموں کے ذریعہ تمہیں اجر دیتا ہے اور تم تمام کام انجام دیتے رہتے ہو اور کسی بھی کام میں مجبور اور مضطر نہیں ہو۔

پھر شیخ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے حالات میں کسی چیز کی طرف مجبور و مضطر نہ ہوں جبکہ قضاء وقدر ہی ہمارا راستہ ہے اور اسی سے ہم منقلب اور منصرف ہوتے ہیں؟

حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا:

و تظن أنهٗ كان قضاءً حتماً وقدراً لازماً اِنه لو كان كذلک لبطل الثواب والعقاب والأمر والنهي والزجر من الله وسقط معنىٰ الوعد والوعيد فلم تكن لائمة للمذنب ولا محمده للمحسن ولكان المذنب أولىٰ بالاحسان من المحسن ولكان المحسن أولىٰ بالعقوبةِ من المذنب ،

تلک مقالة اِخوان عبدة الأوثان و خُصماء الرحمن وحزبْ الشيطان وقدرية هذه الامة ومجوسها. ان الله تعالى كلّف تخييراً ونهىٰ تحذيراً وأعطىٰ علىٰ القليل كثيراً ولم يُعصَ مغلوباً.

ولم يُطَع مكرَها ولم يملّک مفوّضاً ولم يَخلق السماوات والأرض ومابينهما باطلا ولم يبعث النّبين مبشرين ومنذرين عبثاً ذلک ظن الذين كفروا فويل للذين كفروا من النار.

شاید تم نے قضاء وقدر کو حتمی و لازمی سمجھ لیا ہے (کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں) اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ کوئی ثواب کا سوال پیدا ہوتا نہ عذاب کا، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے امر و نہی اور ڈرانے کا کوئی مفہوم ہوتا، نہ وعدہ کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے، گناہ گار کا کوئی گناہ نہ ہوتا اور محسن کی کوئی تعریف نہ ہوتی اور گناہگار محسن کی نسبت احسان کا زیادہ حق دار ٹھہرتا اور محسن، گناہ گار

کی نسبت عقاب کا زیادہ سزاوار بن جاتا ہے۔

یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو بتوں کے پجاری اور رحمٰن کے دشمن اور شیطان کے لشکر کے سپاہی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور عذاب سے ڈراتے ہوئے نہی کی ہے اور تھوڑا کرنے پر زیادہ اجر دیتا ہے اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے اسکی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے اور وہ ایسا مالک بھی نہیں ہے جو مفوض ہو اور آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس نے اسے بیکار پیدا بھی نہیں کیا ہے۔

اس نے بشارت دینے والے، اور ڈرانے والے نبیوں کو بے فائدہ نہیں بھیجا یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا اور کفر اختیار کرنے والوں کیلئے جہنم ہے۔

یہ سن کر شیخ نے یہ اشعار پڑھے:

أنت الامام الذي نرجو بطاعته.

یوم النجاۃ من الرحمن غفرانا .

أوضحت من أمرِنا ما کان ملتبساً

جزاک ربُک بالأحسان اِحسانا.

آپ وہ امام ہیں جن کی اطاعت کے ذریعے ہم امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا وند رحمٰن ہمارے گناہ معاف کر دے گا، ہم پر یہ پوشیدہ معاملہ ظاہر ہو گیا اللہ ہی آپ کو اپنے احسان کے ساتھ بہترین جزا دے گا۔(۱)

---

(۱) جناب کلینی کی کافی، کتاب توحید ص ۱۵۵،۱۵۶۔

ایک اور روایت میں حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام قضاء وقدر کی وضاحت بیان کرتے ہیں ۔جس کو والبی نے جناب ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ مجھے قدر کے متعلق بتائیں کہ قدر کیا ہے؟

چنانچہ حضرت نے فرمایا:

طریق مظلم فلا تسلکوه.

یہ ایک تاریک راستہ ہے لہٰذا تم اس کے مسافر نہ بنو۔

وہ پھر عرض کرتا ہے کہ مجھے قدر کے متعلق بتائیں۔

حضرت نے فرمایا:

سرُ الله فلاتفشه.

یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے افشا نہ کرو۔

وہ پھر کہتا ہے کہ مجھے قدر کے متعلق بتائیں۔

حضرت نے فرمایا:

بَحرٌ عميق فلا تَلِجَهُ.

یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو۔

پھر ارشاد فرمایا:

اے سائل بتا! اللہ تعالیٰ نے تجھے کس طرح خلق کیا ہے؟ کیا اس نے تجھے تیری مرضی

کے مطابق پیدا کیا یا اپنی مرضی کے مطابق؟

وہ کہنے لگا کہ اس نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہے۔

حضرت نے پھر پوچھا:

کیا تمہاری موت اسی کی مرضی کے مطابق ہو گی یا تیری مرضی کے مطابق؟ وہ کہنے لگا کہ میری موت اسی کی مرضی کے مطابق ہو گی جس طرح وہ چاہے گا اسی طرح موت دے گا۔

حضرت نے ارشاد فرمایا:

اَلکَ مشیّہ فوق مشیّۃ اللّٰہ ام لک مشیّہ مع مشیّۃ اللّٰہ أو لکَ مشیّۃ دون مشیّۃالـلـه فاِن قلت لکَ مشیّۃ فوق مشیّۃاللّٰہ فقد ادعیت الغلبه للّٰہ تعالیٰ واِن قلتَ لکَ مشیّۃَ مع مشیّۃ الله فقد اِدعیت اَلشر که واِن قلتَ مشیتي دون مشیته فقد اِکتیفت بمشیّتک دون مشیّۃالله.

کیا تیری مشیت اللہ کی مشیت سے مافوق ہے؟ یا تیری مشیت اللہ کی مشیت کے برابر ہے؟ یا تیری مشیت اللہ کی مشیت کے علاوہ ہے؟ اگر تم نے یہ کہا کہ تیری مشیت اللہ کی مشیت سے مافوق ہے تو تم نے اللہ پر غلبہ کا دعویٰ کیا ہے اور اگر تم نے کہا کہ میری مشیت اللہ کی مشیت کے برابر ہے تو تم نے اللہ کے ساتھ شریک ہونے کا دعویٰ کیا اور اگر تم نے یہ کہا کہ میری مشیت اللہ کی مشیت کے علاوہ ہے تو پھر تم نے صرف اپنی مشیت پر اکتفاء کیا اور اللہ کی مشیت کو ضروری نہ سمجھا۔

پھر حضرت نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تم یہ جملہ ادا کرو:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

اللہ تعالی کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، اس نے یہ جملہ ادا کیا پھر اس نے حضرت سے عرض کی کہ آپ اس کی تفسیر سے آگاہ فرمادیں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا:

لاحول عن معصیۃ اللّٰہ الاّ بعصمتہ ولا قوّۃ علیٰ طاعتہ الاّ بمعونَتِہ.

اللہ کی عصمت کے بغیر اس کی معصیت سے بچنا مشکل ہے اس کی مدد کے بغیر اس کی اطاعت کرنا دشوار ہے۔

حضرت نے پوچھا: کیا اب تم نے اللہ کو سمجھ لیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔

حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

الأن أسلم أخوکم قوموا الیہ فصافحوہ.

اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہو گیا ہے اٹھو اور اس کے ساتھ مصافحہ کرو۔ (۱)

مسلمانوں کے درمیان اس بات میں اختلاف چلا آرہا ہے کہ آیا عمل ایمان میں داخل ہے یا داخل نہیں ہے؟ شیعہ اور معتزلہ کہتے ہیں داخل ہے اور مرجعہ کہتے ہیں کہ داخل نہیں ہے، چنانچہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جن کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"علی مع الحق والحق مع علی."

---

(۱) سبط ابن جوزی کی تذکرۃ الخواص ص ۱۴۴۔

علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں:

لانسُبَنَّ الأُسلام نِسبةً لم ينسُبها أحدٌ قبلي،اِلاسلام هو التسليم والتسليم هو اليقين واليقين هو التصديق والتصديق هو اِلاقرار واِلاقرار هو الأداء والأداء هو العمل.

اسلام کے ساتھ مجھے وہ نسبت دو جو مجھ سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی ہو (کیونکہ) اسلام ہی تسلیم ہے اور تسلیم ہی یقین ہے اور یقین کسی چیز کی تصدیق کرنا ہے اور کسی چیز کی تصدیق کرنا ہی اقرار کہلاتا ہے اور کسی چیز کا اقرار ادا ہوا کرتا ہے اور ادا کا نام ہی عمل ہوتا ہے۔(۱)

حضرت حجت کے بارے میں بشارت

جیسا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت نے امام منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کی بشارت دی ہے اور حضرت علیؑ بھی اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لتعطفن الدنيا علينا بعد شمارسها عطف الضَروس على وَلَدِها: و تلا عقيب ذلک: ﴿ونَريد أن نمنَّ علىٰ الذين اِستضُعفوا في الأرض ونجعلَهُم أئمةً و نجعلَهُم الوارثين.﴾

یہ دنیا اپنا زور دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۸ ص ۳۱۳۔

اپنے بچے کے طرف جھکتی ہے اس کے بعد حضرت نے (سورہ قصص کی پانچویں آیت کی تلاوت فرمائی) ہم یہ چاہتے ہیں کہ جولوگ زمین میں کمزور کردیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اوران کو پیشوا بنائیں اورانہی کو (اس زمین کا) مالک قرار دیں۔(۱)

ایک اور مقام پر حضرت امیر المومنین اپنے کلام میں کمیل بن زیاد نخعی کو حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے متعلق بتاتے ہیں۔

اللھم بلیٰ لاتخلو الأرض من قائم للهِ بحجّة اِماً ظاهراً مشهوراً واِما خائفاً مغموراً لئلا تبطُل حجج اللهِ و بيّناتِهِ.

ہاں زمین کبھی ایسے فرد سے خالی نہیں رہ سکتی جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں، تا کہ اللہ کی دلیلیں اور بینات مٹنے نہ پائیں۔(۲)

حکمت اور موعظہ

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کیلئے زادراہ مہیا کرنے کے سلسلے میں وعظ ونصیحت فرماتے ہیں:

خذوا. رحِمَكم الله. مِن ممرّ كم لمقرّكم ولا تهتكوا أستارَكم عند مَن لا تخفىٰ عليه أسرارَ كم وأخرجوا مِن الدنيا قلوبَكم قبل أن تخرج منها أبدانكم فللآخرة خُلقتم و في الدنيا حُبستم اِنّ المرء اِذا هلك قالت الملائكة ما قدّم؟ وقال الناس ماخلّف ؟

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۹ ص ۲۹۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱۸ ص ۳۴۷۔

فللّٰہ آباؤ کم قدموا بعضاً یکن لکم ولا تُخلّفوا کلًّا فیکون علیکم فاِنما مثلُ الدُنیا مثلُ السَمِّ یاکلہ مَن لا یَعرفہُ.

اے لوگو!

اللہ تم پر رحم کرے اس راہ گزر سے اپنی منزل کے لئے توشہ اٹھالو، جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو قبل اس کے کہ تمہارے جسم اس دنیا سے الگ کر دیے جائیں اپنے دل اس سے ہٹالو اس دنیا میں تمہیں محبوس کیا گیا ہے لیکن تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے جب کوئی انسان مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے آگے کے لئے کیا ساز وسامان بھیجا ہے۔

اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہاں کیا چھوڑ کر گیا ہے خدا تمہارا بھلا کرے کچھ آگے کے لئے بھیجو خدا کی قسم تمہارے بزرگوں نے آگے کیلئے کچھ نہ کچھ روانہ کیا ہے جس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ملے گا لہٰذا تم بھی سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لئے بوجھ بنے گا کیونکہ یہ دنیا زہر کی مانند ہے جو اسے نہیں پہچانتا اسے وہ ہڑپ کر جاتی ہے۔

اسی کے متعلق حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام مزید اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

لا حیاۃ اِلاّ بالدین ولا موت الا بجحود الیقین فاشربوا العذب الفرات یُنَبِّھکم من نومۃ السبات واِیّاکم والسَمائم المھلکات.

دین زندگی ہے اور یقین کا انکار موت ہے اور گوارا پانی کا ذائقہ چکھنا ہے تمہیں غفلت سے بیدار کیا گیا ہے اس سے بچو، اور ہلاک کنندہ زہر سے دور رہو۔

اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا:

الدنیا دار صدقٍ لمن عَرَفها ،ومضمارُ الخَلاص لِمَن تزوَّد منها ، هي مَهبطُ وحي الله ومتجَرُأولیائه اتَّجروا فربحوا الجنّة.

دنیا صداقت کی جگہ ہے جس نے اسکو پیچان لیا اور جو اس دنیا سے اپنا زادراہ فراہم کرتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے (کیونکہ) یہی دنیا ہے جہاں اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے یہ اولیاء خدا کی تجارت گاہ ہے تم بھی یہاں تجارت کروتا کہ فائدہ حاصل کرسکو۔(۱)

شناخت پرودگار

جب ذعلب یمانی نے آپؑ سے سوال کیا کہ یاامیرالمومنین کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو حضرت امیر المؤمنینؑ نے ارشاد فرمایا:

أفا أعبد مالا ارى.

کیا میں اس اللہ کی عبادت کرسکتا ہوں جسے میں نے دیکھا نہ ہو، حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اس کلام سے مختلف پہلو نکلتے ہیں جن میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے اس کلام میں اللہ کے ساتھ تشبیہ کی نفی فرمائی ہے)ذعلب کہتا ہے مولا آپؑ کس طرح دیکھتے ہیں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا:

لا تُدرکه العیون بمشاهدةِ العیان ولکن تدرکهُ القلوب بحقائقِ الایمان قریبٌ مَن الاشیاء غیرُ ملامسٍ بعیدٌ منها غیرَ مُباینٌ متکلّم بلا رویّة

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۲۹۵، ۲۹۶۔

مُرید لا بھمّہ صانعٌ لا بجارحۃٍ لطیف لا یوصَفُ بالجفاء کبیرٌ لا یوصف بالجفا بصیرٌ لا یوصَفُ بالحاسَّۃ رحیمٌ لا یوصفُ بالرّقۃ تعنوا الوجوۃ لعظمتہِ وتجِبُ القلوب من مخافتہ۔

اسے ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ اسے دل کی آنکھوں اور ایمان کے حقائق کے ذریعہ سے دیکھا جا سکتا ہے لیکن جسمانی اتصال کے طور پر نہیں وہ ہر شیء سے دور ہے لیکن الگ نہیں وہ غور وفکر کرنے کے بغیر کلام کرنے والا اور آمادگی کے بغیر قصد وارادہ کرنے والا اور اعضاء کی مدد کے بغیر بنانے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی لطیف ہے مگر پوشیدگی سے اسے متصف نہیں کیا جاسکتا وہ بزرگ وبرتر ہے لیکن تندخوئی اور بدخلقی کی صفت اس میں نہیں ہے وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اسے موصوف نہیں کیا جاسکتا وہ رحم کرنے والا ہے اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا چہرے اس کی عظمت کے سامنے ذلیل وخوار اور دل اس کے خوف سے لرزاں وہراساں ہیں۔(۱)

خواهشات کی پیروی

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنے پاک کلام میں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے سے ڈراتے ہوئے قرآن مجید کی عظمت اور اس کے دلوں پر اثرات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

انتفعوا ببیان اللّٰہ واتعظوا بمواعظِ اللّٰہ واقبلوا نصیحۃ اللّٰہ فاِن اللّٰہ قد

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۰ ص ۶۴۔

أعذَرَ إليكم بالجليةِ وأخذ عليكم الحُجّة وبيّن لكم محابّهُ من الأعمال ومكارهَهُ منها لتتبعوا هذه وتجتنبوا هذه.

خداوند عالم کے ارشادات سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکے موعظوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحتوں پر عمل کرو کیونکہ اس نے واضح دلیلوں سے تمہارے لئے عذر کی گنجائش نہیں رکھی اور تم پر (پوری طرح) حجت کو تمام کر دیا ہے اور اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال تم سے بیان کر دیے ہیں تا کہ اچھے اعمال بجالاؤ اور برے اعمال سے دوری اختیار کرو۔

جیسا کہ اس سلسلہ میں حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الجنة حُفّت بالمكارِهِ وإنَّ النارَ حُفّت بالشهوات .

بے شک جنت سختیوں سے گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے۔

حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں:

واعلموا أنّه مامن طاعة للّٰه في شيءٍ إلاّ ياتي في كرهٍ وما مِن معصية للّٰه في شيء إلا ياتي في شهوة فرحم اللّٰه اِمرءاً نزع عن شهوتهِ وقمع هوىٰ نفسهِ فإن هذه النفس أبعدُ شيءٍ منزعاً وإنّها لاتزال تنزِعُ إلىٰ معصيةٌ في هوىٰ .

یاد رکھو کہ اللہ کی اطاعت سختی کے ہمراہ ہے اور اسکی معصیت ہوا وہوس کے ہمراہ ہے خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خواہشوں سے دوری اختیار کرے اور ہوا وہوس کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکے کیونکہ نفس خواہشات میں لامحدود حد تک بڑھنے والا ہے اور وہ ہمیشہ خواہش و آرزوئے گناہ کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

عظمت قرآن

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قرآن کی عظمت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

واعلموا أنَّ هذا القرآنَ هو الناصح الذي لایَغُشُّ ، والهادي الذي لا یضل ،والمحدّثُ الذي لا یکذب وما جالَسَ هذا القرآن أحدٌ اِلاّ قامَ عنهُ بزیادةٍ أونقصانٍ زیادة في هدیٰ أونقصان من عمیٰ .

واعلموا أنه لیس علیٰ أحد بعد القرآن مِن فاقة ولا لأحد قبل القرآن مِن غنیٰ فاستشفوه من أدوائِکم واستعینوا به علیٰ لأ وائکم فاِن فیه شفاءً من أکبر الداء وهو الکفرُ والنفاقُ والغُّي والضلال فاسألوا اللّٰهَ به وتوجّهوا اِلیه بِحُبهِ ولا تسألوا به خَلقِهِ اِنّه ماتوجّه اِلیٰ الله تعالیٰ بمثله .

یادرکھو ! یہ قرآن مجید ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا، ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا جو بھی قرآن کا ہم نشین ہوا وہ گمراہی وضلالت سے نکل کر ہدایت پا گیا۔ جان لو کسی کو قرآن (کی تعلیمات) کے بعد کسی اور لائحہ عمل کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے) سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے اسکے ذریعے بیماریوں سے بچنے کی شفاء طلب کرو اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر ونفاق اور ضلالت وگمراہی جیسی بڑی بڑی بیماریوں کی شفاء پائی جاتی ہے اس کے ذریعے اللہ سے مانگو اور اس کی محبت کو لیکر اس کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ یقیناً یہ بندوں کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اس کے بعد حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں:

واعلموا أنہ شافعٌ مُشفَّعُ وقائلٌ مصدّق وأنه من شَفع له القرآنُ يوم القيامة شفّع فيه ومن مَحَل به القرآن يومِ القيامة صُدِّق عليه فإنهُ ينادي منادِ يوم القيامةُ. الا اِنّ كل حارثٍ مبتلىً في حرثهِ وعاقبة عملهِ غير حَرَثةِ القرآن .

فكونوا من حَرثَتهِ وأتباعه واستدلّوهُ على رِبّكم واستنصحو هُ علىٰ أنفسكم واتهموا عليه آراء كُمُ واُستغشوا فيه اهواء كم. العمل العَمَل ثم النهاية النهاية والأ ستقامةَ الاستقامةَثم الصبرَ الصبرَ والورَعَ الورعَ.

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا وہ اس کے حق میں مانی جائے گی اور اس روز جس کے عیوب بتائے گا تو اس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی قیامت کے دن ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا۔

دیکھو! قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہے لہٰذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیروکار بنو اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لئے اسے دلیل راہ بناؤ اپنے نفسوں کے لئے اس سے پند و نصیحت حاصل کرو اور اس کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں کو غلط و فریب خوردہ سمجھو، عمل کرو عمل کرو اور عاقبت و انجام کو دیکھو، استوار و پائدار رہو پھر یہ کہ صبر کرو صبر کرو، تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو۔(۱)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۰ ص ۱۶، ۲۴.

بارھویں فصل

حضرت علیؑ کا عوام کے ساتھ طرز عمل

عوام الناس کے ساتھ حضرت علیؑ کا طرز عمل

جب کہ آپ پوری امت کے امام تھے اور سبھی لوگوں نے آپ کی بیعت کی تھی لیکن آپ لوگوں کے درمیان ایک عام شخص کی طرح زندگی بسر کرتے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے' سلاطین اور بادشاہوں کی سطوت وتکبر سے بہت دور رہتے آپ لوگوں کے درمیان زندگی بسر کرتے اور ان کی مشکلات حل کرتے' اور ان کی اس طرح تربیت فرماتے جس طرح اللہ تعالی نے اپنی پاک کتاب میں حکم دیا ہے۔

☆ ابجر ابن جرموز اپنے باپ سے روایت بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو مسجد کوفہ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا آپ بازار تشریف لے گئے آپ کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ اور آپ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالی سے ڈرنے، سچ بولنے، اور عمدہ خرید وفروخت کرنے اور پوری ناپ تول کرنے کی ہدایت فرمارہے تھے۔(۱)

☆ ابومطر روایت بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے نکلا وہاں ایک شخص لوگوں کو خدا سے ڈرارہا تھا اور انھیں ناپ اور تول کے سلسلے میں وعظ ونصیحت کررہا تھا جب میں نے غور

---

(۱) ابن عبدالبر کی استیعاب ج۲ ص۴۶۵۔

سے دیکھا تو وہ علیؑ تھے ان کے پاس کوڑا تھا اور اسی طرح وعظ کرتے ہوئے وہ ''بازار ابل'' کی طرف بڑھ گئے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ خرید و فروخت ضرور کرو لیکن قسمیں نہ کھاؤ کیونکہ قسمیں کھانے سے بخل پیدا ہوتا ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ایک کھجوروں کے مالک کے پاس آئے وہاں اس کی ملازمہ رو رہی تھی حضرت نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا میں نے ان کھجوروں کو ایک درہم میں خریدا ہے اور میرا مولا اس کو قبول کرنے پر راضی نہیں ہے۔

حضرت نے اس کو ایک درہم دے دیا اور کہا کہ اپنے مالک کو دے دینا اور وہ راضی ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے مالک سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کون ہیں اس نے کہا نہیں، میں نے بتایا یہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اس نے کھجور اٹھائے اور درہم دے دیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ امیر المومنین علیہ السلام مجھ سے راضی رہیں۔

آپ نے فرمایا جب تم نے معاملہ ٹھیک کر لیا ہے میں تجھ سے راضی ہوں اور پھر آپ دوسرے کھجوریں بیچنے والوں کے پاس گئے اور فرمایا مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور انہیں اپنے جیسا لباس پہناؤ کہ اس سے تمہارے کاروبار میں برکت پیدا ہوگی پھر مچھلی فروشوں کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: بازار میں حرام مچھلی نہ بیچا کرو۔(۱)

نیز ایک اور روایت میں ابن مطر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ''دار بزاز'' تشریف لائے (یہ کھدر کے کپڑے کا بازار تھا) چنانچہ حضرت نے فرمایا:

(۱) کنز العمال ج ۶ ص ۴۱۰۔

مجھے ایک قمیص کی ضرورت ہے اور میرے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور تین درہم میں مجھے قمیص دے دو، لیکن جب اس شخص نے آپ کو پہچان لیا تو پیسے لینے سے انکار کر دیا۔

کچھ دیر کے بعد اس کا نوجوان ملازم آ گیا آپ نے اس سے تین درہم میں قمیص خرید لی اور اسے زیب تن فرمایا جو کہ پنڈلیوں تک لمبی تھی۔ جب دکان کے مالک کو معلوم ہوا کہ اس کے ملازم نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دو درہم کی قمیض تین درہم میں فروخت کی ہے۔

تو اس نے ایک درہم لیا اور خود حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

مولا یہ ایک درہم آپ کا ہے حضرت نے پوچھا یہ کیسا درہم ہے اس نے عرض کی آپ نے جو قمیص خریدی ہے اس کی قیمت دو درہم تھی لیکن میرے ملازم نے اسے آپ کو تین درہم میں فروخت کیا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا: اسے میں نے اپنی رضا و رغبت سے خریدا ہے اور اس نے رضا و رغبت سے فروخت کیا ہے۔(۱)

☆ زاذان نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کو مختلف بازاروں میں دیکھا ہے کہ آپؑ بزرگوں کو اپنے ہاتھوں سے سہارا دیتے اور بھولے ہوئے کو راستہ دکھاتے اور بار اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت تلاوت کی فرماتے تھے:

تلك الدارُ الآخرةُ نجعلُها للذين لا يُريدون علوّا في الأرض ولا فساداً و العاقبةُ للمتقين(۲)

....

(۱) کنز العمال ج۶ ص ۳۱۰۔ (۲) ریاض النضرہ ج۲ ص ۲۳۴۔

یہ آخرت کا گھر ہے جسے ان لوگوں کیلئے قرار دیا گیا ہے جو زمین پر تکبر اور فساد برپا نہیں کرتے اور اچھا انجام تو فقط متقین کے لئے ہے۔ پھر فرمایا یہ آیت صاحب قدرت لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

☆ شعبی روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام بازار گئے وہاں ایک نصرانی کو ڈھال فروخت کرتے ہوئے دیکھا حضرت علی علیہ السلام نے اس ڈھال کو پہچان لیا اور فرمایا:

یہ تو میری زرع ہے خدا کی قسم تیرے اور میرے درمیان مسلمانوں کا قاضی فیصلہ کرے گا اس وقت مسلمانوں کا قاضی شریح تھا حضرت علی علیہ السلام نے اسے فیصلہ کرنے کے لئے کہا۔

جب شریح نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھا تو مسند قضاء سے اٹھا اور وہاں حضرت کو بٹھایا اور خود نیچے نصرانی کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے شریح سے فرمایا اگر میرا مخالف مسلمان ہوتا تو میں بھی اسکے ساتھ بیٹھتا لیکن میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

کہ ان سے مصافحہ نہ کرو انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو ان کی مرضی کے مطابق نہ چلو، ان کے ساتھ ملکر نہ بیٹھو، انہیں نیچی جگہ پر بٹھاؤ اور انہیں حقیر جانو جس طرح انہیں اللہ نے حقیر کیا ہے بہر حال اسکے اور میرے درمیان فیصلہ کرو۔

شریح: یا امیر المومنین آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام: میری یہ ڈھال کچھ وقت پہلے گم ہو گئی تھی۔

شریح: نصرانی تم کیا کہتے ہو۔

نصرانی: امیر المومنین نے جھوٹ نہیں بولا لیکن یہ میری ڈھال ہے۔

شریح: تیرے پاس کوئی ایسی دلیل ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ تیری ڈھال ہے۔

نصرانی کہتا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی انبیاء کے احکام ہیں کہ امیر المومنین ہونے کے باوجود قاضی کے پاس آئے کہ قاضی ان کے بارے میں فیصلہ کرے۔

خدا کی قسم اے امیر المومنین یہ آپ کی ڈھال ہے جنگ کے دوران آپ سے کہیں گم ہوگئی تھی اور میں نے اسے اٹھالیا تھا اور اب میں آپ سے متاثر ہوکر گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اب جب کہ تم مسلمان ہو چکے ہو میں یہ ڈھال تمہیں دیتا ہوں اور آپ نے نصرانی کو ایک عمدہ گھوڑے پر سوار کیا، راوی کہتا ہے: اس کے بعد میں نے اسی نصرانی کو مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱)

☆ سودہ بنت عمارہ ہمدانیہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد معاویہ کے پاس گئی تو اس نے جنگ صفین کے قصے بیان کرنا شروع کئے اور معاملہ جھگڑے تک آپہنچا تو معاویہ نے کہا:

کیا تیری کوئی حاجت ہے؟

....

(۱) سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۱۳۶

سودہ نے کہا اللہ تم سے ہمارے معاملہ میں پوچھے گا تو اس وقت تمہاری گردن پر ہمارے جتنے حقوق ہیں ان کے متعلق جواب ہوگا اور ہمیشہ تو ہم پر مقدم نہیں رہے گا جیسا کہ تم نے خود کو اتنا اونچا بنا رکھا ہے۔

تم نے اپنی حکومت کی طاقت سے ہمیں گرفتار کیا اور ہمیں قید خانوں میں ڈالا اور تم نے ہمیں اپنے پاؤں تلے روندا ہمیں غلام بنا کر فروخت کیا ہماری توہین کی، اور اس بُسر بن ارطاۃ کو ہم پر فضیلت دی ہمارے مردوں کو قتل کیا ہمارے اموال کو لوٹ لیا اگر ہم اس کی اطاعت کریں تو پھر ہماری عزت ہے اور اگر اطاعت نہ کریں تو کفر کے فتوے لگیں۔

معاویہ کہتا ہے اے سودہ تم اپنی قوم کے ذریعہ ہم کو تہدید کرتی ہو انہوں نے تمہیں اس مقام پر پہنچایا ہے کہ آج تم میرے پاس آئی ہو تا کہ میں تمہارے متعلق فیصلہ کروں سودہ کچھ دیر خاموش رہی اور پھر یہ اشعار پڑھے!

صلی الأله علی روح تضمنها

قبر فأصبح فیه العدل مدفونا

قدحالف الحق لایبغی به بدلا

فصار بالحق والأیمان مقرونا

اس پاک روح پر درود وسلام ہوں جسے ہم قبر کے سپرد کر چکے ہیں اور اسی کے ساتھ عدل بھی دفن ہو گیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں اس کا بدل نہیں چاہتی کیونکہ وہ حق کے ساتھ ملحق تھا اور ایمان اس کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

معاویہ کہتا ہے سودہ تمہارے اشعار سے کون مراد ہے؟ سودہ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم

حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات مراد ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اسے نماز کی حالت میں قتل کر دیا گیا حالانکہ اس کا رحم و کرم اور لطف و مہربانی تو ضرب المثل ہے۔ انہوں نے کہا بتا تیری کوئی حاجت ہے؟ تو میں نے کہا جی ہاں آپ نے ایک حدیث بیان کی اور رونا شروع ہو گئی اور پھر کہا پروردگارا مجھ پر اور ان پر گواہ رہنا میں نے بھی تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا اور پھر اس نے ایک فائل نکالی جس میں لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم .قد جاءَ تکم بینة مِن ربکم فأوفوا الکَیل و المیزانَ ولا تبخَسوا الناسَ أشیاء ھم.

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ چکی ہے لہٰذا ناپ تول پورا رکھو اور لوگوں کو کم چیزیں نہ دو جب تم میرا یہ خط پڑھو تو تمہارے سامنے جو ہمارا عمل ہے اس کی حفاظت کرو اور تم پر وہ مقدم ہے جو تم سے یہ حاصل کر لے۔ والسلام (۱)

☆ العقد الفرید میں ہے کہ معاویہ حج پر گیا اور اس نے بنی کنانہ کی ایک خاتون سے سوال کیا کہ جس پر لقوے کا اثر تھا اسی وجہ سے اسے دارمیہ حجونیہ کہا جاتا تھا اس کا رنگ سیاہ تھا اور اس پر بہت گوشت تھا اسے بتایا گیا کہ تم صحیح ہو سکتی ہو اور اسے معاویہ کے پاس لایا گیا اس نے کہا اے آوارہ پھرنے والی عورت کی بیٹی میرے پاس کیوں آئی ہو؟ اس نے کہا میں آوارہ نہیں ہوں بلکہ میں بنی کنانہ کی ایک خاتون ہوں اس نے کہا خوب یہ بتاؤ تم جانتی ہو کہ تمہیں کیوں لایا گیا ہے کہنے لگی:

اللہ کے علاوہ کوئی علم غیب نہیں جانتا۔

---

(۱) الامام علی منتہی الکمال البشری عباس علی موسوی ص ۱۷۲۔۱۷۳۔

معاویہ نے کہا تمہیں اس لیے لایا گیا ہے تا کہ تم سے سوال کیا جائے کہ تم علی علیہ السلام سے محبت کیوں کرتی ہو اور مجھ سے بغض کیوں رکھتی ہو اور اسے ولی کیوں مانتی ہو اور مجھ سے دشمنی کیوں رکھتی ہو۔

عورت کہتی ہے اگر مجھے معاف رکھو تو بتاؤں؟

کہنے لگا میں تجھے معاف نہیں کرسکتا۔

اس عورت نے کہا:

جب اس طرح ہے تو سن میں حضرت علی علیہ السلام سے محبت اس لئے رکھتی ہوں کہ وہ رعیت کے ساتھ عدل وانصاف کرتے ہیں، مال خدا کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔

تجھ سے بغض اس لئے رکھتی ہوں کہ تم اس سے جنگ کرتے ہو جو تجھ سے زیادہ اس خلافت کا حقدار ہے، اور تو اس چیز کا طلب گار ہے کہ جس پر تیرا کوئی حق نہیں۔

حضرت علیؑ کو دوست رکھتی ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ولی بنایا ہے وہ مسکینوں سے محبت کرتے ہیں، صاحبان دین میں سب سے زیادہ معظم ومکرم ہیں اور تجھ سے اس لئے دشمنی رکھتی ہوں کہ تو بے گناہ خون بہاتا ہے اور تیرے فیصلے ظلم و جور اور خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں۔ معاویہ کہنے لگا اسی وجہ سے تیرا پیٹ بہت پھولا ہوا ہے اور تیرے پستان بڑے بڑے ہیں اور تو بوڑھی ہوگئی ہے۔

وہ عورت کہنے لگی یہی صورت ہند کی تھی اسی لئے وہ تیرے باپ کے لئے ضرب المثل بن گئی تھی یہ سن کر معاویہ اس کو بہت برا بھلا کہا جس کو سن کر وہ عورت چپ ہو کر چلی گئی۔(۱)

---

(۱) المجالس السنیۃ۔ سید محسن الامین ج ۱ ص ۶۶۔۶۷۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی وصیت

آپؑ جن افراد کو زکوۃ اور صدقات وصول کرنے پر مقرر فرماتے تو ان کے لئے ایک ہدایت نامہ تحریر فرماتے، یہاں پر ہم اس کے چند نمونے اس لئے بیان کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ آپؑ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے اور پوشیدہ وظاہر امور میں عدل وانصاف کے نمونے قائم فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ان عمال کو اس طرح وصیت فرماتے۔

اللہ وحدہ لاشریک کا خوف دل میں لئے ہوئے یہاں سے جاؤ اور دیکھو، کسی مسلمان کو خوف زدہ نہ کرنا اور اس کے (املاک پر) اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کی بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اترنا۔

پھر وقار اور سکون کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا اور جب انکے درمیان پہنچنا، تو ان پر سلام کرنا، اور آداب تسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا۔

اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کیا۔ تمہارے اموال میں اللہ کا کوئی حق واجب الادا ہے؟ اگر ہے تو اسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ اگر کوئی انکار کرے تو اس سے دوبارہ نہ پوچھنا۔ اگر کوئی اقرار کرے تو اسے ڈرانے دھمکانے یا اس پر سختی یا تشدد کیے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی وہ دے اسے لے لینا اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا کیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اسی کا ہے اور اگر وہ اجازت دیدے تو ہرگز نہ سوچنا کہ تمہیں اس پر مکمل اختیار ہے۔

دیکھو! نہ کسی جانور کو بھڑکانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک

کو رنجیدہ کرنا، جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا۔

اور مالک کو یہ اختیار دینا کہ وہ جو حصہ چاہے پسند کر لے۔ اور جب وہ کوئی سا حصہ منتخب کرے تو اس کے انتخاب سے تعرض نہ کرنا اور اس مال میں سے جو اللہ کا حق ہے وہ پورا کر کے اسے اپنے قبضہ میں کر لینا اور اس پہ بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہے تو اسے اس کا موقع دینا اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے وہی کرنا جس طرح پہلے کیا تھا یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ کا حق لے لو(۱)

☆ نصر بن مزاحم کہتے ہیں کہ حضرت علی (علیہ السلام) واقعہ جمل کے بعد کوفہ تشریف لائے اہل بصرہ کے اشراف بھی آپ کے ہمراہ تھے اہل کوفہ نے آپ کا بڑا استقبال کیا۔ آپ نے مسجد اعظم میں دو رکعت نماز ادا کی اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تمہارے لئے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے اور اہلبیت نبیؑ سے، جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کی اطاعت کرنا تم پر لازم ہے ہمارے مخالفین کی اطاعت کے بجائے اہلبیتؑ کی اطاعت واجب ہے کیونکہ انہیں ہمارے فضل کی وجہ سے فضیلت ملی ہے۔

لیکن انہوں نے ہمارے امر میں ہمارے ساتھ جھگڑا کیا ہے اور ہمارا حق غصب کر لیا ہے اور ہم سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے انہوں نے وہی چکھا اور پایا ہے جو انہوں نے چاہا وہ عنقریب تاریک گڑھے میں جا پڑیں گے البتہ کچھ لوگ میری مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن میں نے ان کو ڈانٹ کر بھگا دیا اور جو کچھ وہ ناپسند کرتے تھے وہ سب ان کو سنا دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس تفرقہ کی وجہ سے حزب خدا کو پہچاننے کی کوشش شروع کر دی۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۵ ص ۱۵۱۔

اس وقت مالک بن حبیب یربوعی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

خدا کی قسم میں نے حضرت علیؑ سے ناپسندیدگی اور غلط بات کو نہ دیکھا اور نہ سنا ہے۔ اس کے بعد آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا خدا کی قسم اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ تب حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا: سبحان اللہ اے مالک! تو نے نامناسب جزا کا فیصلہ کیا ہے اور حد کے متعلق مخالفت کی ہے اور اپنے آپ کو جھگڑے میں ڈال دیا ہے۔ وہ کہنے لگا اے امیر المومنین! اس معاملے میں تو بعض لوگ دھوکے سے اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا آپ کو چاہیے کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ حضرت نے فرمایا: اے مالک اللہ کا حکم اس طرح نہیں ہے۔ اے مالک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (النفس بالنفس) جان کے بدلے میں جان، اور یہاں دھوکے کے ذکر کا بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے جو مظلومیت کی حالت میں قتل ہو جائے تو اس کے ولی کو ہم نے سلطنت دی ہے۔

البتہ قتل میں حد سے نہ بڑھو۔ اور قتل میں اسراف سے مراد یہ ہے کہ جس نے تمہیں قتل کیا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو قتل کرو، اس سے اللہ نے منع کیا ہے اور یہی دھوکا بھی ہے۔ اس کے بعد ابو بردہ بن عوف ازدی کھڑا ہوا ہے جس نے آپ کی بیعت بھی توڑی تھی اس نے کہا: اے امیر المومنین حضرت عائشہ، طلحہ اور زبیر کے اردگرد جو لوگ قتل ہوئے ہیں وہ کیوں قتل ہوئے یا یوں کہا جائے کہ وہ کس لئے قتل کیے گئے ہیں؟۔

تب حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ اس لئے قتل کئے گئے ہیں کیونکہ انہوں نے میرے شیعوں اور میرے عمال کو قتل کیا تھا اور وہ مسلمانوں سے تعصب میں ربیعہ عبیدی کے بھائیوں کی وجہ سے قتل کئے گئے ہیں وہ کہتے ہیں، ہم بیعت نہیں توڑیں گے جس طرح تم نے بیعت توڑی ہے ہمیں اس دھوکے میں نہ رکھا جائے جس میں تم ہو پس ان پر حملہ کرو اور انہیں قتل کر دو تم

ان سے معلوم کرو کہ کیوں انہوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے؟ اور کیوں میرے بھائیوں کو قتل کیا ہے؟ کیا میں نے ان کے ساتھ جنگ کا آغاز کیا تھا؟ اللہ کی کتاب میرے اور ان کے درمیان حکم ہے، انہوں نے میرا انکار کیا اور مجھ سے جنگ کی حالانکہ ان کی گردنوں پر میری بیعت تھی یعنی میری بیعت کرنے کے باوجود انہوں نے میرے ساتھ جنگ کی اور تقریباً میرے ایک ہزار شیعوں کا خون بہایا اس لئے انہیں بھی قتل کیا گیا، کیا تمہیں اس میں کوئی شک وشبہ ہے؟ وہ کہنے لگا پہلے میں یقیناً شک میں مبتلا تھا لیکن اب مجھ پر حقیقت حال واضح ہوگئی ہے اور مجھے قوم کی غلطی معلوم ہوگئی ہے اور آپ حق بجانب اور کاروان ہدایت کے رہنما ہیں۔ (۱)

☆ الواحدی دمشقی کہتے ہیں کہ حوشب خیری (یا حمیری) نے جنگ صفین میں حضرت علی (علیہ السلام) کو پکارا اور کہنے لگا اے ابن ابی طالب آپ ہم سے دور ہو جائیں ہم اپنے اور تمہارے خون کے متعلق اللہ سے سوال کریں گے۔

اور ہم آپ سے اور آپ کے عراق سے دور ہو جانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ہمیں اور ہمارے شام کو الگ کر دیں تا کہ مسلمانوں کا خون محفوظ رہ سکے اس وقت حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ظلم کے بانی ایسا کرنا بہت بعید ہے۔ خدا کی قسم اگر میں یہ جانتا فریب دینے کی اللہ کے دین میں وسعت ہے تو میں ایسا کرتا اور یہ کام مجھ پر بہت آسان ہوتا لیکن اللہ تعالی اھل قرآن کے لئے دھوکے اور خاموشی کو پسند نہیں کرتا بلکہ یہ تو خدا کی معصیت ہے۔ (۲)

☆ سبط ابن جوزی ابی النوار کی سند سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۰۲۔۱۰۴۔

(۲) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۸۵۔

میں نے حضرت علی (علیہ السلام) کوایک درزی کی دکان پر کھڑے ہوئے دیکھا آپ اس سے کہہ رہے تھے کہ دھاگے کو سخت رکھواور کپڑے کی سلائی میں باریک بینی اور دقت سے کام لو کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا قیامت کے دن خائن درزی کولایا جائے گا اوراس کے سامنے اس کی سلی ہوئی وہ قمیص اور چادر رکھی جائے گی جس میں اس نے خیانت کی ہےاوراس طرح لوگوں کے سامنے اس کی رسوائی ہوگی۔

پھر فرمایا:اے درزی! قمیص کی سلائی کے بعد جو اضافی کپڑا بچ جائے اس سے بچو۔ کیونکہ کپڑے کا مالک زیادہ حق دار ہے اگرکوئی کمی بیشی رہ جائے تو اس دنیامیں ہی اس سے اجازت طلب کرلو۔(۱)

زمخشری ربیع ابرار میں ابی اعور کی سند بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے دنیامیں سخت زندگی گزارنے کے متعلق پوچھا گیاتو حضرت نے روتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)ہمشیہ راتوں کو جاگتے تھےاور کبھی بھی انہوں نے پیٹ بھرکرکھانا تناول نہیں فرمایا۔

ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیھا کے دروازے پر نقش ونگاروالا پردہ دیکھاتو آپ پلٹ آئے اورداخل نہ ہوئے اورآپ نے فرمایا ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے اسے میری آنکھوں سے دور لے جاؤیہ تو دنیا کے لئے ہے۔

آپ بھوک کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔آیا خدا کے نزدیک یہ عزت واکرام ہے یا توہین؟

---

(۱) تذکرۃ الخواص۔۱۱۱۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ توہین ہے وہ انتہائی جھوٹا اور مکار ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے عزت واکرام ہے اور اسے معلوم ہے کہ اللہ نے اس کے غیر کی توہین کی ہے اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ خدا کے قریب وہ ہے جو دنیا کو حقیر سمجھے۔

انہیں دنیا والوں پر خدا نے عزت وشرف عطا کیا ہے وہ دنیا سے بھوکے جاتے ہیں اور آخرت میں صحیح وسالم داخل ہوتے ہیں وہاں پتھر پہ پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہیں اٹھائیں گے اس کے بعد ہمیں اس راستے پر چلایا ہے۔

خدا کی قسم ہمیں اتنی قوت وبلندی عطا کی کہ اب مجھے اس بلندی عطا کرنے والے کے سامنے حیا محسوس ہوتی ہے مجھے کہا گیا کہ میں آخرت کو اس کے غیر سے بدل لوں تو میں کہنے والوں سے کہوں گا وائے ہو تم پر کیونکہ قیامت کا دن تو نیک لوگوں کے لئے بشارت اور خوشخبری کا دن ہے۔(۱)

☆ سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے ایک چٹائی کے علاوہ ان کے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی، آپ اسی چٹائی پر بیٹھے تھے۔

میں نے عرض کی اے امیر المومنین آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور ان کے حاکم ہیں اور آپ کے ہاتھ میں بیت المال بھی ہے اس میں سے آپ لوگوں کو بہت زیادہ عنایت فرماتے ہیں جبکہ آپ کے گھر میں اس چٹائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔!!

آپ نے فرمایا: اے سوید عقل مند ایسی چیزیں اس عارضی گھر میں نہیں لاتا کیونکہ اس

---

(۱) تذکرۃ الخواص، ص ۱۱۱۔

کے سامنے آخرت کا گھر بھی ہے ہم تو اپنے مال ومتاع کو اس گھر میں منتقل کرتے ہیں اور ہم جلد ہی اس گھر سے جانے والے ہیں۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم آپ کے اس کلام نے مجھے رلا دیا۔(۱)

☆ سعید بن قیس کہتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر ایک سردار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ کہتا ہے کہ میں ظہر کے وقت باہر نکلا جبکہ لوگ شدید گرمی کی وجہ سے آرام کر رہے تھے۔

میں نے اس گرمی کے موسم میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی خدمت میں عرض کی یا امیر المومنین!

آپ اور اتنی شدید گرمی میں اس وقت یہاں ہیں جب کہ لوگ آرام وسکون سے سو رہے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میں گھر سے اس لئے نکلا ہوں تا کہ میں مظلوم اور نادار لوگوں کی مدد کروں اب جب معاملہ اس طرح ہے تو میں آرام نہیں کر سکتا۔

اس وقت حضرت کے پاس ایک عورت آئی جس کا دل خوف ہراس کی وجہ سے دھڑک رہا تھا۔ وہ حضرت سے کہنے لگی میرے ساتھ میرے گھر چلیں کیونکہ میرا شوہر مجھے گالیاں دے رہا ہے اور مجھے مارتا پیٹتا ہے۔

حضرت نے اپنا سر بلند کیا اور پھر اس کے ساتھ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے:

جس مقام پر بھی مظلوم کا حق ہو گا میں اسے حاصل کر کے رہوں گا پھر حضرت نے اس عورت سے پوچھا، تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا فلاں جگہ پر میرا گھر ہے۔

---

(۱) ائمتنا، علی محمد علی دخیل ج ا ص ۵۲-۵۳۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل دیئے جب گھر کے پاس پہنچ گئے تو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے دق الباب کیا تو ایک جوان گھر سے باہر نکلا اس نے مختلف رنگوں والی چادر پہنی ہوئی تھی۔

حضرت نے اس سے فرمایا:

اے شخص اللہ کے عذاب سے ڈرو تجھے اپنی بیوی پر ظلم کرتے ہوئے شرم نہیں آتی راوی کہتا ہے کہ (یہ شخص حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو نہیں پہچانتا تھا)۔ بہر حال اس نے جواب دیا آپ کا اور اس کا کیا تعلق ہے؟ خدا کی قسم میں اس کو آپ کی باتوں کی وجہ سے ضرور مزا چکھاؤں گا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تیرے لئے ویل و ہلاکت ہے، میں تو تجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہا ہوں اور تو ہے کہ میری باتوں کا اس طرح جواب دے رہا ہے۔ ابھی توبہ کرو۔ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ چنانچہ شور سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ اس وقت اس نوجوان کو معلوم ہوا کہ میرے ساتھ گفتگو کرنے والی شخصیت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وہ معذرت کرتے ہوئے حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اور میں اس کو راضی رکھوں گا۔ حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا.﴾ (۱)

---

(۱) سورہ نساء ۱۱۴/۴

ان لوگوں کی اکثر راز کی باتوں میں کوئی خیر نہیں ہے مگر شخص جو کسی صدقہ، نیکی یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے اور جو یہ سارے کام رضائے الٰہی کی طلب میں انجام دے گا ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔(۱)

راوی کہتا ہے کہ یہ روایت میرے مرحوم والد نے مجھے بیان کی تھی اس کو میں پہلے سے نہ جانتا تھا۔

☆ ابی سعید حذری کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بازار میں تشریف لائے اور فرمایا:

یا اهل السوق،اتقوا الله وایاکم والحلف فان الحلف ینفق السلعه و یمحق البرکة وان التاجر فاجر الامن اخذ الحق واعطى الحق .والسلام علیکم.

اے اہل بازار! اللہ سے ڈرو اور قسمیں کھانے سے بھی ڈرو کیونکہ قسمیں معاملے کو ختم کر دیتی ہیں ان کی وجہ سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور یقیناً حق لینے اور حق ادا کرنے والے تاجر کے علاوہ باقی سب تاجر فاسق فاجر ہیں۔ والسلام علیکم (۲)

❀❀❀❀❀

---

(۱) قارئین کرام! یہ روایت والد محترم کی لکھی ہوئی ہے اگر چہ جلدی کی وجہ سے اس کا مدرک نہیں ڈھونڈ پائے۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق، ابن عساکر ج ۱۸، ص ۲۶

علیؑ اور آپ کے عمال

حضرت علیؑ اور ان کے عمال

☆ صاحب استیعاب اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی (علیہ السلام) روزانہ بیت المال کو عوام میں تقسیم کر دیتے تھے اور کچھ بھی باقی نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ تقسیم کرتے کرتے تھک جاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے دنیا میرے غیر کو دھوکا دے۔ اس طرح آپ مال فئی میں سے کچھ بھی نہ لیتے تھے اور نا ہی اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو عطا فرماتے، اسی طرح اہل دین و دیانت کے علاوہ کسی والی کے ساتھ بھی اسے مختص نہ فرماتے۔(۱)

☆ صاحب اسد الغابہ بنی ثقیف کے ایک شخص کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی (علیہ السلام) کا ''مدرج سابور'' میں عامل تھا۔

حضرت نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کو بھی درھم کے لئے کوڑے نہ لگانا اور ان سے سردیوں اور گرمیوں میں لباس اور کھانا نہ لینا اور وہاں کام کرنے والے کی سواری بھی نہ لینا اور جس شخص کے ذمہ مال کا مطالبہ ہو اس پر حدود تعزیر قائم نہ کرنا۔

میں نے عرض کی کہ مولا! اسے پکڑ کر آپ کی خدمت میں لایا جائے جس طرح اس نے

(۱) مناقب اہلبیت ماردتہ العامہ الشروانی ص ۲۱۷۔

آپ سے فرار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے پاس پکڑ کر لائے تو تجھ پر افسوس ہے ہمارا کام تو ان پر عفو یعنی فضل کرنا ہے۔(۱)

خراج وصول کرنے والے عاملوں کے نام حضرت کا خط

خدا کے بندے علی امیر المومنین کا خط خراج وصول کرنے والوں کے نام۔

امابعد! لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آو اوران کی خواہشوں کا احترام کرو۔ صبر وتحمل سے کام لو اس لئے کہ تم رعیت کے خزانہ دار، امت کے وکیل اور ائمہ کے سفیر ہو کسی سے اس کی ضروریات کو قطع نہ کرو۔

اس کے مقصد میں رکاوٹ نہ ڈالو اور کسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر یہ کہ اس کے پاس ایسا گھوڑا یا ہتھیار ہو جسے وہ اہل اسلام کے خلاف استعمال کرنے والا ہو اس لئے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس کو اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں رہنے دے جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے۔

اپنوں سے خیر خواہی، ان سے نیک برتاؤ، رعیت کی امداد اور دین خدا کو مضبوط کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھو اللہ کی راہ میں جو تمہارا فریضہ ہے، اسے انجام دو۔ اللہ سبحانہ نے اپنے احسانات کے بدلہ میں ہم سے اور تم سے یہ چاہا ہے کہ ہم مقدور بھر اس کا شکر اور طاقت کے مطابق اس کی نصرت کریں اور ہماری قوت وطاقت بھی تو اعلیٰ وعظیم خدا ہی کی طرف سے ہے۔(۲)

☆ ایک مرتبہ جب حضرت علی علیہ السلام کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ان کے ایک

---

(۱) سید محسن الامین کی اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۳۴۸۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ۷ اص ۱۹۔۲۰۔

عامل کی عوام کے ساتھ رفتار و گفتار شریعت کے مخالف ہے تو آپ نے اس کو کام کرنے سے روک دیا اور اللہ اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت میں اس پر سختی کی لہٰذا ''اردشیر خرہ'' میں آپ کی طرف سے نصب شدہ حاکم مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کو لکھے گئے خط میں یہ واقعہ موجود ہے۔

حضرت ارشاد فرماتے ہیں: مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے اگر تم نے اسے کیا ہے تو اپنے خدا کو ناراض کیا اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے اس مال غنیمت کو جسے ان کے نیزوں (کی انیوں) اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے۔

اس کو تم اپنی قوم کے ان بدوؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ اس بابرکت ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ ہلکا ہو جائے گا اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر اپنی دنیا کو نہ سنوارو، ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے قرار پاؤ گے۔

دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں اس مال کی تقسیم میں برابر کے حصہ دار ہیں اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لئے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔(۱)

حضرت کا خط زیاد بن ابیہ کے نام

عبداللہ بن عباس بصرہ، شہر اہواز، فارس اور کرمان پر حکمران تھا اور یہ بصرہ میں ان کا

---

(۱) الامام علی منتہی الکمال البشری ص ۱۶۷۔

قائم مقام تھا۔اس خط میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

جب حکمران لوگوں کی امانت میں خیانت کرتے ہیں تو حضرت ان کے ساتھ کس قدر سخت رویہ اپناتے ہیں بہر حال زیاد کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالی کی سچی قسم کھاتا ہوں اگر مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں ہیرا پھیری کی ہے تو یاد رکھو میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست بنا دے گی اور تم پر گراں گزرے گی اور تمہیں ذلیل کر دے گی۔(۱)

☆ صاحب استیعاب کہتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام کے پاس اپنے کسی عامل کی نامناسب شکایت پہنچی تو آپ نے اسے خط لکھا ''بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے موعظہ حسنہ آچکا ہے'' ناپ تول میں عدل وانصاف سے کام لو، لوگوں کی چیزوں کی طرف مائل نہ ہو اور زمین پر ظلم وزیادتی کر کے فساد برپا نہ کرو۔بقیۃ اللہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تم پر حفیظ نہیں ہوں، جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے تو ہم نے جو کام تمہارے سپرد کیا ہے اس کی اچھی طرح حفاظت کرو یہاں تک کہ ہم تیری طرف کسی کو روانہ کریں پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے انہیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے کو نہیں کہا اور تیرے حق کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیا۔(۲)

☆ جب بھی حضرت کسی شخص کو کوئی کام سونپتے تھے تو اسے اس کے بارے میں مکمل طور پر بتاتے تھے کہ اسے کس طرح کام انجام دینا ہے اس کی عمومی حالت کیا ہے جیسا کہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۵۔ص ۱۳۸.

(۲) ماروتہ العامہ فی مناقب اہلبیت علیہم لسلام شیروانی ص ۲۱۶.

حضرت نے زکوۃ جمع کرنے کے لئے جس عامل کو بھیجا اس کے نام یہ عہد نامہ تحریر فرمایا:

میں تمہیں تقویٰ کا حکم دیتا ہوں کہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہو جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے سوا کوئی نگران ہوگا اور میں حکم دیتا ہوں کہ ایسا کام نہ کرو جس میں بظاہر اللہ کی اطاعت ہو لیکن باطن میں اسکی مخالفت ہو جس شخص کا ظاہر و باطن اور رفتار و گفتار یکساں ہو تو اس نے درحقیقت امانت داری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص دل سے کام لیا ہے اور میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو آزردہ اور پریشان نہ کرو اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی کرو کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی اور زکوۃ و صدقات برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ اس زکوۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم بھی تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو۔ یادرکھو! اگر ایسا نہ کیا تو روز قیامت تمہارے ہی سب سے زیادہ دشمن ہوں گے اور اس شخص کی انتہائی بدبختی ہے جس کے خلاف فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ اللہ کے حضور میں قیامت کے دن فریق بن کر کھڑے ہونگے۔

یادرکھو! جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے، اور اپنے دین اور خود کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے تو اس نے دنیا میں بھی خود کو ذلت و خواری میں ڈالا اور وہ آخرت میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا، سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑا فریب پیشوائے دین کو فریب دینا ہے۔(۱)

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۵ ص ۱۵۸۔

آپ کا خط مالک اشتر کے نام

جب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مالک اشتر کو مصر کی حکومت سپرد فرمائی۔ تو ایک نامہ تحریر فرمایا۔ اس دستاویز میں آپ نے حاکم کے لئے دستور کامل بیان فرمایا جس میں تقرب خدا بھی ہے اور اللہ جسے رعیت کے لئے محبوب جانتا ہے وہ دستور بھی ہے ہمیشہ بحث کرنے والوں اور مفسرین نے اس غور وفکر اور دقت کی نگاہ سے دیکھا ہے، کیونکہ یہ جامع اور مانع امور پر مشتمل ہے اور ہم برکت اور ثواب کے لئے اس کا تذکرہ کئے دیتے ہیں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا: رعایا کے لئے اپنے دل کے اندر رحم ورافت اور لطف ومحبت کو جگہ دو، ان کے لئے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بنو جو انہیں نگل جانے کی تاک میں ہو کیونکہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو تمہارے دینی بھائی دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا، ان سے لغزشیں بھی ہوں گی ان کی خطاؤں سے بھی سابقہ پڑے گا۔ ان سے عمداً یا سہواً غلطیاں بھی ہوں گی۔ تم ان سے اس طرح عفو ودرگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لئے عفو ودرگزر کو پسند کرتے ہو اس لئے کہ تم ان پر حاکم ہو اور تمہارے اوپر تمہارا امام حاکم ہے اور جس (امام) نے بھی تمہیں والی بنایا ہے اس کے اوپر اللہ حاکم ہے اور اس نے تم سے لوگوں کے معاملات کو صحیح طور پر انجام دینے کا مطالبہ ہے اور ان کے ذریعہ تمہارا امتحان لے رہا ہے۔

خبردار اللہ سے مقابلے کے لئے نہ اترنا اس لئے کہ اس کے غضب کے سامنے تم بے بس ہو اور اس کی عفو ورحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے خاص عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے دل پسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق الناس کے بارے میں بھی انصاف کرنا۔

اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہرو گے اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو بندوں کی بجائے اللہ اس کا حریف ودشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف ودشمن ہو جائے وہ اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا اور اللہ اس وقت تک بر سر پیکار رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ باز آ جائے اور توبہ کرے کیونکہ ظلم پر باقی رہنے سے اللہ کی نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور اس کا عذاب جلد نازل ہوتا ہے اللہ مظلوموں کی پکار کو سنتا ہے اور ظالموں کیلئے وہ موقع کا منتظر رہتا ہے۔

اور تمہاری رعایا میں سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ ناپسند تمہیں وہ شخص ہونا چاہیے جو زیادہ تر لوگوں کی عیب جوئی میں لگا رہتا ہے، کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔

حاکم کیلئے سب سے بڑی شان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں انہیں نہ اچھالنا کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو چھپانا اور مٹانا ہے کہ جو پوشیدہ ہوں، ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے عیبوں کو چھپاؤ تا کہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔

لوگوں سے کینہ کی ہر گرہ کھول دو اور ان سے دشمنی کی ہر رسی کو کاٹ دو اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لیے مناسب نہیں ہے، بے خبر بن جاؤ اور جلدی سے چغل خور کی ہاں میں ہاں مت کہو کیونکہ وہ فریب کار ہوتا ہے اگرچہ خیر خواہوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا اور فقر وافلاس کا خطرہ دلائے گا۔ اور نہ کسی بزدل سے سخت کاموں میں مشورہ لینا کیونکہ وہ تمہاری ہمت پست کردے گا نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کیونکہ وہ ظلم کی راہ سے مال اکٹھا کرنے کو تمہاری نظروں میں سجادے گا۔

یادرکھو! بخل، بزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے تمہارے لئے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے۔اس قسم کے لوگوں کو تمہارے خواص میں سے نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ گناہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔

پھر تمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگوں کو ہونا چاہیے جو حق کی کڑوی باتیں کھل کر تم سے کہنے والے ہوں اور ان چیزوں میں جنہیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کیلئے ناپسند کرتا ہے تمہاری بہت کم مدد کرنے والے ہونے چاہیے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں۔

پرہیزگاروں اور راست بازوں سے خود کو وابستہ رکھنا پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامے کے بغیر تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں کیونکہ زیادہ تعریف غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کردیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکار برابر نہ ہوں کیونکہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا ہے اور بروں کو برائی پر آمادہ کرنا ہے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی فلاح بہبود ایک دوسرے کے ساتھ وابسطہ ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔

ان میں سے ایک طبقہ اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی اور خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے اور تیسرا انصاف کرنے والے قاضیوں کا ہے اور چوتھا حکومت کے ان کارندوں کا ہے جو امن و انصاف قائم کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔پانچواں طبقہ خراج دینے والے مسلمانوں اور جزیہ دینے والے ذمی کافروں کا ہے چھٹا طبقہ تجار اور

ہنرمندوں کا ہے اور ساتواں طبقہ فقراء مساکین کا ہے جو سب سے پست ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبوی میں اس کی حد بندی کر دی ہے اور وہ (مکمل) دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

پہلا طبقہ فوج یہ خدا کے حکم سے رعیت کی حفاظت کا قلعہ، فرمانرواؤں کی زینت دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہیں ہیں اور رعیت کا نظم و نسق انہیں سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارہ وہ خراج ہے جو اللہ نے ان کے لئے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے ہیں۔

اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر ان کے نظم و نسق اور بقاء کے لئے دوسرے طبقوں کی ضرورت ہے جو قضاۃ، عمال اور دفاتر کے کاتبوں پر مشتمل ہیں جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے۔ اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعے وثوق اور اطمینان حاصل کیا جاتا ہے۔

سب کا دار مدار تاجروں اور صنعت گروں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو فراہم کرتے ہیں بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کر کے انہیں آسودہ خاطر بناتے ہیں، اس کے بعد پھر فقیروں اور ناداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت و دستگیری ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کے گزارے کی صورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقہ کا حاکم پر یہ حق ہے کہ وہ ان کے لئے اتنا سامان مہیا کرے کہ جس سے ان کی حالت بہتر ہو سکے۔

پھر یہ کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو جو واقعات کی پیچیدگیوں کو اچھے ڈھنگ سے سلجھا سکے

اور غیض و غضب سے دور رہے اور اپنی غلطی پر مصر نہ رہے، نہ حق کو پہچان کر اسے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کرتا ہو، نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جھک جاتا ہو اور نہ پوری طرح چھان بین کئے بغیر سرسری طور پر کسی معاملہ کو سمجھ لینے پر اکتفاء کرتا ہو۔

شک و شبہ کے موقع پر قدم روک لیتا ہو اور دلیل و حجت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو اور فریقین کی بحث سے اکتانہ جاتا ہو، معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر و ضبط سے کام لیتا ہو اور جب حقیقت واضح ہو جاتی ہو، تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو وہ ایسا ہو جسے تعریف مغرور نہ بنائے۔ اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔

پھر یہ کہ تم خود ان کے فیصلوں کا بار بار جائزہ لیتے رہنا، دل کھول کر انہیں اتنا دینا۔ کہ جو ان کے ہر عذر کو غیر مسموع بنا دے۔ اور لوگوں سے انہیں کوئی احتیاج نہ رہے اور اپنے دربار میں انہیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ لوگ انہیں ضرر پہنچانے کا کوئی خیال نہ کر سکیں تا کہ وہ تمہارے التفات کی وجہ سے لوگوں کی سازش سے محفوظ رہیں۔

اس کے بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بد کرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کارفرمائی تھی اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنا دیا گیا تھا پھر اپنے عہدے داروں کے بارے میں نظر رکھنا اور ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا، کبھی صرف رعایت اور جانبداری کی بنا پر انہیں منصب عطا نہ کرنا کیونکہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ اور غیرت مند ہوں، ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہوں اور جن کی خدمات اسلام کی سلسلہ میں پہلے سے ہوں ان کا انتخاب کرنا کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق کے مالک اور شرافتمند ہوتے ہیں۔

حرص وطمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب ونتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔اور سچے اور وفادار مخبروں کو ان پر معین کر دینا کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انہیں امانت داری اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کی پابند بنادے گی۔

مالیات کے معاملہ میں مالیات ادا کرنے والوں کا مفاد پیش نظر رکھنا کیونکہ انہی کی بدولت دوسروں کے حالات درست کیے جاسکتے ہیں سب اسی خراج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں۔خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیال رکھنا کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی سے حاصل ہوسکتا ہے۔

اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے وہ ملک کی بربادی اور خدا کے بندوں کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت زیادہ نہیں چل سکتی۔اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی ناگہانی آفت یا نہری اور بارانی علاقوں میں ذرائع آبپاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کردو جس سے تمہیں ان کے حالات سدھرنے کی توقع ہو۔

پھر خصوصیت کے ساتھ پسماندہ وافتادہ طبقہ کے بارے میں اللہ کا خوف کرنا جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا وہ مسکینوں محتاجوں، فقیروں،اور معذوروں کا طبقہ ہے ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت (ہی) سوال ہوتی ہے اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس حق کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے۔

ان کے لئے ایک حصہ بیت المال سے مختص کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے

جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم سب ان کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ایسے افراد کی خبر رکھنا۔

جو تم تک نہیں پہنچ سکتے جنہیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں اور لوگ انہیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے۔ تم ان کے لئے اپنے کسی باوثوق انسان کو مقرر کرنا جو خوف خدا رکھنے والا ہو اور متواضع ہو تا کہ وہ ان کے حالات تم تک پہنچاتا رہے۔ پھر ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کرنا جس سے قیامت کے روز تم اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ لوگ انصاف کے محتاج ہیں اور یوں تو سب ہی ایسے ہی ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق کو ادا کر کے اللہ کے سامنے سرخرو ہونا ہوگا۔

دیکھو! یتیموں اور ضعیفوں کا خیال رکھنا جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لئے اٹھتے ہیں یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے، ہاں جو لوگ عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں خدا ان کی مشکلوں کو آسان بنا دیتا ہے اور وہ اسے اپنی ذات پر برداشت کر لیتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے وہ اس کے سچے وعدے پر اعتماد رکھتے ہیں۔ تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لئے معین کر دینا۔

جس میں ہر کام چھوڑ کر انہیں کے لئے مخصوص ہو جانا اور ان کے لئے ایک عام دربار قائم کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لئے تواضع وانکساری سے کام لینا۔ فوجیوں نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تا کہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں کیونکہ میں نے رسول خدا (ص) کو کئی موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس قوم میں پاکیزگی نہیں آ سکتی جس میں کمزوروں کو طاقتوروں سے حق نہیں دلایا

جاتا ہو۔ پھر کچھ امور ایسے ہیں جنہیں خود تم ہی کو انجام دینا چاہئے ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہ ہوں، دوسرا تمہارے سامنے پیش ہونے والے لوگوں کی حاجتیں۔

ہر دن کا کام اسی دن ختم کر دیا کرو کیونکہ ہر دن اپنے ہی کام کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور اپنے اوقات کا بہتر و افضل حصہ اللہ کی عبادت کے لئے خاص کر دینا اگر چہ وہ تمام کام بھی اللہ کے لئے ہیں جب نیت بخیر ہو اور ان کاموں سے رعیت کی خوشحالی ہو ان مخصوص کاموں میں سے جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لئے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرتے رہو ان واجبات کی انجام دہی ہونا چاہیے جو اس کی ذات سے مخصوص ہیں۔ تم شب و روز کے اوقات میں اپنی اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصہ اللہ کے سپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی کی غرض سے بجالانا وہ ایسی ہو کہ اس میں کوئی خلل اور نقص نہ ہو۔ اس میں تمہیں کتنی ہی جسمانی زحمت اٹھانا پڑے۔

اور دیکھو! جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسا نہ ہو کہ (طول دیکر) لوگوں کو بیزار کر دو اور نہ اتنی مختصر ہو کہ نماز ہی نہ رہے کیونکہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں جنہیں کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ مجھے جب رسول خدا (ص) نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ انہیں کس طرح نماز پڑھاؤں؟

آپ نے فرمایا ''جیسی ان کے سب سے زیادہ کمزور و ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہئے''۔ (۱)

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱۷ ص ۳۲۔ ۸۹۔

آپ کا خط عثمان بن حنیف کے نام

اس بحث کا اختتام حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اس خط پر کرتے ہیں جو آپ نے والی بصرہ عثمان بن حنیف کو اسوقت تحریر فرمایا۔ جب اسے وہاں کے بعض افراد نے کھانے کی دعوت دی اور وہ ان کھانے میں شریک ہوئے، حضرت نے ارشاد فرمایا:

اے ابن حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا ہے اور تم لپک کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ اور وہاں رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لئے چن چن کر لائے جارہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جارہے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرلو گے جن کے ہاں سے فقیر ونادار تو دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو کیے گے ہوں، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے۔

دیکھو! تمہارے اس امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز وسامان میں دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانوں میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔

لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیز گاری، سعی وکوشش، پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خداوند متعال کی قسم میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کرنہیں رکھا اور نہ اس کے مال ومتاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں اور نہ ان پرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی نیا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے اور نہ ایک بالشت زمین خریدی ہے۔

اس آسمان کے سائے تلے لے دے کر ایک فدک ہی ہمارے ہاتھوں میں تھا اس پر بھی

کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروانہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کیا کروں گا جبکہ کل نفس کی منزل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی تاریکیوں میں اس کے نشان مٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔

وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور چنانچہ ہاتھ اسے کشادہ بھی کر دیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کریں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔ میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تا کہ جس دن خوف حد سے بڑھ جائے وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہوں پر مضبوطی سے جما رہے۔

اگر میں چاہتا تو بہترین شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنا لیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کی طرف دعوت دے جبکہ شاید حجاز اور یمامہ میں ایسے لوگ بھی ہوں جنہیں ایک روٹی ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہوں؟ جبکہ میرے اردگرد بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے۔ ”کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں“

کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ مگر میں زمانہ کی سختیوں میں

مومنوں کا شریک و ہمدم، اور ان کی زندگی کی تلخیوں میں ان کے لئے نمونہ عمل نہ بنوں میں اس لئے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں اس بندھے ہوئے جانور کی طرح جسے صرف اپنے چارے کی فکر لگی رہتی ہے۔ یا اس کھلے ہوئے جانور کی طرح کہ جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے۔

وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو مقصد اس کے پیش نظر ہوتا ہے اس سے وہ غافل رہتا ہے۔ کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں یا بیکار کھلے بندوں کی طرح رہا کر دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کے مقامات میں سرگردان رہوں۔(۱)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۱۶ ص ۲۰۵۔۲۸۷۔

تینوں جنگوں میں علی علیہ السلام کا کردار

جنگ جمل:

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم لوگوں نے عثمان کے حادثہ کے بعد تو میرے پاس آ کر کہا ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں تو تم نے اصرار کیا کہ آپ مانیں، میں نے واضح طور پر کہا ایسا نہیں ہوسکتا میں نے اپنی مٹھی بند کر لی لیکن تم اسے کھول رہے تھے میں تمہارے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور تم سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ وہ اس معاملہ میں مجھ سے بیمار اونٹ کی طرح مضطرب ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہیں مجھے قتل نہ کر دو، یا کہیں ایک دوسرے کو قتل نہ کر بیٹھو، یہ سوچ کر میں نے مٹھی کھول دی اور تم لوگوں نے اپنے اختیار اور مرضی کے ساتھ میری بیعت کی۔۔تم میں سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے میری بیعت کی، یہ دونوں کسی مجبوری کے بغیر میری اطاعت میں آئے، پھر انہوں نے اس بیعت کو توڑ دیا، اللہ جانتا ہے کہ ان دونوں نے دھوکے کا ارادہ کیا تھا میں نے دوسری مرتبہ پھر ان سے تجدید بیعت کروائی تھی تا کہ امت مرحومہ میں بغاوت نہ پھیل جائے، انہوں نے دوسری مرتبہ بیعت کی لیکن اسے بھی پورا نہ کیا اور میرے عہد و پیمان اور بیعت کو توڑ دیا۔(۱)

---

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۲۴۴۔۲۴۵۔

☆ جب حضرت عائشہ، طلحہ اور زبیر (مکہ سے بصرہ جاتے وقت) مل گئے تو حضرت علیؑ نے اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا عائشہ، طلحہ اور زبیر جب اس راہ پر چل نکلے ہیں تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک فقط اپنی ذات کے لئے خلافت کا مدعی ہے۔

طلحہ اس لئے مدعی خلافت بنا کہ میں حضرت عائشہ کا چچا زاد ہوں اور زبیر اس لئے خلافت کا دعوے دار بنا کہ میں اس کے باپ کا سر ہوں خدا کی قسم اگر یہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو زبیر' طلحہ کی گردن اڑا دیتا اور طلحہ' زبیر کی گردن اڑا دیتا اور یہ دونوں ملک حاصل پر جنگ شروع کر دیتے۔

خدا کی قسم! میں جانتا ہوں عائشہ اونٹ پر سوار ہوئی تو یہ مشکلات کو حل کرنے کے لئے اور کسی مقام کو پانے کے لئے نہ تھا بلکہ یہ معصیت اور گناہ تھا یہاں تک کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے دل میں جو کچھ بھی تھا اس کو لئے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے۔ ایک تہائی لوگ مارے گئے ایک تہائی لوگ بھاگ گئے اور ایک تہائی ہمارے پاس لوٹ آئے۔

خدا کی قسم طلحہ اور زبیر جانتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کیا ہے اور وہ اس سے جاہل نہیں ہیں، کبھی کبھی انسان جانتا ہے کہ اس کا جہل اس کا قاتل ہے اور اس کے ساتھ اس کا علم کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ خدا کی قسم اس پر حواب کے کتے بھونکے تھے کیا کوئی معتبر شخص اس پر اعتبار کر سکتا ہے؟ یا کوئی مفکر ایسی فکر رکھ سکتا ہے؟ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: باغی گروہ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہے پس احسان کرنے والے کہاں ہیں؟(۱)

....

(۱) ارشاد ج ا ص ۲۴۶ - ۲۴۷ -

جب حضرت علی علیہ السلام نے ربذہ سے بصرہ کی طرف جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو رفاعہ بن رافع کا بیٹا پوچھتا ہے۔

اے امیر المومنین! آپ کس چیز کا ارادہ رکھتے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا جہاں تک میرے ارادے اور نیت کا تعلق ہے اگر انہوں نے اس کو قبول کیا اور ہمارا جواب دیا تو ہم ان لوگوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے اگر انہوں نے جواب نہ دیا تو؟ حضرت نے فرمایا: ہم انہیں بلا کر عذر پوچھیں گے، حق کی اطاعت کہیں گے اور صبر کریں گے۔

وہ کہتا ہے اگر وہ اس پر بھی راضی نہ ہوئے تو؟

حضرت نے فرمایا: ہم کہیں گے کہ ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔

وہ کہتا ہے اگر انہوں نے نہ چھوڑا تو؟

آپ نے فرمایا: ہم خود کو ان سے دور رکھیں گے۔

وہ کہتا ہے، یہی اچھا ہے۔(۱)

معاویہ کا خط زبیر بن عوام کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کی طرف معاویہ بن سفیان کا خط

سلام علیک۔

---

(۱) ابن اثیر کی کامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۲۵۔

میں نے اہل شام کو تمہاری بیعت کے لئے آمادہ کرلیا ہے اور انہوں نے اس کو قبول کیا اور شہر کے شہر پر جمع ہو گئے البتہ کوفہ اور بصرہ تیرے لئے نہیں ہے۔

ان کی طرف تم سے پہلے ابن ابی طالب سبقت نہ کر بیٹھیں کیونکہ اگر ان دونوں شہروں پر قبضہ نہ ہوا تو گویا کچھ بھی نہ ہوا، میں نے تیرے بعد طلحہ بن عبداللہ کی بیعت لی ہے۔

لہٰذا واضح طور پر عثمان کے خون کا مطالبہ کردو اور اس معاملہ پر لوگوں کو جمع کرو، تمہیں چاہیے کہ تم دونوں ایک بن جاؤ، اللہ تمہیں فتح دے گا اور مخالفین کو دھوکا۔

جب یہ خط زبیر کو ملا تو اس کی خوشی کی انتہاء نہ رہی، اس نے طلحہ کو بتایا اور اس کے سامنے خط پڑھا اور معاویہ کی اس چالاکی پر دونوں نے شک تک نہ کیا اور دونوں عثمان کے معاملہ میں حضرت علی علیہ السلام کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔(۱)

☆ جب طلحہ زبیر اور عائشہ جنگ شروع ہونے سے قبل بصرہ میں اکٹھے ہوئے تو آپ نے انہیں خط لکھا:

تم دونوں نے اطاعتاً میری بیعت کی تھی اب تم دونوں جہاں پر بھی ہو اللہ تعالی سے معافی مانگو، اور اگر تم دونوں نے مجبوراً بیعت کی تھی تو پھر تمہارے لئے کوئی راہ نکل سکتی ہے یا تو اطاعت کرنے کے ساتھ پاک ہو جاتے۔ جبکہ نافرمانی اور معصیت تمہارے اندر پوشیدہ تھی، اے زبیر تم تو فارس قریش کہلاتے تھے اور اے طلحہ تم تو مہاجرین کے شیخ مشہور تھے اس معاملہ میں داخل ہونے سے پہلے میں تمہیں روک رہا ہوں، اقرار کر لینے کے بعد جنگ میں کودنے سے یہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، ابن حدید ج ا ص ۲۳۱۔

زیادہ بہتر ہے۔تمہارا یہ کہنا کہ میں نے عثمان بن عفان کو قتل کروایا ہے تمہارے اور میرے درمیان اللہ گواہ ہے کہ تم نے اہل مدینہ میں سے میری مخالفت کی۔

اور یہ عثمان کی اولاد اس کے اولیاء ہیں اگر چہ وہ مظلومیت میں مارا گیا جیسا کہ تم دونوں کہتے ہو اور تم مہاجرین کے مرد ہو، تم نے میری بیعت کی اور پھر اسے توڑا اور مجھ سے جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور تم نے اس گھر سے نکلنے کا حکم لگا دیا جس کو گھر میں رہنے کا حکم اللہ نے دیا تھا اور اللہ ہی تمہیں کافی ہے۔

والسلام۔(۱)

ایک خط جناب عائشه کے نام

امابعد! یقیناً تو گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ص) کی نافرمانی کرتے ہوئے نکلی ہے اور تو اس چیز کا مطالبہ کرتی ہے جو تیرے لئے مناسب نہیں ہے اور اپنے سے بنالیا ہے کہ میں لوگوں کی اصلاح کرنے کے لئے نکلی ہوں۔ مجھے بتا کہ عورتوں کا فوج کے لشکروں میں کیا کام ہے اور پھر تو سوچتی ہے کہ میں عثمان کے خون کا مطالبہ کر رہی ہوں جبکہ عثمان بنی امیہ سے تھا اور تو بنی تمیم کی عورت ہے۔

اپنی جوانی کی قسم تم نے خود کو مصیبت میں پھنسا دیا ہے اور تم نے عثمان کے قتل سے بھی بڑا گناہ کیا ہے اور تمہارا غضب خود تمہارے اوپر ہے اور تم نے فقط اپنی توہین کی ہے۔

اے عائشہ اللہ سے ڈرو اور گھر میں چلی جاؤ میں نے تیرے پردے کا اہتمام کر دیا ہے۔

والسلام۔

---

(۱) کشف الغمہ ج ا ص ۲۳۹۔

حضرت عائشہ نے آپ کو جواب دیا معاملہ اب غصہ سے ظاہر ہوگا ہم کبھی بھی آپ کی اطاعت میں داخل نہ ہوں گے آپ کا جو جی چاہتا ہے وہی کرو۔

والسلام۔(۱)

جنگ کے موقع پر حضرت کا خطبہ

جب حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں آپ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور انہیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

اے لوگو! جان لو میں نے اس قوم کو بھانپ لیا ہے اور انہیں ڈرایا دھمکایا ہے کہ کس راہ پر چل پڑے ہو، انہوں نے انکار کیا اور مجھے صحیح جواب نہ دیا اور مجھے پیغام بھیجا، مجھے طعنے دیئے اور جلاد معین کیا، میں جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ میں اس کا دعویدار تھا۔

قارہ قبیلہ کے لوگوں نے تیر اندازی شروع کی اور میں ابوالحسن نے اس قوم کے قلب کو توڑا انہیں، بھاگنے پر مجبور کیا انکی جماعت کو متفرق کر دیا اسی وجہ سے ان کے دل میں میری مخالفت پیدا ہوگئی لیکن میں اپنے رب کی واضح دلیل پر ہوں کہ اس نے مجھ سے نصرت و کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔

مجھے اپنے معاملے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے خبردار موت (تو یقینی ہے) ٹھہرنے والے کو معاف نہیں، بھاگنے والے سے عاجز نہیں ہے اور جس نے جنگ نہ کی وہ بھی مارا جائے گا اور افضل موت میدان جنگ میں شہادت ہے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے ارشاد فرمایا: پروردگارا!

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۴۰۔

اس طلحہ نے میری اطاعت کی قسم کھائی تھی پھر اس نے میری بیعت کو توڑ ڈالا، پروردگارا اسے بلالے اور اسے مہلت نہ دے اور زبیر بن عوام نے میری قرابت داری کو ختم کیا ہے میرے عہد کو توڑا ہے اور ظاہر بظاہر میرا دشمن بن گیا ہے اور مجھ سے جنگ کی ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے پروردگارا تو جس طرح چاہے اسے برباد کر۔(۱)

حواب کے کتوں کا بھونکنا

ابن جریر اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ جب بصرہ کے راستہ میں ایک جگہ پہونچی جہاں پانی بھرا ہوا تھا اور اسے حواب کہتے ہیں۔ وہاں کے کتوں نے اس پر بھونکا تو عائشہ نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے اونٹ چلانے والے نے جواب دیا یہ حواب ہے۔

اس نے فوراً (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور بلند آواز سے رونا شروع کر دیا اور اونٹ کی کوہان پر خود کو مارنا شروع کر دیا۔

اور پھر کہا خدا کی قسم میں ہی وہ ہوں جس پر حواب کے کتے بھونکے، اور تین مرتبہ کہا مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں واپس لے چلو۔(۲)

ابن سعید، ہشام بن محمد الکلبی سے حکایت بیان کرتا ہے جب حضرت عائشہ رکی، اور واپس جانے کا ارادہ کیا اور اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد آگیا کہ جس میں حضور نے یہ فرمایا تھا کہ میری اس بیوی کا کیا حشر ہوگا کہ جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

طلحہ اور زبیر نے اس سے کہا کہ یہ حواب نہیں ہے اور اونٹ چلانے والے کو غلط فہمی ہوئی

....

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۴۰۔

(۲) تذکرۃ الخواص ص ۶۸۔

ہے۔ پھر انہوں نے پچاس آدمیوں کو بلا کر گواہی دلوائی اور خود بھی ان کے ساتھ گواہی دی اور قسم کھائی کہ یہ مقام حواب نہیں ہے شعبی کہتے ہیں کہ یہ اسلام میں سب سے پہلی جھوٹی گواہی دی گئی۔(۱)

☆ سیف بن عمر کہتے ہیں جب عائشہ بصرہ پہنچ گئی اور اپنی اونٹنی سے نیچے اتری اس وقت عثمان بن حنیف حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے بصرہ میں گورنر تھے تو عائشہ نے ان کے درمیان جنگ شروع کروادی تو اس سے ابن قدامہ سعدی کی کنیز حارثہ نے پکار کر کہا:

اے ام المومنین! اس معلون اونٹ پر سوار ہو کر گھر سے نکلنے کی نسبت عثمان کا قتل زیادہ آسان ہے کیونکہ اللہ نے تیرے لئے پردہ واجب قرار دیا ہے تم نے اپنے پردے کی توہین کی ہے جو تیرے ساتھ جنگ کر سکتے ہیں تیرے قتل کا بھی سوچ سکتے ہیں۔

اگر تو اطاعت کے عنوان سے آئی ہے تو اپنے گھر لوٹ جا اور اگر تو اس کو پسند نہیں کرتی تو میں استغاثہ بلند کرتی ہوں۔(۲)

☆ اس طرح بخاری نے بھی مندرجہ بالا حدیث کے ایک حصے کو حضرت ابوبکر سے بیان کیا ہے،

اللہ تعالی مجھے اپنے کلمات سے نفع دے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جنگ جمل میں عنقریب حق اصحاب جمل کے ساتھ نہیں ہوگا پس ان سے جنگ کرو۔

بخاری کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے خبر پہنچی کہ اہل

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۶۸۔

(۲) تذکرۃ الخواص ص ۶۸۔

فارس پر کسری کی بیٹی حاکم بن گئی ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جن کے امور ایک عورت کے ہاتھ میں ہوں۔(۱)

☆ طلحہ اور زبیر نے عثمان بن حنیف کو رات کی تاریکی میں دھوکا دیا اس وقت وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے جب وہاں کوئی باقی نہ رہا تو انہوں نے اس کے چہرے کے بال اس طرح نوچ لئے کہ کوئی بال چہرے پر باقی نہ رہا پھر اسے عائشہ کے پاس لے آئے تا کہ اسے سزا دے۔

عائشہ نے کہا اسے قتل کر دو اس کی بیوی نے کہا اللہ سے ڈرو یہ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے عائشہ نے کہا اسے گرفتار کرلو اور اسے چالیس کوڑے لگاؤ اور اس کے سر، داڑھی، ابرو، اور آنکھوں کے بال نوچ لو چنانچہ ان لوگوں نے اسی طرح کیا، بصرہ کے بیت المال کو لوٹ لیا اور ستر مسلمان بغیر جرم وخطاء قتل کر دیئے گئے یہ اسلام میں ظلماً پہلا قتل عام تھا۔(۲)

☆ حضرت علیؑ نے اپنے ساتھیوں کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو اس قوم کے حملوں کو روکو اور جنگ میں اپنے سینوں کو ان کے سامنے تان لو کیونکہ انہوں نے میری بیعت توڑی ہے اور میرے عامل ابن حنیف کو بہت زیادہ مارنے اور سزا دینے کے بعد بصرہ سے نکال دیا ہے، انہوں نے نیک وصالح لوگوں کو قتل کیا ہے (یہ وہ صالح افراد تھے جن کے سپرد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بصرہ کا بیت المال کیا تھا۔) اور انہوں نے حکیم بن جبلہ عبدی اور بہت سے نیک لوگوں کا قتل کیا ہے، پھر فرمایا جو لوگ بھاگ گئے انہیں پکڑ کر لاؤ یہاں تک کہ وہ کسی دیوار وغیرہ کے پیچھے ہی کیوں نہ چھپے ہوں،

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص۶۹۔ (۲) تذکرۃ الخواص ص۶۹۔

پھر انہیں لاؤ اور ان کی گردنیں توڑ دو انہیں اللہ نے میرے ہاتھوں قتل کیا ہے۔(۱)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کون ان کے سامنے قرآن پیش کرے گا ایک نوجوان نکلا اس نے قرآن اٹھایا اور صفوں سے ظاہر ہوا اور کہا اللہ اللہ! ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے انہوں نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا پھر دوسرے ہاتھ میں قرآن اٹھایا وہ بھی کٹ گیا پھر دانتوں میں لیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا حضرت نے بلند آواز سے کہا اب تمہارے لئے ان کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہو گیا ہے لہذا ان پر حملہ کر دو۔(۲)

☆ جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام نے زبیر کو بلایا۔ وہ تھکا ماندہ آپ کی طرف آیا اس نے ذرہ پہنی ہوئی تھی اور مکمل طور پر ہتھیار بند تھا۔ آپ نے زبیر سے کہا تو جو یہ مسلح ہو کر آ گیا ہے کیا اللہ کی بارگاہ میں اس کا کوئی عذر پیش کر سکتا ہے زبیر نے کہا ہم نے تو اللہ ہی کی بارگاہ میں لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت علی نے فرمایا تجھے میں نے اس لئے بلایا تھا تا کہ تجھے وہ بات یاد دلاؤں جو تمہیں اور مجھے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔

کیا تجھے یاد ہے کہ جب تجھے (حضرت نے) دیکھا تھا اور تو میرے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اس سے محبت کرتے ہو اور میں نے کہا تھا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں کیونکہ یہ میرا بھائی اور میرا خالہ زاد ہے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا تھا یہ عنقریب تیرے ساتھ جنگ کرے گا۔

---

(۱) ارشاد ج ۱ ص ۲۵۲۔

(۲) تذکرۃ الخواص ص ۷۳۔

یہ سنناتھا کہ زبیر نے ''انا للہ و انا الیہ رجعون'' کا ورد کیا اور کہا آپ نے مجھے وہ چیز یاد دلائی ہے جو میں بھول چکا تھا اور یہ کہہ کر وہ اپنی صفوں میں واپس لوٹ گیا۔

اس کے بیٹے عبداللہ نے اس سے کہا: تم تو لڑنے کے لئے گئے تھے اور بغیر لڑے کیوں واپس آگئے ہو، اس نے کہا مجھے حضرت علی علیہ السلام نے وہ بات یاد دلائی ہے جسے میں بھول چکا تھا میں اب ان سے کبھی جنگ نہ کروں گا۔ میں لوٹ آیا ہوں اور آج تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

عبداللہ نے کہا میرے خیال میں تم بنی عبدالمطلب کی تلواروں سے ڈر گئے ہو جو بہت تیز تلواریں ہیں اور بڑی تباہی مچا دیتی ہیں۔

زبیر کہتا ہے تیرے لئے ہلاکت ہو تم مجھے جنگ کرنے پر ابھارتے ہو جبکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں کبھی ان سے جنگ نہ کروں گا۔

وہ کہتا پھر تم اپنی قسم کا کفارہ دو تجھ سے قریش کی عورتیں بات نہ کریں گی۔ تم نے بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پہلے تو تم بزدل نہ تھے، زبیر نے کہا میرا غلام مکحول میری قسم کا کفارہ ہے۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کے لشکر پر بے جان سا حملہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس کا غم دور کردو یہ بہت تنگ ہوا ہے۔ پھر یہ اپنے ساتھیوں کے پاس بھاگ گیا پھر اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن اس سے کچھ نہ بن سکا اور اپنے بیٹے سے آکر کہا تو ہلاک ہو جائے! بتا کیا یہ بزدلی ہے؟ اس کے بیٹے نے کہا یقیناً اب تو معذور ہے۔ (۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۳۴۔

جس اونٹنی سے حضرت عائشہ گر گئی تو اسوقت جنگ اپنی انتہاء پہ تھی تو اس نے ایک عجیب سے آواز نکالی جو پہلے نہ سنی گئی تھی اور جب عائشہ کو شکست ہوگئی تو لوگ وہاں سے اس طرح بھاگے جس طرح ٹڈی پرواز کرتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے بلند آواز سے حکم دیا، بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو۔ زخمی پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ ان کے گرد حصار نہ بناؤ۔ ان کے ہتھیار اور لباس نہ چھینو، ان کا مال ومتاع نہ لو۔ جو شخص ہتھیار پھینک دے وہ امن میں ہے اور جو اپنے دروازے بند کر دے وہ بھی امان میں ہے۔(۱)

☆ کلبی کہتے ہیں میں نے ابوصالح سے پوچھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ جمل میں کامیابی حاصل کر لینے کے بعد اہل بصرہ کو کس طرح معاف کر دیا؟ اس نے کہا انہوں نے اس طرح انہیں امن وسلامتی کا حکم صادر فرمایا تھا جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کو معاف کر دیا تھا۔(۲)

☆ ابوالاسود دوئلی کہتے ہیں؟

جب حضرت علی جنگ جمل میں کامیاب ہو گئے تو مہاجرین وانصار کی جماعت کے ساتھ بصرہ کے بیت المال میں داخل ہوئے اس وقت میں بھی ان کے ساتھ تھا جب آپ نے بہت زیادہ مال ودولت دیکھا تو کئی مرتبہ ارشاد فرمایا:

''میرے غیر کو دھوکا دے''

---

(۱) اعیان الشیعہ ج ا ص ۴۶۱۔

(۲) شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۲۴۷۔

پھر آپ نے مال کو دیکھنے کے بعد فرمایا:

میرے اصحاب میں پانچ، پانچ (۵۰۰) سو درہم تقسیم کر دو چنانچہ وہ یہ مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا، اس کے بعد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک درہم نہ کم ہوا اور نہ زیادہ۔ گویا آپ اس کی مقدار جانتے تھے۔ وہ کل ساٹھ لاکھ درہم تھے اور بارہ ہزار لوگ تھے۔ (۱)

☆ حبہ عرنی کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کے بیت المال کو اپنے اصحاب کے درمیان (پانچ، پانچ سو درہم) تقسیم کر دیا اور خود بھی فقط پانچ سو درہم لئے۔ گویا آپ بھی ان میں سے ہی ایک شخص تھے۔

اسی لمحے ایک ایسا شخص آ گیا جو جنگ میں شریک نہ تھا وہ کہنے لگا یا امیر المومنین! آپ شاہد ہیں کہ میں قلباً آپ کے ساتھ تھا اگرچہ جسماً جنگ میں شریک نہ ہو سکا تو حضرت نے اپنے پانچ سو درہم اس کے حوالے کر دیئے اور مال فئی میں کوئی چیز باقی نہ رہی۔ (۲)

☆ اس بات پر تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ جنگ جمل کے لشکر کے جو ہتھیار اور ساز و سامان تھے وہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ لیکن وہ لوگ حضرت سے کہنے لگے کہ آپ اہل بصرہ کو بھی غلام بنا کر ہم میں تقسیم کر دیں۔

تب حضرت نے فرمایا:

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کا خون تو ہم پر حلال ہو اور ان کے بچے ہم پر حرام ہوں!

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴۹۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۵۰۔

حضرت نے فرمایا: جس طرح کمزور لوگوں کی اولاد اسلام میں تجھ پر حلال نہ تھی البتہ میدان جنگ میں جو مال متاع چھوڑ کر گئے ہیں وہ مال غنیمت ہے لیکن جو لوگ ساتھ لے گئے ہیں یا جنہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں وہ سب ان کا مال ہے اس میں سے ذرا برابر بھی تمہارا حصہ نہیں ہے۔

جب اکثر لوگ اس پر راضی نہ ہوئے تو آپ نے فرمایا پھر تو تم حضرت عائشہ کے لئے بھی قرعہ ڈالو جس کا قرعہ نکلے وہ اسے لے جائے۔ وہ کہنے لگے امیر المومنین ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں، چنانچہ اس طرح وہ اپنے مطالبے سے ہٹ گئے (۱)

☆ مرحوم کشی نے رجال میں اپنی سند کے ساتھ، مفید امالی اور الکافیہ میں سنی شیعہ دونوں سندوں کے ساتھ اور اسی طرح ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں اسی سے ملتی جلتی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین نے جنگ جمل کے بعد عبداللہ ابن عباس کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا تا کہ اسے سواری پر بٹھا کر واپس جانے کا انتظام کرے۔

ابن عباس کہتے ہیں میں ان کے پاس آیا اور وہ بصرہ کے مضافات میں بنی خلف کے محل میں قیام پذیر تھیں میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی لیکن اس نے مجھے اجازت نہ دی اور میں بغیر اجازت کے ہی اندر چلا گیا لیکن وہ میرے ساتھ بیٹھنے پر آمادہ نہ ہوئیں اور پردے کے پیچھے کسی نے اس کے لئے چادر بچھائی وہ اس پر بیٹھ گئیں اور مجھ سے کہا:

ابن عباس تم نے سنت گویا پائمال کر دیا۔ اور ہمارے گھر میں بغیر اجازت آئے ہو اور ہمارے سامنے ہماری اجازت کے بغیر آ بیٹھے ہو۔

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۵۰۔

ابن عباس نے کہا ہم آپ کی نسبت سنت کے زیادہ حق دار اور زیادہ جاننے والے ہیں آپ کا گھر تو وہی ہے جسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے چھوڑا ہے اور آپ اس سے باہر آ گئیں ہیں جب آپ اپنے گھر لوٹ جائیں گی تو میں آپ کی اجازت کے بغیر وہاں داخل نہ ہوں گا۔(۱)

☆ ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب عائشہ کے لئے بہترین سواری کا انتظام کیا اور انہیں بہت زیادہ مال و دولت عطا کیا اور ان کے ہمراہ انکے بھائی عبدالرحمٰن کو ۳۰ مرد اور اشراف بصرہ کی بیس ۲۰ عورتوں کو عمامے پہنا کر مردوں کی طرح تلواروں کے ہمراہ انہیں روانہ کیا۔(۲)

حضرت عائشہ اس واقعہ سے بہت پشیمان تھیں اور ہمیشہ واقعہ جمل کو افسوس و پشیمانی کے ساتھ رو رو کر بیان کرتیں تھیں اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کی موت سے پہلے ان سے پوچھا گیا کہ آیا آپ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن کر دیں؟ تو آپ نے کہا نہیں کیونکہ انجانے میں ان کے بعد کیا کچھ کر بیٹھی ہوں۔(۳)

زُر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی (علیہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں نے فتنہ کی آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اگر میں اہل نہر اور اہل جمل کو قتل نہ کرتا اور اگر میں گھبرا جاتا اور اس کام کو ترک کر بیٹھتا تو تمہارے لئے وہ چیزیں ظاہر نہ ہوتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمدؐ

---

(۱) اعیان الشیعہ ج۱ ص۴۶۳۔

(۲) تذکرۃ الخواص ص۷۹۔

(۳) کشف الغمہ ج۱ ص۲۴۴۔۲۴۵۔

مصطفیؐ کی زبان مبارک پر جاری فرمائی تھیں یعنی وہ کون شخص ہے جو انہیں ان کی گمراہی میں قتل کرے گا اور اس ہدایت کو جاننے والا ہوگا جس پر ہم قائم ہیں۔(۱)

جنگ صفین

☆ خوارزمی اپنی کتاب مناقب میں ابوسعید خدری سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ناکثین، قاسطین، اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم صادر فرمایا، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جوان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ہم کس کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کریں؟

آپ نے فرمایا: تم لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ مل کر ان سے لڑیں اور عمار بن یاسر بھی حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوں گے۔(۲)

☆ عتاب بن ثعلبہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابوایوب انصاری نے حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے وقت بتایا تھا کہ "مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مل کر ناکثین، قاسطین، اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔(۳)

☆ عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے مجھے اور علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو، ہم دونوں ابوسعید کے پاس گئے وہ ایک صحن میں بیٹھے تھے جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو ہماری طرف چل دیئے۔

---

(۱) کشف الغمہ ج ا ص ۲۴۴۔ (۲) المناقب خوارزمی ص ۱۹۰۔

(۳) مناقب خوارزمی ص ۱۹۰۔

انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور پھر بیٹھ گئے اور پھر ہم سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہماری گفتگو مسجد کی تعمیر تک پہنچی تو انہوں نے کہا ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھایا کرتے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اٹھالاتے تھے جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو آنحضرت جناب عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا:

عمار! تم اتنی اینٹیں کیوں نہیں اٹھاتے جتنی تمہارے ساتھی اٹھا رہے ہیں؟ جناب عمار نے عرض کی: میں بارگاہ خداوندی میں اجر کا طالب ہوں، حضرت آپ سے مٹی جھاڑتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''اس باغی گروہ کے لئے ہلاکت ہو، جو تجھے قتل کرے گا، تو انہیں جنت کی طرف دعوت دے گا اور وہ تجھے جہنم کی طرف پکاریں گے۔(۱)

☆ علقمہ اور اسود کہتے ہیں ہم ابوایوب انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا خداوند عالم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کو تمہارے دروازے پر رکنے کی وحی نازل فرما کر تمہیں عزت بخشی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مہمان ہوئے اور اللہ تعالی نے اس طرح آپ کو فضیلت عنایت فرمائی۔

ہمیں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی خبر دی، حضرت ابوایوب کہتے ہیں میں تمہارے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی گھر میں جس میں تم ہو اور وہاں رسول کے علاوہ کوئی نہ تھا فقط حضرت علی علیہ السلام آپ کے دائیں طرف اور میں آپ کے بائیں طرف بیٹھا ہوا تھا اور انس بن مالک سامنے کھڑے تھے۔

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۱۹۲۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳ باب تعاون فی بناء المسجد، اور ابن سعد کی طبقات الکبری ج ۳ ص ۲۵۱۔۲۵۲۔

اچانک دق الباب ہوا حضرت نے فرمایا دیکھو دروازے پر کون ہے؟ انس گئے اور دیکھا اور کہا عمار بن یاسر ہیں حضرت نے فرمایا پاک و پاکیزہ عمار کے لئے دروازہ کھول دو، انس نے دروازہ کھولا اور عمار اندر داخل ہوئے حضرت کو سلام کیا آپ اس سے خوش ہوئے اور پھر عمار سے فرمایا:

''عنقریب میرے بعد میری امت میں جھگڑا ہوگا یہاں تک کہ تلواریں آمنے سامنے تلواریں چلیں گی اور کہ بعض مسلمان دوسرے مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور ایک دوسرے سے برائت کا اظہار کریں گے۔ جب یہ وقت آن پہنچے تو تمہارے لئے میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کا دامن تھامنا ضروری ہے۔

اگر چہ سب لوگ ایک وادی کی طرف جائیں اور علیؑ دوسری وادی کی طرف جائے تم بھی علیؑ کے وادی کی طرف چلو اور دوسرے لوگوں کو چھوڑ دو، علیؑ تجھے ہلاکت سے دور کریں گے۔ اے عمار علیؑ کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔(۱)

معاویہ کی طرف ایک اور خط

حضرت امیر المومنین نے جریر بن عبداللہ بجلی کو معاویہ کی طرف ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں اسے بیعت اور اطاعت کرنے سے متعلق مذکور تھا۔

حضرت کی تحریر اس طرح ہے:

امابعد! مدینہ میں میری بیعت ہو چکی ہے اور تم شام میں ہو کیونکہ جن لوگوں نے ابوبکر عمر

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۱۹۳۔۱۹۴۔

اور عثمان کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول پر بیعت کی ہے جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے۔ لہٰذا جو حاضر ہے اسے نظر ثانی کرنے کا حق نہیں ہے۔

جو بروقت موجود نہیں اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے وہ اگر کسی پر اتفاق کرلیں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا اور خوشنودی سمجھی جائے گی۔

اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کر کے الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرح واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں گے۔ کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ اختیار کر لی ہے۔

جدھر سے وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا اس کا مقام جہنم ہے جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے، طلحہ اور زبیر نے میری بیعت کی اور پھر اسے توڑ دیا گویا ان کا بیعت توڑنا ان کے انکار کے برابر ہے اور اس پر وہ ڈٹ گئے یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہو گیا اور وہ انکار کرتے رہے۔

لہٰذا تم بھی اسی بیعت میں داخل ہو جاؤ جس میں باقی مسلمان داخل ہوئے ہیں یہی معاملہ اچھا ہے اور اسی میں تیری عافیت ہے ورنہ تم مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے، اگر تم نے انکار کیا تو تیرے ساتھ جنگ کی جائے گی اور میں اللہ سے تیرے خلاف مدد چاہوں گا اور تو عثمان کے قتل کے معاملہ میں حد سے بڑھ گیا ہے اور تو اس امر میں شامل ہو جا جس میں لوگ شامل ہوئے ہیں جبکہ لوگوں نے مجھے تم پر حملہ کرنے کو کہا ہے۔

انہیں اللہ کی کتاب سے ڈراؤ لیکن اگر تم اسی پر ڈٹے رہے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے، تو

یہ بچے کو دودھ کا دھوکا دینا ہوا مجھے اپنی زندگی کی قسم اگر میں تیری عقل اور تیری خواہش کو مدنظر نہ رکھتا تو سمجھا جاتا کہ قریش عثمان کے خون سے بری الذمہ ہیں اور جان لو کہ تم ان آزاد شدہ (غلاموں) سے ہو جن کو خلیفہ نہیں بنایا جاسکتا اور شوری کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے، بہر حال میں نے تیری طرف جرید بن عبداللہ بجلی کو بھیجا ہے جو کہ اہل ایمان اور مہاجرین میں سے ہیں لہٰذا اس کے ہاتھ پر بیعت کرو کیونکہ طاقت وقوت فقط اللہ کی ذات کے لئے ہے۔(۱)

معاویہ کا خط عمر ابن عاص کے نام

☆ نصر بن مزاحم کہتے ہیں کہ معاویہ نے عمر ابن عاص کو خط لکھا جو کہ فلسطین میں اس کی بیعت کروانے گیا ہوا تھا۔

امابعد! یقیناً تم پر علی (علیہ السلام) طلحہ اور زبیر کا معاملہ واضح ہو گیا ہوگا اہل بصرہ نے مروان بن حکم کو نکال دیا ہے اور ہمارے پاس جرید بن عبداللہ بجلی کو حضرت علی (علیہ السلام) نے بیعت کے لئے بھیجا ہے جبکہ میرا گمان تیرے متعلق وہی ہے لہٰذا جس طرح تجھے کہا گیا ہے ویسا ہی کرنا۔(۲)

☆ جرجانی کہتے ہیں کہ عمرو عاص نے معاویہ کے پاس ایک رات گزاری جب صبح ہوئی تو اسے مصر کی گورنری مل گئی جس کی وہ خواہش رکھتا تھا وہ اسے مل گئی اور اس کے ساتھ اسے ایک خط بھی دیا...

پھر معاویہ نے عمرو عاص سے پوچھا حضرت علی (علیہ السلام) کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۳ ص۷۵-۷۶۔ (۲) واقعہ صفین ص۳۴۔

عمرو نے کہا میں تو فقط اس میں خیر ہی خیر دیکھتا ہوں اور تیرے لئے اور اہل عراق کے لئے اس بیعت میں بھلائی نظر آتی ہے اور وہ لوگوں میں بہترین شخص ہیں اور اہل شام کے متعلق تیرا یہ دعویٰ کہ وہ بیعت کو رد کر دیں گے۔ اس میں بہت خطرہ ہے۔

اہل شام کا سردار شرجبیل بن سمط کندی ہے جو کہ تیری طرف خط لانے والے جریر کا بڑا دشمن ہے اس کی طرف اپنے کسی قریبی کو بھیجو تا کہ وہ لوگوں میں یہ خبر مشہور کر دے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) نے عثمان کو قتل کیا ہے تا کہ وہ شرجبیل کے نزدیک پسندیدہ ہو جائیں یہ تیرے حق میں تیرے ماتحت شامیوں کے لئے بڑی بات ہے۔(۱)

معاویہ کا شرجبیل کو خط

معاویہ نے شرجبیل کو خط لکھا حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) نے جریر بن عبداللہ کو ہمارے پاس بیعت کے لئے بھیجا ہے۔ اب ہم کیا کریں؟ اور معاویہ نے یزید بن اسد‘ بسر بن ارطاۃ‘ عمر بن سفیان‘ محارق بن حارث زبیدی، حمزہ بن مالک حابس بن سعد طائی وغیرہ (یہ سب قحطان اور یمن کے سردار اور حضرت معاویہ کے خصوصی لوگ ہیں) اور اپنے چچا زاد شرجبیل بن السمط کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ انہیں بتایا کہ حضرت علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے جب شرجبیل آیا تو معاویہ نے اس سے کہا حضرت علیؑ نے جریر بن عبداللہ کو ہمارے پاس بیعت کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن اگر عثمان بن عفان کو قتل نہ کرتے تو حضرت علیؑ لوگوں میں سب سے بہتر شخص تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ تیرے متعلق ہے جبکہ میں تو شام کا ایک عام آدمی ہوں۔

....

(۱) واقعہ اصفین، نصر بن مزاحم ص ۴۴۔

شرجبیل نے کہا باہر نکل جاؤ اور وہ باہر نکل گیا پھر شرجبیل نے بعض افراد سے ملاقات کی تو سب نے اسے بتایا کہ حضرت علیؑ نے عثمان قتل کیا ہے۔

لہٰذا وہ غصے کے عالم میں معاویہ کی طرف نکلا اور کہا معاویہ سب لوگ کہتے ہیں کہ عثمان کو حضرت علی نے قتل کیا ہے خدا کی قسم اگر اس کی بیعت کی تو ہم تجھے شام سے نکال دیں گے اور تیرے ساتھ جنگ کریں گے معاویہ نے کہا میں نے تو تمہاری مخالفت نہیں کی میں تو شام کا ایک عام آدمی ہوں اس نے کہا کہ فوراً جریر بن عبداللہ کو یہاں نکال کر اس کے ساتھی کی طرف واپس بھیج دو۔(۱)

☆ معاویہ اور عمرا بن عاص نے جو کھیل کھیلا تھا۔ وہ اسی طرح چلتا رہا اور انہوں نے جو ارادہ کیا تھا۔ وہ اختتام کو پہنچا، شرجبیل بن لسمط شام کے اردگرد جا کر لوگوں کو حضرت علی (علیہ السلام) کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرتا رہا۔(۲)

معاویہ کا جواب

معاویہ نے حضرت علی (علیہ السلام) کو جریر والے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

اما بعد! جس طرح دوسرے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے اس طرح یہ قوم بھی آپ کی بیعت کرے تو آپ خون عثمان سے بری الذمہ ہو جائیں گے اور حضرات ابوبکر عمر و عثمان کی طرح خلیفہ بن جائیں گے لیکن آپ نے مہاجرین وانصار کو دھوکہ دیا اور عثمان کے خون کے بارے میں دھوکا میں رکھا ہے یہاں تک کہ جاہلوں نے آپ کی اطاعت کی ہے اور ناداروں نے آپ پر بھروسہ کیا ہے۔

---

(۱) واقعہ صفین نصر بن مزاحم۔ ج ا ص ۴۴۔۴۷۔ (۲) واقعہ صفین ص ۵۰۔

جبکہ اہل شام آپ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں مگر یہ کہ آپ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کردیں پھر وہ آپ کے خلاف قدم بڑھانے سے رک جائیں گے اور مسلمانوں کے درمیان شوریٰ قرار دو اور شوریٰ بھی اہل شام کی ہوگی نہ کہ اہل حجاز کی۔

بہرحال آپ کی فضیلت قریش میں سب سے پہلے اسلام لانے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔(۱)

حضرت علی (علیہ السلام) کا معاویہ کو جواب

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو جواب میں لکھا اس طرح لکھا:

امابعد! ایسے شخص کا نامہ میرے پاس پہنچا ہے جس کے پاس اتنی بصارت نہیں ہے کہ اسے ہدایت کی جاسکے اور نہ ہی اس کو نصیحت کرنے میں کوئی فائدہ ہے وہ تو اپنی خواہشات کے جال میں پھنس کر رہ گیا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ عثمان کے معاملہ میں میں نے دھوکا دیا ہے۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم میں تو مہاجرین اور انصار میں سے ایک ہوں میں وہاں گیا ہوں جہاں وہ گئے ہیں میں نے وہ کیا ہے جو انہوں نے کیا ہے اور میں قاتلان عثمان کے ساتھ نہیں تھا اور تیرا یہ کہنا کہ اہل شام شوریٰ بنائیں گے۔ بتاؤ شام میں کون ہے؟ جو خلافت کی صلاحیت رکھتا ہے؟ اگر تم کسی کا نام لو گے تو مہاجرین وانصار تجھے جھٹلائیں گے، اور تیرا یہ اعتراف کرنا کہ میں سابق الاسلام ہوں اگر تو اس کے انکار پر قادر ہوتا تو یقیناً اس سے بھی انکار کر دیتا لیکن تم تو اس کے انکار سے عاجز ہو، پھر آپ نے اصبغ بن نباتہ کو خط دیا اور لشکر سے دور ایک طرف چلے گئے۔(۱)

....

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۸۲۔ (۲) تذکرۃ الخواص ص ۸۲۔۸۳۔

☆ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس گیا تو اس کی دائیں جانب عمرو بن عاص اور ذوالکلاع اور حوشب اس کے بائیں جانب اور اس کے ساتھ اس کا بھائی عتبہ بن عامر، ولید بن عقبی، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید، شرحبیل بن السمط اور ابوھریرہ بیٹھے تھے اور اس کے سامنے ابوالدرداء، نعمان بن بشیر اور ابوامامہ باھلی بیٹھے تھے۔ میں نے اسے خط دیا جب اس نے خط پڑھا تو کہنے لگا،

حضرت علی (علیہ السلام) عثمان کے قاتل ہمارے سپرد نہیں کرنا چاہتے اصبغ کہتے ہیں، میں نے کہا: معاویہ تو عثمان کے قاتلوں کا مطالبہ نہ کر، تو تو صرف حکومت اور سلطنت چاہتا ہے اگر تجھے عثمان سے کوئی محبت ہوتی تو اس کی زندگی میں اس کی مدد کرتا جب کہ تم نے اس سے آنکھیں پھیر لی تھیں اور اسے چھوڑ دیا تھا یہ سب کچھ تیری دنیاداری کی وجہ سے ہے، یہ سن کر وہ غضبناک ہوا اور کچھ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

میں نے کہا اے ابوھریرہ تم تو خود کو رسول کا صحابی سمجھتے ہو، میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور تجھے اس کے رسول برحق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی کے حق میں غدیر خم پر یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

جس جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

وہ کہنے لگا خدا کی قسم یقیناً میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

میں نے کہا لیکن اب تم اس کے دشمن کو ولی سمجھ رہے ہو اور حقیقی ولی سے عداوت کرنے لگے ہو، ابوھریرہ نے لمبی اور ٹھنڈی سانس لی اور کہا:

انا للہ و انا الیہ راجعون .

معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا اب خاموش ہو جا، عثمان کے خون کے مطالبہ میں تو اہل شام کو دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ وہ شہر حرام اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں، اپنی بیوی کے سامنے مظلومیت کے ساتھ مارا گیا، یہی وہ ہے جنہوں نے اسے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور آج ان کے نزدیک اسی کے مددگار و انصار اور دست بازو بنے ہوئے ہیں، حضرت عثمان اس لئے نہیں قتل ہوا تھا کہ اس کا خون رائیگاں جائے۔(۱)

معاویہ اور جریر کی گفتگو اور حضرت کا خط

جرجانی کہتے ہیں کہ معاویہ سب سے پہلے جریر کو اپنے گھر لایا اور اس سے کہا جریر میری ایک رائے ہے، جریر نے کہا بیان کرو معاویہ نے کہا:

کہ تم اپنے مولا کو خط لکھو کہ وہ شام اور مصر میرے حوالے کر دے اور اپنی وفات کے بعد کسی کو ہم پر مسلط نہ کرے تو میں سب کچھ تسلیم کر لونگا اور تم اسے خلافت کے متعلق لکھ دو۔

جریر کہتے ہیں جو جی چاہے لکھو جب حضرت امیر المومنین کے پاس معاویہ کا خط پہنچا تو حضرت نے جریر کی طرف اس کا جواب لکھا:

امابعد! معاویہ نے جو یہ ارادہ کیا ہے کہ جس کے بعد اس کی گردن پر بیعت کا قلادہ

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۸۳، ۸۴۔

نہیں رہے گا اور اسے جو کچھ پسند تھا وہی لکھ دیا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ ہر چیز کا مالک بن بیٹھے اور اس کا ذائقہ اہل شام کو بھی چکھائے۔ مجھے مغیرہ بن شعبہ نے بھی اسی جانب اشارہ کیا ہے کہ شام کی حکومت معاویہ کے سپرد کر دی جائے جبکہ میں مدینہ میں ہوں اور اس نے اس بیعت کا انکار کر دیا ہے اور اللہ مجھے نہیں دیکھ رہا کہ میں گمراہوں کو اپنے دست و بازو بناؤں بہر حال اگر یہ شخص بیعت کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ تم واپس آجاؤ والسلام۔(۱)

☆ جب حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف گئے تو معاویہ نے پہلے سے ہی پانی پر قبضہ جما لیا تھا اور حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب کو پانی کے قریب تک نہ آنے دیا حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر اور جناب صعصعہ بن صوحان کو معاویہ کے پاس بھیجا۔

انہوں نے کہا تم ہمیں بھی اپنی طرح پانی استعمال کرنے دو۔ معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب کیا تو ان میں ولید بن عقبی کہتا ہے: ان پر پانی اس طرح بند رہنے دیا جائے جس طرح عثمان پر چالیس دن تک پانی بند تھا، عبداللہ بن سعد کہتا ہے ان پر اس وقت تک پانی بند رہنے دیا جائے جب تک یہ ہماری طرف رجوع نہیں کرتے اور یہی ان کی کمزوری کا موجب بنے گا اور اللہ تعالی نے قیامت تک کے لئے ان پر پانی بند کر دیا ہے۔

صعصعہ بن صوحان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو قیامت کے دن تمہارے اور ولید بن عقبی جیسے فاسق و فاجر پر شراب طہور کو حرام قرار دیا ہے یہ سن کر ولید گالیاں بکنے لگا۔ صعصعہ بن صوحان کہتے ہیں اللہ تم سب پر لعنت کرے پھر وہ اس لشکر سے نکل کر اپنے لشکر کی طرف چل دیے۔(۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۸۴۔

(۲) تذکرۃ الخواص ج ۱ ص ۸۶۔

☆ عمر ابن عاص، معاویہ سے کہتا ہے ان کے لئے پانی کی بندش ختم کردو دیکھتے نہیں ہو کہ ابن ابی طالب پیاس سے نڈھال ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ عراق کے دوسرے بزرگ مہاجرین وانصار بھی ہیں خدا کی قسم ہم نے اس سے پہلے اتنے بزرگ اس طرح اکٹھے نہیں دیکھے تم پانی بند کرنے والا غلط کام نہ کرو اور خود کو مصیبت میں نہ ڈالو۔

لیکن معاویہ نے انکار کردیا وہ کہنے لگا خدا کی قسم یہ ان کی پہلی کامیابی ہے اللہ تبارک وتعالی ابوسفیان بن حرب کو حوضِ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوگا۔

اس وقت فیاض بن حرث ازدی معاویہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

اے معاویہ خدا کی قسم آج تم نے انصاف نہیں کیا اگر آج رسول ہوتے تو ان پر پانی بند نہ کیا جاتا جبکہ ان پر کس طرح پانی بند کیا جارہا ہے حالانکہ یہ اصحاب رسول ہیں ان میں بدر کے غازی، مہاجر اور انصار بھی موجود ہیں ان میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد، ان کے بھائی، ان کے رازدار، اور ان کے حبیب اور دوست موجود ہیں۔

اے معاویہ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا خدا کی قسم یہ بہت بڑی بغاوت ہے، خدا کی قسم اگر وہ تم سے پہلے پانی پر پہنچ جاتے تو یقیناً تم پر پانی بند نہ کرتے یہ کہتے ہوئے وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لشکر کی طرف چل پڑا۔(۱)

☆ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے معاویہ کی طرف عبداللہ بن بدیل

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۸۶۔

الخزاعی کو بھیجا اسی شخصیت نے حضرت عمر کی خلافت کے دوران اصفہان کو فتح کیا تھا، حضرت نے اس سے کہا کہ معاویہ سے کہنا، اگر ہم تم سے پہلے پانی پر پہنچتے تو تم لوگوں پر پانی بند نہ کرتے، تمہارے لئے پانی کی بندش کا حکم دینا حرام ہے تم حضرت رسول خداؐ کے اصحاب کو پانی پینے کی اجازت دو تا کہ وہ پانی سے سیراب ہوسکیں یہاں تک کہ ہمارے درمیان کوئی معاملہ طے ہو۔

بہر حال جنگ شدید ہوگی بعید نہیں ہے کہ شہر الحرام میں جنگ ہو جائے لیکن معاویہ اپنی بات پر اٹل رہا اور معاویہ نے حضرت کو کہلوایا کہ عثمان کے قاتلوں کو میرے حوالے کر دو تا کہ میں ان کو قتل کر دوں۔ عبداللہ نے معاویہ سے کہا، کیا تو یہ سوچ رہا ہے کہ حضرت علی (علیہ السلام) پانی لینے سے عاجز ہیں ایسا ہر گز نہیں ہے وہ تو صرف اتمام حجت کر رہے ہیں۔ (۱)

☆ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خون بہانے کا معاملہ بہت بڑا ہے اسی وجہ سے میں نے ایک کے بعد دوسری مرتبہ اتمام حجت کی ہے۔

میں نے انصار اور غیر انصار میں سے مختلف لوگوں کو اس کی طرف بھیجا ہے تا کہ حجت تمام ہو جائے یہ لوگ اس کے پاس گئے اور اس سلسلے میں اس سے بات چیت کی یہ لوگ اس کے پاس پہنچ کر اس سے کہنے لگے۔ اے معاویہ اس سے پہلے کہ ہم تلوا کے زرو کے ساتھ تجھ سے پانی حاصل کر لیں تو خود ہی ہم پر پانی آزاد کر دے اس نے کہا کل بھی میرے پاس تمہارا پیغام رساں آیا تھا اور آج یہ گروہ میرے پاس آ گیا ہے۔

(۱) مناقب خوارزمی ص ۲۰۶۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر معاویہ کے پاس اپنے دس بزرگ اصحاب کو بھیجا تاکہ وہ پانی کے متعلق اس سے بات چیت کریں اس موقع پر سلیل نامی شاعر نے یہ اشعار کہے:

اِسمع الیوم مایقول سلیل

اِنّ قولي قولٌ له تأویل

اِمنع الماء مِن صحاب علي

لا یذوقوه و الذلیلُ ذلیل

سنو آج سلیل نے جو کچھ کیا ہے اسے بیان کر رہا ہے میری یہ گفتگو ان کے لئے ہے نہ جانے وہ اس کی کیا تاویل کریں گے علیؑ کے اصحاب پر پانی بند کر دیا گیا اور وہ ایک گھونٹ پانی بھی نہ پی سکے بہر حال ذلیل تو ذلیل ہی ہوتا ہے۔(۱)

☆ اشعث بن قیس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کرتا ہے یا امیر المومنین کیا ہم پیاس سے مر جائیں؟ آپ نے تو اس سلسلے میں ہمیں تلوار اور نیزے اٹھانے سے بھی منع کر دیا ہے، خدا کی قسم میں فرات پر قبضہ کیے بغیر واپس نہ پلٹوں گا۔ اس کے بعد مالک اشتر بھی آئے (حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی طرف سے جنگ کا آغاز نہیں چاہتے تھے) جب سارا لشکر جمع ہو گیا اور انہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھ لیں اشتر اور اشعث بارہ ہزار کے لشکر سے آگے بڑھے اور معاویہ کی طرف سے ابوالاعور اٹھارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ فرات پر جا پہنچے۔(۲)

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۲۰۸۔ (۲) مناقب خوارزمی ص ۲۱۰، ۲۱۵۔

ابوہانی بن معمر سدوسی کہتے ہیں کہ اس وقت میں اشتر کے ساتھ تھا اس پر پیاس کے آثار نمایاں تھے اس نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا ہمارے امیر پیاسے ہیں، اس نے کہا کہ سب لوگ پیاسے ہیں۔

میرے پاس پانی کے کچھ برتن موجود ہیں لیکن میں نے انہیں اپنی ذات کے لئے حرام قرار دے رکھا تھا اس نے یہ مالک اشتر کے حوالے کئے اس نے اور پانی پیش کیا انہوں نے کہا جب تک دوسرے لوگ پانی نہ پئیں گے میں نہیں پیوں گا۔ اسی اثنا میں ابی عور کے ساتھی قریب ہوئے اور انہوں نے تیر اندازی شروع کردی۔

مالک اشتر نے آواز دی:

اے لوگو! صبر کرو، پھر انہوں نے ابی اعور کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ تیروں کا آمنا سامنا ہوا اور ان کے سات آدمی مارے گئے ان میں سب سے پہلا شخص صالح بن فیروز العکی تھا جو بڑا شجاع مشہور تھا اشتر نے اپنا گھوڑا دریائے فرات میں داخل کیا اور انہوں نے اشعث پر حملہ کر کے پانی کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ (۱)

☆ جب حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب نے فرات پر قبضہ جما لیا اور شامیوں کو اس سے دور بھگا دیا معاویہ نے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس ۱۲ر آدمیوں کو پانی لانے کے لیے بھیجا یہ لوگ حضرت علی علیہ اسلام کے پاس گئے ان میں سے پہلے حوشب کہنے لگا۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، ص ۲۱۵ تا ۲۱۹

آپ نیک اور پاکیزہ نفس کے مالک ہیں ہمیں پانی فراہم کیجئے اور جو کچھ معاویہ نے کیا ہے اسے فراموش کر دیجئے۔ان شامیوں میں سے ایک شخص جسکا نام مقاتل بن زید العکی تھا وہ کہنے لگا۔

اے امیر المومنین امام المسلمین رسول دو عالم کے چچازاد بھائی! معاویہ عثمان کے خون کے معاملہ میں دھوکہ بازی سے کام لے رہا ہے اسے صرف اور صرف بادشاہت کی چاہت ہے وہ بہانہ بنا کر بادشاہت اور حکومت کے حصول کے کوشش میں لگا ہے۔

خدا گواہ ہے کہ اگر چہ میں شامی ہوں لیکن آپکا محب ہوں خدا کی قسم میں معاویہ کی طرف لوٹ کر نہ جاؤں گا بلکہ یہاں آپ کی خدمت کروں گا اور جنگ کی صورت میں، میں آپکی طرف سے ان کے ساتھ جنگ کرنے والا پہلا شخص ہوں گا اور جلد ہی آپ کے سامنے جام شہادت نوش کروں گا کیونکہ آپ کی اطاعت میں جان دینا شہادت کی موت ہے۔

اسکے بعد حضرت امیر لمومینین حضرت علی ابن ابی طالب نے اس انداز سے تکلم فرمایا۔
جاؤ اور معاویہ سے کہو! جتنا چاہو پانی پیو اور اپنے حیوانات کو سیراب کرو پانی کے معاملہ میں تمہیں کوئی نہ روکے گا اور کوئی بھی تم پر پانی بند نہیں کرے گا (۱)

☆ جب حضرت امیر المومنین علیہ اسلام نے جنگ صفین میں پانی پر غلبہ پالیا اور آپ نے اہل شام کے ساتھ فیاضی اور بخشش کا سلوک کیا آپ نے کچھ دن معاملہ اسی طرح رہنے دیا، نہ تو آپ نے کسی کو معاویہ کے پاس بھیجا اور نہ ان کی طرف سے کوئی آیا تا کہ اہل شام کے دل نرم پڑ جائیں۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، ص ۲۲۲

اہل عراق نے آپ سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی اور کہنے لگے: بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ جان بوجھ کر جنگ سے کترا رہے ہیں اور آپ کو اپنی زندگی کی فکر ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے میں آپ کسی شک میں مبتلا ہیں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا میں اور جنگ سے کتراؤں!

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ میں جب جوان تھا تو مجھے زندگی کی فکر نہ تھی اب اس بڑھاپے میں زندگی کی کیا فکر، میں اپنی زندگی گزار چکا ہوں۔ میرا آخری وقت بھی قریب آ چکا ہے! اب میں موت سے کیا ڈروں گا؟ نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔

اور جہاں تک اس قوم کے متعلق شک کا تعلق ہے آپ کو ان کے متعلق شک ہے اور مجھے اہل بصرہ کے متعلق شک ہے خدا کی قسم میں نے اس معاملہ کے ظاہر اور باطن دونوں کو ان کے سامنے پیش کیا ہے تو مجھے اس کے علاوہ کچھ اور معلوم نہیں کہ یا جنگ کریں یا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں۔

میں اس قوم کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ عنقریب ان میں سے ایک گروہ یا میری اطاعت کرے گا یا اسی کی! جبکہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن مجھ سے فرمایا تھا: **لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک مما طلعت علیہ الشمس.**

اگر اس کائنات میں اللہ تعالی آپ کے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت یافتہ بنا دے تو یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر خورشید طلوع ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۴، ص۱۳

☆ جب حضرت علی علیہ السلام نے پانی حاصل کر لیا تو اس وقت فردی اور گروہی جھڑپیں جاری رہیں بعض موت کے خوف سے ایسے بھاگے کہ پھر واپس نہیں آئے۔ بہر حال ذوالحجہ کے آخر تک اسی طرح جنگ کا سلسلہ جاری رہا جب محرم الحرام کا مہینہ آ گیا دونوں طرف سے ایک نیک مہینے میں جنگ ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ ایلچیوں کی رفت وآمد شروع ہو گی۔

حضرت امیر علیہ السلام نے یزید بن قیس ارجی کو معاویہ کی طرف بھیجا انہوں نے معاویہ سے کہا ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ تمہیں اس چیز سے آگاہ کریں جس کے لیے ہمیں بھیجا گیا ہے آپ ہماری بات غور سے سنیں البتہ مجھے آپ لوگوں کو نصیحتیں کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

بہر حال ہم تجھے تذکر دینے آئے ہیں تا کہ تم پر حجت تمام ہو جائے اور ہم تیرے پاس الفت ومحبت کا پیغام لے کر آئے ہیں ہمارے سردار وہ ہیں جنہیں کون ہے جو نہیں جانتا تم اور تمام مسلمان اس کے فضل وکمال سے آگاہ ہو اور میرے خیال میں اس کے فضیلت تمہارے اوپر مخفی نہیں ہے۔

اہل دین اور اہل فضل تجھے حضرت علیؑ کے برابر نہیں سمجھتے اور تجھے ہرگز ان سے بلند وبالا نہیں سمجھتے۔ اے معاویہ اللہ سے ڈرو اور علیؑ کی مخالفت نہ کرو۔

خدا کی قسم ہم نے اس دنیا میں ان سے بڑا متقی اور ان سے بڑا زاہد کسی اور کو نہیں پایا۔ ساری کائنات کی تمام نیکیاں صرف اور صرف اسی کی ذات میں موجود ہیں۔

معاویہ کا جواب :

امابعد! تم نے اطاعت اور جماعت کی دعوت دی ہے جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تم

نے دعوت دی ہے یہ تو ٹھیک ہے لیکن جہاں تک تمہارے دوست کی اطاعت کا تعلق ہے میں اسے تسلیم نہیں کرتا آپ کے سردار نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے، ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہماری خواہشات کو پامال کیا اور پھر تمہارے سردار کہتے ہیں کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا ہم لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے۔

کیا تم نے ہمارے سردار کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا تھا؟ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ وہ سب تمہارے سردار کے افراد تھے؟ آپ انہیں ہمارے پاس بھیجئے ہم انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔

ہم تم سے زیادہ اطاعت اور جماعت کے حقدار ہیں۔ شبث بن ربعی نے معاویہ سے کہا: معاویہ تو نہیں جانتا کہ عمار کے متعلق حضرت رسولؐ خدا نے کیا کہا ہے؟ اور پھر تم نے اس کو قتل کیا ہے! معاویہ نے کہا کہ مجھے اس کو قتل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

خدا کی قسم اگر میرے لیے ممکن ہوتا کہ تمہارا سردار ابن سمیہ (سمیہ بن حنباط عمار بن یاسر کی مادر گرامی پہلی خاتون شہیدہ ہیں) کا فرزند ہے تو پھر میں اس کو عثمان کے بدلے میں قتل نہ کرتا لیکن آپ لوگوں نے ہمارے سردار عثمان بن عفان کو قتل کر دیا۔ شیث نے کہا آسمانوں کے رب کی قسم تم نے عدل وانصاف سے کام نہیں لیا مجھے اس بابرکت ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تم نے ابن یاسر کو قتل کر کے لوگوں کی تلواروں کو باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ (۱)

☆ حضرت علیؑ کی ہمیشہ یہ سیرت رہی ہے کہ وہ تمام حالات میں محارم خدا سے پرہیزگاری اور تقوی اختیار کرتے تھے اس چیز کا آپ کے دشمن بھی واضح طور پر اعتراف کرتے

---

(۱) واقعہ صفین نصر بن مزاحم ص ۱۹۳۔۱۹۹

ہیں۔آپ کبھی بھی اچانک جنگ شروع کر دینا پسند نہیں کرتے تھے۔نصر بن مزاحم اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں جب محرم ختم ہوا حضرت علیؑ نے مرثد بن حارث جشمی کو حکم دیا اور انہوں نے سورج ڈوبنے کے وقت آواز دی کہ اے شام والو آگاہ ہو جاؤ کہ امیرلمومنین آپ سے فرمارہے ہیں:

تم حق کی طرف پلٹ آؤ اور اس کی طرف رجوع کرو اور میں نے تم پر اللہ کی کتاب حجت کے طور پر پیش کر دی ہے اور تمہیں اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دی ہے لیکن پھر بھی تم لوگوں نے سرکشی کو نہ چھوڑا اور حق کو قبول نہ کیا اور میں نے تم پر واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالی خیانت کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اس کے بعد نصر بن مزاحم کہتے ہیں:

نبذ سے مراد یہ ہے کہ دو گروہوں کے درمیان جنگ کے سلسلے میں ایک معاہدہ صلح ہونا جسے جنگ سے پہلے وہ توڑ ڈالیں۔(۱)

☆ عبداللہ بن جندب اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا جب جنگ میں دشمن سے تمہارا آمنا سامنا ہو تو اس وقت تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ۔

جب تک دشمن جنگ شروع نہ کر دے تم پہل نہ کرنا کیوں کہ تم الحمد اللہ دلیل و حجت رکھتے ہو اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا کہ وہی پہل کریں یہ ان پر دوسری حجت ہوگی اور جب تمہارے جوابی حملہ سے دشمن بھاگ کھڑا ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور کسی زخمی کی جان نہ لینا۔

---

(۱) واقعہ صفین ص ۲۰۲۔۲۰۳

ان کا لباس نہ اتارنا، مرنے کے بعد ان کا مثلہ (ناک اور دوسرے اعضاء کاٹنا) نہ کرنا اور جب تم اس قوم کے مرکز میں پہنچ جاؤ انہیں مزید شرمندہ نہ کرنا اور ان کی اجازت کے بغیر ان کے گھروں میں داخل نہ ہونا انکے گھروں سے کسی چیز کو نہ اٹھانا لیکن میدان جنگ میں جنگی ہتھیار لے سکتے ہو۔

ان کی عورتوں کو اذیت نہ پہنچانا اگرچہ تمہیں وہ برا بھلا کہیں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ وہ جان، قوت اور عقل کے اعتبار سے ضعیف اور کمزور ہوتی ہیں ہمیں (پیغمبر اسلامؐ کے زمانہ میں بھی) یہ حکم تھا کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تو اس کی اور اس کے بعد آنے والی نسلوں کو مطعون سمجھا جاتا تھا۔ (۱)

☆ حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان کے موقع پر وعظ کرتے سنا اور آپ نے فرمایا۔

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اپنی آنکھیں نیچی رکھو اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور کم بولو خود کو جنگ، مقابلہ، مبارزہ اور معانقہ کے لیے آمادہ رکھو، اور ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ، جنگ میں کسی سے پہل نہ کرو تاکہ تمہیں اللہ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ صبر و تحمل سے کام لو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پھر یہ دعا فرمائی پروردگار! ہمیں صبر اور نصرت اور اجر عظیم عنایت فرما۔ (۲)

نصر بن مزاحم اپنی سند سے روایت بیان کرتے ہیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کون ہے

(۱) واقعہ صفین ص ۲۰۲۔۲۰۳۔ (۲) واقعہ صفین ص ۲۰۴۔

جو اس قوم کے پاس قرآن لے کر جائے جو انہیں سمجھائے؟ تو ایک نوجوان آگے بڑھا جس کا نام سعد بن قیس تھا اس نے کہا میں جاؤں گا حضرت نے پھر اس بات کو دہرایا۔

دوسرے لوگ خاموش رہے اس نوجوان نے کہا میں جاؤں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تیرے سوا کوئی اور نہیں؟!! وہ جوان معاویہ کے پاس آیا اور اس نے چنانچہ معاویہ کو قرآن سنایا اور اسے قرآن کی طرف دعوت دی لیکن معاویہ نے اسے قتل کر دیا۔

اس وقت حضرت علیؑ نے عبداللہ بن بدیل خزاعی سے کہا اب ان پر حملہ کر دو چنانچہ سب نے حملہ کر دیا۔(۱)

نصر بن مزاحم اپنی سند سے کہتے ہیں کہ ہم جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ موجود تھے اس وقت عمرو بن عاص کھڑا ہوا اس نے سیاہ کپڑے کو نیزے کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت رسولؐ خدا کے پرچم کا ایک حصہ ہے وہ اس طرح باتیں کرتے ہوئے حضرت علیؑ کے پاس پہنچ گئے۔

حضرت نے فرمایا کیا تم اس چادر کے متعلق جانتے ہو بے شک عمرو اللہ کا دشمن ہے اسے اللہ کے رسولؐ نے اسے چادر کے حصے کے ساتھ نکال دیا تھا حضرت نے اس سے پوچھا تھا اسے کہاں سے لیا تھا؟۔

عمرو نے کہا تھا یا رسولؐ اس سے کیا ہوتا ہے؟۔

حضرت نے فرمایا: اسے لے کر (اسے پہن کر) مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہ کرنا اور

(۱) شرح نہج البلاغہ جلد ۵ ص ۱۹۶۔

کافروں کا تقرب حاصل نہ کرنا بس اس نے وہ لے لیا۔

لیکن بے شک وہ مشرکوں کے قریب ہو گیا ہے اور آج مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہے مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزوں کو پیدا کیا وہ کبھی بھی مسلمان نہ ہوئے انہوں نے تو صرف اسلام کا اظہار کیا ہے۔

اور کفر اُن کے اندر پوشیدہ طور پر موجود ہے جب یہ کافروں میں سے کسی کو اپنا مددگار اور معاون پاتے ہیں تو اپنے کفر کا اظہار کر دیتے ہیں۔(۱)

☆ نصر بن مزاحم کہتے ہیں کہ زید بن ارقم معاویہ کے پاس گئے اس وقت اس کے قریب عمر بن عاص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جب زید نے یہ منظر دیکھا تو خود ان دونوں کے درمیان حائل ہو گیا یہ دیکھ کر عمرو بن عاص کہنے لگا۔

تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ ہم اکٹھے بیٹھے ہیں تو میرے اور میرے امیر کے درمیان آکر بیٹھ گیا ہے ہمارے درمیان سے اٹھ جا، زید نے کہا کہ ایک جنگ میں، میں حضرت رسول خداؐ کے ساتھ تھا آپ دونوں اسطرح اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے حضرت رسول خداؐ نے گہری نظروں کے ساتھ آپ کو دیکھا اور پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح دیکھا اور نظریں جما کر تمہیں دیکھنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ جب تم معاویہ اور عمرو ابن عاص کو کبھی اسطرح اکٹھا بیٹھے ہوئے دیکھو تو فوراً انہیں جدا کر دینا کیوں کہ یہ دونوں کبھی بھی خیر پر (اس طرح) اکٹھا نہیں بیٹھ سکتے۔(۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۳۰۔۳۱.

(۲) واقعہ صفین ص ۲۱۸.

☆ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں معاویہ جہنم کے نچلے درجے میں دردناک عذاب میں ہوگا اگر فرعون یہ کلمہ نہ کہتا کہ أنا ربکم الأعلی (میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں) تو جہنم میں معاویہ سے پست درجہ کسی اور کو نہ ملتا۔(۱)

☆ اس طرح عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسولؐ نے ابوسفیان کو دیکھا کہ وہ مرکب پر سوار ہے اور معاویہ اور اس کا ایک بھائی ساتھ ہے ان میں سے ایک لگام پکڑے کھڑا ہے اور دوسرا اس کے پیچھے کھڑا ہے۔ جب حضرت کی ان پر نگاہ پڑی تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

اللّٰھم اللعن القائِد والسائق والراکب.

پروردگارا کھڑے ہونے والے، لگام پکڑنے والے اور سوار تینوں پر لعنت فرما۔(۲)

☆ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام لوگوں کے ساتھ آہستہ آہستہ اہل شام کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں (اہل شام) نے تیر پھینک کر جنگ کا آغاز کیا اس وقت آپ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

پروردگارا ! ہمیں اپنے دشمن پر نصرت فرما، ہمیں ان باغیوں سے نجات دے اور حق کی نصرت فرما، اور اگر انہیں کامیابی مل جاتی ہے تو ہمیں شہادت کے درجے پر فائز کردے اور میرے اصحاب کو اس فتنہ سے نجات دے۔(۳)

---

(۱) واقعہ صفین ص ۲۱۷۔

(۲) واقعہ صفین ص ۲۲۰۔

(۳) اعیان شیعہ جلد ا ص ۴۸۶۔

☆ نصر، زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں میں نے حضرت کو دیکھا کہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ میسرہ کی طرف جارہے تھے میں نے دیکھا کہ تیر آپ کے کاندھوں اور شانوں سے گذر رہے تھے، جن کو دیکھ کر آپ کے فرزندان تیروں کو روکتے تھے، آپ نے ان کو منع فرمایا اس وقت بنی امیہ کا ایک بہادر غلام احمر نکل کر آیا اور کہنے لگا: یا علی اگر میں تم کو قتل کروں تو خدا مجھے قتل کردے، یا آپ مجھے قتل کردیں۔

یہ سن کر امام علیہ السلام کے خادم کیسان نے اس پر حملہ کیا لیکن اس کو احمر نے قتل کردیا اس کے بعد علی علیہ السلام احمر کے نزدیک گئے تاکہ اس پر تلوار سے وار کریں، لیکن احمر نے آپ کی ہیبت کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ ذرہ میں رکھ لئے، اس وقت حضرت امیرؑ نے اس کو پکڑ کر اوپر اٹھالیا۔

راوی کہتا کہ میں نے دیکھا کہ احمر کے دونوں پیر حضرت کے شانوں کے قریب ہوا میں لٹکے ہوئے تھے، حضرت نے کچھ دیر اس کو اسی طرح لٹکائے رکھا اور پھر زمین پر دے مارا، جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے اس کے بعد امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اہل شام حضرت کے قریب ہونے لگے لیکن حضرت آرام سے چلتے رہے اور موقع پر حضرت امام حسن علیہ السلام نے کہا: بابا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ دشمن آپ کی طرف حملہ کے لئے بڑھ رہے ہیں۔

تب آپ نے فرمایا: اے بیٹا تمہارے باپ کے لئے ایک دن معین ہے جس پر جلدی کرنے سے کوئی اثر نہیں پڑتا اے بیٹا تمہارے باپ کو اس کا غم نہیں کہ موت ان پر آن پڑے یا وہ موت پر جا گریں۔(۱)

---

(۱) اعیان الشیعہ جلد ۱ ص ۴۸۷۔

☆ جنگ صفین میں حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ میں عصا لے رکھا تھا اور آپ کا گزر سعید بن قیس ہمدانی کی طرف ہوا وہ عرض کرنے لگا یا امیر المومنینؑ کہیں کوئی آپ کو دھوکا دے کر نقصان نہ پہنچا دے جبکہ آپ دشمن کے قریب ہوتے جا رہے ہیں تو اس وقت حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

جب تک خدا کی مرضی نہ ہو تو کسی کی جرأت نہیں کہ میرا بال بھی بیکا کر سکے جب تک میں اللہ کی حفاظت میں ہوں کوئی اس وقت تک مجھ پر پس پشت سے حملہ نہیں کر سکتا اور مجھ پر دیوار نہیں گرا سکتا یا مجھ پر آفت و مصیبت کا پہاڑ نہیں توڑ سکتا۔ ہاں شب قدر میں ایسا ہوگا۔(۱)

☆ جابر جعفی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام میدان جنگ کی طرف نکلنے لگے تو آپ نے سوار ہونے سے پہلے ذکر خدا کیا اور ارشاد فرمایا:

الحمدُ اللهِ علىٰ نعمه علينا و فضلهِ ﴿سبحان الذي سخّرلنا هذا وما كُنّا له مقرنين اِنّا اِلىٰ ربّنا لمنقلبون.﴾

تمام حمد و ثناء خداوند متعال کے لئے سزاوار ہے جس نے ہمیں نعمت اور فضیلت عطا کی ہے۔ اور وہ ایسی پاک و پاکیزہ ذات ہے جس نے اس کائنات کو ہمارے لیے مسخر فرمایا اور کوئی بھی اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں ہے اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر آپ نے قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے بلند کر کے فرمایا:

اللُّهم اِليک نقلت الأ قدام و أتعبتُ الأبدان و أفضتُ القلوب و رفعتُ الايدي و شَخَصتُ الابصارُ ﴿ ربنا افتح بيننا و بين قومِنا بالحقّ و أنتَ

(۱) اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۴۸۷

خیرُ الفاتحین .﴾

پروردگار ہمارے قدم تیری جانب رواں دواں ہیں اور بدن تیرے حکم کے تابع ہیں۔ دل تیری طرف راغب ہیں اور ہاتھ تیری بارگاہ میں بلند ہیں اور آنکھیں تیری جستجو میں ہیں، پروردگار! ہمیں اس قوم پر حق کے ساتھ فتح نصیب فرما بے شک تیری ذات ہی بہترین فتح عطا کرنے والی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا: اللہ کی برکت سے قدم بڑھا، اور چلتے ہوئے آپ یہ ورد کر رہے تھے:

اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر لا الٰہ اِلاّ اللّٰہ اللّٰہ أکبرُ یا اللّٰہ یاأحد یا صَمد یا رب محمدَ أکفف عنا بأس الظالمین .

اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ وہی اکبر ہے۔ اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اے اللہ، اے احد، اے بے نیاز ذات، اے محمد کے رب، ظالموں کے ظلم واذیت کو ہم سے دور فرما۔

اور پھر فرمایا: ﴿**الحمدُ للّٰہ رِبِّ العالمین الرحمٰن الرحیم مالکِ یوم الدین اِیاکَ نعبد واِیاکَ نستعین﴾ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ولا حوَلَ ولا قوّۃ اِلاباللّٰہ العليّ العظیم.**

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب، رحمٰن اور رحیم ہے نیز آخرت کا مالک ہے ہم صرف اس کی عبادت کرتے ہیں اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں تمام طاقت وقوت اسی علی اور عظیم ذات کے لیے ہے، راوی کہتا ہے صفین میں یہی کلمات حضرت کا شعار اور نعرہ تھے۔(۱)

....

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۵ ص ۱۷۶۔

☆ جب جنگ صفین میں دونوں طرف سے کافی لوگ قتل ہو گئے تو حضرت علیؑ نے میدان صفین میں کھڑے ہو کر با آواز بلند پکارا: معاویہ معاویہ، آپ نے کئی بار اس کو تکرار کیا، معاویہ نے کہا کیا کہنا چاہتے ہو حضرت نے فرمایا: تو خود میرے ساتھ جنگ کے لیے آجا تا کہ معاملہ تمام ہو جائے۔

چنانچہ جب آپ نے معاویہ کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ اس کے ساتھ عمرو بن عاص بھی تھا جب وہ دونوں حضرت کے قریب آئے تو حضرت نے عمرو کی طرف توجہ کئے بغیر معاویہ سے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو تو دیکھ نہیں رہا کہ کتنے لوگ مارے جا چکے ہیں، بہتر ہے تا کہ میرے اور تیرے درمیان جنگ ہو جائے جو دوسرے کو قتل کر دے وہ خلافت کا مالک بن جائے، معاویہ نے عمرو سے پوچھا اس بارے تیرا کیا مشورہ ہے؟

عمرو نے کہا علیؑ نے انصاف سے کام لیا ہے، بہرحال اگر تو میدان میں نکلے تو تجھے کوئی نہیں مار سکتا اس زمین پر رہنے والے سب عرب تیری پشت پر ہیں (یعنی تم حضرت علیؑ کا مشورہ مان لو) معاویہ نے کہا اے ابن عاص مجھ جیسا شخص اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ خدا کی قسم علی ابن ابی طالبؑ جیسے شجاع شخص کے ساتھ مقابلہ کرنے کبھی نہ نکلوں گا یہ تو میرے خون سے زمین کو سیراب کر دے گا۔

اس کے بعد معاویہ عمرو عاص کے ساتھ وہاں سے بھاگ گیا اور لشکر کی آخری صفوں میں پہنچ گیا۔ جب حضرت نے اسے آخری صفوں میں جاتے دیکھا تو آپ مسکرا دیئے اور اپنی جگہ واپس آ گئے۔ (۱)

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۲۱۷۔

☆ اصبغ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا امیر المومنین جس قوم کے ساتھ ہم جنگ کررہے ہیں ان کا اور ہمارا دین ایک ہے رسول ایک، نماز ایک اور حج ایک ہے تو پھر ہمارا جھگڑا کس چیز میں ہے؟ لہٰذا ہم انھیں کس نام سے پکاریں؟ تب حضرت نے فرمایا:

ہم انہیں وہی کچھ کہیں گے جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے اور جو کچھ اللہ کی کتاب میں موجود ہے میں سب کو جاننے والا ہوں، پھر اے نوجوان کیا تم نے اللہ کے اس فرمان کو ملاحظہ نہیں کیا جس میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"تلکَ الرُسُل فضّلنا بَعضَهم علیٰ بعض..." سے لے کر **"ولو شاءَ اللہُ ما آقتتل الذین من بعد هم مِن بعد ما جاء تهُم .البیناتُ ولکن اِختلفوا فمنهم من آمن و منهم من کفر."(۱)**

یہ سب رسول جو ہم نے بھیجے ہیں، ان میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔۔۔ اگر خدا چاہتا تو جو لوگ ان پیغمبروں کے بعد واضح اور روشن معجزے آچکنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے مگر ان میں اختلاف پیدا ہو گئے۔

ان میں بعض تو صاحب ایمان رہے اور بعض کافر ہو گئے اور جب یہ اختلاف پیدا ہو گیا تو ہم اللہ اسکی کتاب اور اس کے نبی کے زیادہ قریب ہیں۔ ہم ایمان والے ہیں اور وہ کفر کرنے والے ہیں اور اللہ نے چونکہ یہی چاہا ہے کہ ہم ان (کافروں) سے لڑیں لہٰذا ہماری یہ جنگ کرنا مشیت ایزدی اور اللہ کے ارادے کے عین مطابق ہے۔ (۲)

---

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۵۳۔ (۲) شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۲۵۸۔

☆ محمد ابن اسحاق اپنی سند سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عمرو ابن عاص کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ایک صحابی حارث بن نضر خثعمی سے بڑی عداوت تھی حضرت علیؑ نے اپنے اس صحابی کو شام کے بڑے لوگوں سے متعارف کروایا تھا اور ان کے دلوں میں اس کی شجاعت کا رعب و دبدبہ تھا ہر شخص اس کے سامنے آنے سے بچتا تھا اور عمرو جس جگہ بھی جاتا تھا وہاں حارث بن نضر کے چرچے سنتا تھا۔

حارث نے اس سلسلے میں کچھ اشعار کہے اور یہ اشعار زبان زد عام ہو گئے جب ان کی خبر عمرو کو ہوئی تو وہ خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا اسے یہ اشعار علی ابن ابی طالبؑ نے سکھائے ہیں۔ بہر حال خدا مجھے ہزار مرتبہ بھی موت دے تب بھی تلواریں آپس میں ضرور ٹکرائیں گی لہٰذا اس نے اپنے نیزے سے اس پر حملہ کر دیا، اس جانب حضرت علیؑ آ نکلے انہوں نے تلوار اور صقیل شدہ و نیزہ اٹھا رکھا تھا جب اس نے دیکھا تو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی تا کہ آگے بڑھ جائے اور (خوف کی وجہ سے) عمرو گھوڑے سے زمین پر آ گرا اور دونوں پاؤں پھیلا دیئے اور ننگا ہو گیا۔ حضرت اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے اس سے آگے نکل گئے۔ اس دن سے لوگوں کے درمیان اس کی یہ حالت ضرب المثل بن گئی اس واقعہ پر حارث بن نضر خثعمی نے یہ اشعار کہے:

أفي كل يومٍ فارس لکَ ينتهي

وعورتُه وسط العجاجة باديه

يكف لها عنه عليّ سِنانه

ويضحک منها في الخلاءِ معاويه

بدت أمس مِن عمرو فقنّع رأسه

وعورۃُ بُسرٍ مثلها حذو حاذيه

فقولا لعمروٍ ثم بُسرٍ ألاانِظُرا

لنفسكما لا تلقيا الليث ثانيه

ولاتحمدا اِلاّ الحيا وخصا كما

هما كانتا والله للنفسِ واقيه

کیا ہر روز تیرے لیئے کوئی گھوڑ سوار آئے اور صحرا کے درمیان غبار بلند ہو اور تم ننگے ہو جاؤ تیرے لیے تو صرف علی علیہ السلام کے نیزے کی انی ہی کافی ہے تجھ پر تنہائی میں معاویہ بھی مسکرا دیا کل عمرو کو یہ معاملہ پیش آیا اور اس نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور بسر کا انجام بھی ویسا ہی رہا پس ان دونوں نے عمرو اور پھر بسر سے کہا۔

اپنے نفوس کو نہیں دیکھتے کہیں تم پر دوبارہ شیر حملہ نہ کردے تو شرم وحیاء کیوں نہیں کرتے خدا کی قسم اپنے نفس کی حفاظت کرو۔ حارث کہتے ہیں کہ اس کے بعد بسر بن ارطاۃ کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو عمرو بن عاص کے ساتھ ہوا تھا(۱)

☆ نصر بن مزاحم عمر بن سعد سے روایت بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے درمیان حضرت علیؑ موجود تھے۔ آپ حمدان، حمیر اور دوسرے مختلف لوگ جہاں موجود تھے ان کے درمیاں کھڑے تھے اس وقت اہل شام کے کسی شخص نے آواز دی کسی نے ابی نوح حمیری کو دیکھا ہے؟

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۳۱۳ تا ۳۱۷۔

کسی نے جواب دیا جی ہاں تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے چہرے سے خود اتارا وہ ذوالکلاع حمیری تھا۔

نوح نے کہا: ہمارے ساتھ چلو۔

اس نے کہا: کہاں؟

کہا بہر حال ہمیں اس صف سے نکل جانا چاہیے۔

ابوحمیری نے کہا: کیوں؟

اس نے کہا: مجھے تم سے کام ہے۔

اس نے جواب دیا: معاذ اللہ میں کیوں جاؤں میں تو یہاں جنگ کرنے کے لیے آیا ہوں۔

ذوالکلاع نے کہا: ہمیں بتا کہ تیری گردن پر اللہ، رسولؐ اور ذوالکلاع قبیلہ کی کوئی ذمہ داری ہے؟ اگر ہے تو تم اپنے قبیلے کی طرف چلو، بہر حال میں تم سے اس معاملے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں جس کی طرف تم نکلے ہو۔ ابونوح، ذوالکلاع کے ساتھ وہاں سے چل پڑا۔

اس نے کہا۔ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے تاکہ تم مجھے وہ بات بتاؤ جو عمرو بن عاص نے عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں کہی تھی بہر حال تم ہمیں وہ حدیث ابھی سناؤ۔

اس نے کہا میرا خیال ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔

آپ نے فرمایا:

يلتقي أهل الشام وأهل العراق و في إحدىٰ الكتيبتين الحقُ وإمام الهدىٰ ومعهُ عمار بن ياسر .

اہل شام اور اہل عراق ایک مقام پر جنگ کے لیے جمع ہونگے اور ان دونوں لشکروں میں سے ایک حق پر ہوگا اور وہی امام ہدیٰ بھی ہوگا اور اس لشکر کے ہمراہ عمار بن یاسر بھی ہونگے۔

ابونوح نے کہا جی ہاں خدا کی قسم ہم اسی گروہ میں سے ہیں۔

اس نے کہا اللہ تجھے سمجھائے تم ہمیں جنگ میں کھری کھری سنانا چاہتے ہو (یا قتل کرنا چاہتے ہو)۔

ابونوح نے کہا جی ہاں رب کعبہ کی قسم! یہ تمہارے ساتھ رہنا جنگ کرنے کی بانسبت زیادہ سخت ہے اگر تم اکیلے ہوتے تو میں جنگ کرنے سے پہلے تمہیں ذبح کر دیتا جبکہ تم تو میرے چچازاد ہو۔

ذوالکلاع نے کہا تو ہلاک ہو جا اس چیز کی تو مجھ سے تمنا رکھتے ہو خدا کی قسم اگرچہ تم میرے رشتہ دار ہو لیکن میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا لہٰذا مجھے اپنے قتل پر مجبور نہ کر۔

ابونوح نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحم کر دیا ہے اور جو رشتہ دار نہیں تھے انہیں اسلام کی لڑی میں پرو دیا ہے میں تمہیں بھی قتل کروں گا اور تیرے ساتھیوں کو بھی فی النار کروں گا کیونکہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر۔

ذوالکلاع نے کہا کہ میرے ساتھ اہل شام کی صفوں میں شامل ہو جاؤ کیونکہ میری نظر میں تو اس کے ہمسایہ ہو، یہاں تک عمرو بن عاص سے ملے اور اسے عمار کے متعلق خبر دی اور جنگ میں ہمیں قتل کرنے کی بات ختم ہو جائے شاید اس سے دونوں لشکروں کے درمیان صلح ہو جائے۔

ابونوح نے اسے جواب دیا عمرو ایک مکار آدمی ہے اور تم بھی مکار اور دھوکہ باز لوگوں میں پھنسے ہوئے ہو، معاویہ کا ساتھ دینے سے بہتر ہے کہ خدا مجھے موت دے دے اور میں مر جاؤں۔

ذوالکلاع نے کہا اس بات میں میں بھی تمہارا ساتھی ہوں مگر یہ کہ قتل نہ کر دیا جاؤں اور بیعت پر مجبور نہ ہو جاؤں اور نہ ہی تیرے لشکر میں محبوس نہ ہو جاؤں۔

بہر حال ابونوح نے کہا پروردگارا تو جانتا ہے کہ ذوالکلاع کیا کہہ رہا ہے اور تو اسے بھی جانتا ہے جو میرے دل میں ہے مجھے اس سے پناہ دے، پس یہ کہہ کر وہ ذوالکلاع کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ عمرو بن عاص تک پہنچے اس وقت وہ معاویہ کے پاس موجود تھا اور اس کے ارد گرد کچھ لوگ موجود تھے۔

ذوالکلاع نے عمرو سے کہا، اے ابوعبداللہ کیا اگر تجھے ایک ناصح عقلمند اور شفیق انسان، عمار بن یاسر کے متعلق خبر دے تو تم اس کو جھٹلاؤ گے تو نہیں؟

عمرو نے کہا۔ وہ کون ہے؟

ذوالکلاع نے کہا وہ میرا چچازاد بھائی کوفہ کا رہنے والا ہے۔

عمرو نے کہا کیا تو مجھے ابوتراب کا ہم شکل دکھانا چاہتا ہے۔

ابونوح نے کہا علیؑ تو محمدؐ اور اس کے اصحاب کی ہیئت و شکل کے مالک ہیں جبکہ تم ابوجہل اور فرعون کی عادات واطوار اور ہیئت و شکل والے معلوم ہوتے ہو۔

یہ سننا تھا ابوالاعور ننگی تلوار لے کر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ جھوٹا اور لئیم شخص ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ہمیں گالیاں دے رہا ہے۔

ذوالکلاع نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تمہارا ہاتھ اس کی جانب بڑھا تو میں تلوار سے تمہاری گردن اتار دوں گا یہ میرا چچازاد بھائی اور ہمسایہ ہے اور میں نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے میں اس کو تمہارے پاس اس لیے لایا ہوں تاکہ تمہیں تمہاری حقیقت سے آشنا کر دوں۔

اس سے عمرو ابن عاص نے کہا تجھے اللہ کی قسم تم جھوٹ نہ بولنا اور ہمیں صحیح صحیح بتاؤ کہ کیا عمار بن یاسر تمہارے ساتھ ہے؟۔ ابونوح نے کہا میں اس وقت تک تجھے اس کی اطلاع نہیں دوں گا جب تک تم مجھے یہ نہ بتاؤ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا ہے؟ جبکہ ہمارے ساتھ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی کافی اصحاب موجود ہیں اور سب کے سب اس جنگ میں تمہیں قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ عمرو نے کہا میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اِنَّ عماراً تقتلهُ الفئةُ الباغية وانه ليس لعمّار أن يفارق الحق ولن تأكل النار مِن عمار شيئا.

بے شک عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، جبکہ حق عمار سے جدا نہیں ہوگا اور عمار بہشت میں جائے گا۔

ابونوح نے کہا:

لا اله اِلاّ الله و الله اكبر اِنه يقيناً جادَ علىٰ قتالِكم .

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ ہی اکبر ہے بے شک وہ ہمارے ساتھ ملکر تم سے جنگ کرے گا۔

عمرو نے بھی کہا مجھے اس ذات کی قسم جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

یقیناً (وہ کل) ہمارے ساتھ ہی جنگ کرے گا۔

ابونوح کہتا ہے جی ہاں جنگ جمل میں جب ہم اہل بصرہ پر چڑھائی کر رہے تھے تو اس نے مجھ سے کہا تھا گویا کل کی ہی بات ہے اور تم نے ہمیں مارا تھا یہاں تک کہ ہم کھجور کے درختوں تک جا پہنچے تھے اس وقت بھی ہمیں علم ہو گیا تھا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو۔

اس کے بعد ابن عاص، ذوالکلاع اور ایک جماعت کے ساتھ وہاں سے نکلا یہ سب لوگ عمار بن یاسر کے پاس جمع ہو گئے۔ عمرو بن عاص نے کہا ہمارے ساتھ جنگ کرنے کی وضاحت کرو۔ کیا ہم ایک خدا کی عبادت نہیں کرتے؟ اور کیا جس قبلہ کی طرف تم منہ کر کے نماز پڑھتے ہو ہم اس کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے؟ اور تمہاری دعوت کو ہم نے قبول نہیں کیا؟ کیا ہم قرآن نہیں پڑھتے؟ اور تمہارے نبی پر ایمان نہیں رکھتے؟۔

عمار نے جواب دیا اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و حمد ہے جس نے مجھے تم لوگوں سے جدا کیا ہے قبلہ اور دین تو میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے اس طرح رحمان کی عبادت' نبی اور کتاب بھی میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے تیرا اور تیرے ساتھیوں کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اس پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمہیں اس طرح بنایا ہے اور تمہیں گمراہ اور اندھا بنایا ہے۔ میں عنقریب تمہیں بتاؤں گا کہ میں تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے جنگ کروں گا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے:

تیرے ساتھ جنگ کرنے والے ناکثین ہیں اور ایسا ہو چکا ہے (ناکثین نے مجھ سے

جنگ کی ہے) اور تجھے قتل کرنے والے قاسطین ہونگے اور وہ تم لوگ ہو جہاں تک مارقین کا تعلق ہے مجھے نہیں معلوم میرا ان سے واسطہ پڑے گا یا نہیں۔

اے بد بخت و بے اولاد کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے (مولا کائنات کے لیے) ارشاد نہیں فرمایا۔

من کنت مولاه فعلي مولاهُ اللهم والِ مَن والاهُ و عادِ مَن عاداه ! فأنا مولیٰ الله و رسولهُ وعلي مولاي بعد هما .

جس کا میں مولا ہوں اسکے علیؑ مولا ہیں خدایا اس سے محبت رکھ جو علیؑ کو ولی جانے، اس سے بغض وعداوت رکھ جو علیؑ سے دشمنی وعداوت رکھتا ہو، پس میں وہ ہوں جس کے مولا وآقا اللہ اور رسول ہیں اور ان کے بعد علیؑ میرا مولا وآقا ہے۔(۱)

☆ جناب ابن ابی الحدید مندرجہ بالا روایت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اس قوم پر بہت تعجب ہے جنہیں حضرت عمار کی اس جنگ میں موجودگی سے تو شک ہو رہا ہے کہ اگر عمار اس جنگ میں موجود ہوئے تو ہم ناحق ہونگے اور انہیں حضرت علیؑ کی موجودگی کا خیال نہیں کہ ان کے ساتھ جنگ درست نہیں ہے۔

عمار کے حوالہ سے استدال پیش کر رہے ہیں۔ کہ حق اس قوم عراق کے ساتھ ہے کیونکہ ان میں حضرت عمار موجود ہیں لیکن حضرت علیؑ سے جنگ کرتے ہوئے ان کو پرواہ تک نہیں یہ لوگ رسول خدا کے اس فرمان سے تو ڈر رہے ہیں اور پریشان ہیں کہ (عمار) تجھے باغی گروہ قتل کرے گا

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۱۶ تا ۲۱۔

لیکن انہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے خوف نہیں آتا جوانھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے شان میں کہا ہے۔

اللھم وال من ولاہ و عاد من عاداہ

خدا اسے دوست رکھ جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہو اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ سے عداوت رکھے۔

اورانہیں رسول خدا کا یہ فرمان بھی سوچنے پر مجبور نہیں کرتا۔

لا یحبک الا مؤمن و لا یبغضک الا منافق.

اے علی تجھ سے صرف مومن ہی محبت رکھ سکتا ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا (تو) منافق ہے۔

ابن ابی الحدید مزید فرماتے ہیں یہ اس بات کی بین اور واضح دلیل ہے کہ تمام قریشیوں کی یہ پوری سعی وکوشش تھی کہ ابتداہی سے علیؑ کے ذکر کو چھپایا جائے اور ان کے فضائل پر پردہ ڈالا جائے۔(۱)

☆ نصر بن مزاحم عمر بن سعد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں ایک دن اتنی شدید لڑائی ہوئی کہ تکبیر کے علاوہ نماز تک نہ ہوسکی اس دن حضرت عمار بن یاسر قتل کر دے گئے جب ان کی نگاہ عمرو بن عاص کے پرچم کی طرف اٹھی تھی تو فرمایا تھا خدا کی قسم یہ جھنڈے والا تین اہم چیزوں کا قاتل ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا پھر یہ شعر کہے:

نحنُ ضربنا کم علیٰ تأویلہِ

کما ضربنا کم علیٰ تنزیلہِ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۱۷ تا ۱۸

ضرباً یزیل الهامُ عن مقیله

ویذهل الخلیلُ عن خلیلهِ

او یرجع الحق الی سبیله

ہم نے تم کو تاویل کے ساتھ اس طرح شکست دی جس طرح ہم نے تمہیں تنزیل قرآن کے ساتھ شکست دی تھی ہماری ضرب نے بات کرنے والے کو ہلاک کر دیا اور دوست سے دوست جدا ہو گیا یا حق اپنے اصل ٹھکانے کی طرف پلٹ آیا۔

پھر عمار کو پیاس لگی پیاس کی شدت نے نڈھال کر دیا ایک خاتون آئی۔ نہیں جانتا تھا کہ یہ اس کی والدہ تھی جس نے دودھ کا پیالہ اٹھا رکھا تھا عمار نے اسے پیتے ہوئے کہا کہ جنت میری مشتاق ہے آج میری اپنے محبوب (رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات ہونے والی ہے۔

ذوالکلاع نے عمرو بن عاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور مرتے وقت تو دودھ پیئے گا۔

ذوالکلاع نے عمرو بن عاص سے کہا یہ سب کچھ کیا ہے کیا یہ تیرے لیئے افسوس کا مقام نہیں ہے؟

عمرو نے کہا ابھی عنقریب یہ ابوتراب کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا یہ سب کچھ عمار کی شہادت سے پہلے کی باتیں تھیں جس دن عمار قتل ہوئے اس دن ذوالکلاع بھی قتل ہوا۔ عمرو نے معاویہ سے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو ان دونوں کے قتل ہونے سے مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم ذوالکلاع باقی نہیں رہا اور عمار بھی قتل ہو گیا جس کی وجہ سے لوگ علیؑ کی طرف مائل

ہور ہے تھے اور معاملہ یہ ہم مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔(۱)

☆ اہل شام میں سے ابن جونی کہتا ہے کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے عمر بن عاص نے پوچھا جب تم نے اسے قتل کیا تھا اس وقت اس کے منہ سے کیا الفاظ نکلے تھے وہ کہتا ہے اس وقت عمار کہہ رہے تھے۔

الیوم ألقیٰ الأحبة　　　محمداً و حزبه

آج میں اپنے احباء سے ملوں گا۔ یعنی میری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم اوران کے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی۔

عمرو نے کہا تو نے سچ کہا ہے تو نے ہی اسے قتل کیا ہے اللہ نے تجھے کامیابی نہیں دی بلکہ تیرا رب غضبناک ہوا ہے۔(۲)

☆ روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عمرو بن عاص پر اپنی تلوار سے حملہ کر دیا اور فرمایا اے ابن نابغہ اسے سنبھالو وہ خوف زدہ ہو کر گھوڑے سے نیچے گر گیا اور اس نے اپنی شرم گاہ کھول دی۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اے ابن نابغہ تو اپنی شرم گاہ کا آزاد شدہ ہے معاویہ یہ سن کر مسکرایا اور اس نے کہا اے عمر تو نے اپنے نفس کو کتنا رسوا کر لیا ہے۔

عمر نے معاویہ سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن کون اس بڑی مصیبت میں پھنسنا چاہتا ہے علیؑ کے مقابلے میں نہ تو میری جرأت و طاقت ہے اور نہ تجھ میں ہمت ہے نہ ولید میں اتنا زور ہے حتیٰ

---

(۱) نہج البلاغہ ج ۶ ص ۲۴۔

(۲) مناقب خوارزمی ص ۲۳۴۔

کہ ہم جتنے لوگ بھی یہاں جمع ہیں کسی میں اتنی قدرت نہیں ہے کہ علیؑ کا مقابلہ کر سکے اگر تجھے میری بات پر یقین نہیں آتا تو آزمالے جبکہ علیؑ نے تو تجھے کئی بار مقابلے کے لیے بلایا ہے لیکن تجھ میں ہمت نہ ہوئی۔(۱)

ولید نے ایک ہزار گھوڑا سواروں کے ساتھ حضرت علیؑ پر حملہ کر دیا تو حضرت نے بھی اتنے ہی گھوڑے سواروں کے ساتھ اس پر جوابی حملہ کیا تو ولید اور اس کے ساتھی میدان سے بھاگ گئے لیکن حضرت امیر المومنین علیؑ نے ان کا پیچھا نہ کیا آپ ہر بھاگنے والے کے ساتھ اس طرح پیش آتے رہے۔ اصبغ بن نباتہ اور صعصعہ بن صوحان نے عرض کی یا امیر المومنین اگر ہم بھاگنے والوں کے پیچھے نہ جائیں گے اور انہیں قتل نہ کریں گے تو پھر ہمیں کس طرح فتح نصیب ہو گی جبکہ ہمارے کچھ لوگ بھاگتے ہیں تو یہ لوگ پیچھا کر کے انہیں قتل کر دیتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا:

اِنّ معاویہ لا یَعملُ بکتابِ اللہ، و سنۃ رسولہ ولستُ أنا کمعاویہ ولو کان عندہ عِلم و عمل لما حاربني واللہ بیني و بینہ.

معاویہ نہ تو اللہ کی کتاب پر عمل کرتا ہے اور نہ ہی سنت رسول پر چلتا ہے جبکہ میں معاویہ کی طرح نہیں ہوں اگر اسے (دین اسلام) کا علم ہوتا اور اس پر عمل کرتا تو خدا کی قسم میرے ساتھ جنگ نہ کرتا اور ہمارے درمیان لڑائی نہ ہوتی۔(۲)

☆ نصر بن مزاحم کہتے ہیں جب حضرت علی علیہ السلام نے جوابی حملہ کیا اور تہلیل و

---

(۱) مناقب خوارزمی ص ۲۳۶۔

(۲) مناقب خوارزمی ص ۲۳۹۔

تکبیر بلند کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

من أي يومىّ من الموت أفرّ

أيوم لم يقدر أو يوم قدر

میں اپنی موت کے دن کب بھاگا ہوں کیا جب میں قادر نہیں تھا اس دن یا جس دن میں قادر تھا (یعنی میں کبھی موت سے نہیں بھاگا) (۱)

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کا گھوڑا منگوایا اس گھوڑے کو (مرتجز) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا آپ اس پر سوار ہو کر صفوں کی طرف بڑھنے لگے پھر آپ نے فرمایا بغلہ (خچر) لایا جائے آپ کی خدمت میں حضرت رسول خدا کا خچر لایا گیا اس کا نام شہباء تھا آپ اس پر سوار ہوئے اور پھر آپ نے حضرت رسول خدا کا عمامہ باندھا اور یہ سیاہ رنگ کا عمامہ تھا پھر آپ نے آواز دی۔

يا ايهاالناس من يشر نفسه لله يربح.

اے لوگو تم میں کون ہے جو اپنے نفس کو اللہ کے پاس بیچ کر نفع کمائے۔

یہ سلسلہ آج کے دن ہے اور اس کا نفع بعد میں ہوگا تمہارے دشمن نے تم پر حملہ کرنے میں پہل کی ہے تم اپنے خدا کی نصرت کے لیے آگے بڑھو وہ تم دس ہزار کو بارہ ہزار پر فتح دے گا۔ ان کی تلواروں کو ان کی گردنوں پر دے مارو اور اہل شام کے لیے یہ اشعار کہے:

دَبّوا دبيب النمل لا تَفوتوا

وأصبحوا في حربكم وبيتوا

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۵۵۔

حتی تنالوا الثارأو تموتوا

أولا فإنّي طالما عُصيتُ

قد قلتموا لو جئتنا فجيت

ليس لكم ما شئتموا و شيتُ

بل ما يريدالمحي المميت

تم چیونٹی کی چال چل رہے ہو اور ہلاک نہیں ہوتے۔ انہوں نے تم سے جنگ کرتے ہوئے (کئی) دن اور رات گزار دیئے ہیں بہر حال یہاں تک کہ تم لڑو مقصد حاصل کرو یا مرجاؤ اور میں تمہاری نافرمانی کو نہ دیکھوں اگر تمہارے پاس (جنگ کرنے) آئیں تو ان سے لڑنا اور اگر نہ آئیں تو پھر ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ انہیں کچھ نہ ہو بلکہ مرنے والا زندہ رہنے کا ارادہ نہیں رکھا کرتا۔

جب شام والوں نے حملہ کر دیا تو عراق والوں کی طرف سے بھی مالک اشتر نے بہت بڑا اور کامل حملہ کیا جس سے اہل شام کے پاؤں اکھڑ گئے جو بھی ان کی طرف آگے بڑھتا ہوا نظر آتا اہل اعراق اسے پچھاڑ دیتے یہاں تک کہ معاویہ کی موت کا معاملہ قریب آن پہنچا حضرت علی اپنی تلوار سے لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کرتے جاتے اور فرماتے جاتے۔

أضر بهم ولا أرئ معاويه

الاخزر العين العظيم الحاوية

هوت به في النارِ أمّ هاوية.

انہیں مارو اور معاویہ تک کی پرواہ نہ کرو یہ سبز آنکھوں والا بڑا جہنمی ہے اسے پاکر

(جہنم) کی آگ بھی چیخ وپکار کرے گی۔

معاویہ نے گھوڑے پر بیٹھ کر آواز بلند کی ہے بچاؤ۔ اس نے اپنے دونوں پیر رکاب میں رکھے اور بلند ہو کر کچھ توقف کیا پھر کہا۔ اے عمرابن عاص آج صبر کا دن ہے اور کل فخر کا دن ہوگا اس نے کہا کہ تو نے سچ کہا ہے پھر معاویہ رکاب میں پاؤں رکھے اور نیچے اتر آیا اور یوں اشعری وہاں رک گئے (۱)

☆ شعبی کہتے ہیں کہ اہل شام کا ایک شخص جس کا نام اصبغ بن خزار ازدی تھا یہ معاویہ کی جماعت میں شامل تھا اور جاسوسی کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام نے اسے مالک اشتر کے حوالے کر دیا انہوں نے اسے قتل کرنے کے بجائے اسیر بنالیا اور رات کے وقت اسے باندھ دیا گیا اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بٹھا دیا اور صبح کا انتظار کیا جانے لگا۔

اصبغ بہت بڑا شاعر تھا اسے قتل کئے جانے کا یقین سا ہو گیا تھا اس وقت اصحاب سو چکے تھے اور اس نے بلند آواز سے قصیدہ پڑھا جس میں رحم کی اپیل کی گئی تھی چنانچہ مالک اشتر نے اس کے اشعار سن لئے۔ وہ کہتا ہے کہ صبح اشتر مجھے حضرت علیؑ کے پاس لے گئے اور وہاں عرض کی امیر المومنین یہ معاویہ کا ساتھی ہے ہم نے اسے کل گرفتار کیا تھا اور گزشتہ رات یہ ہمارے پاس رہا اس نے رحم کی اپیل پر مشتمل اشعار کہے اس نے مجھے متاثر کیا بہرحال اگر اسے قتل کرنا ہے تو میں اسے قتل کرنے پر آمادہ ہوں اور اگر اس کے لیے عفو اور معافی کی کوئی سبیل موجود ہے تو مجھے ہبہ کر دیجئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے مالک یہ تیرا ہے بہرحال جب بھی مسلمانوں کا کوئی شخص گرفتار ہو تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۵۸۔۵۹

(۲) شرح نہج البلاغہ ج۶ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲۔

☆ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھیوں نے معاویہ کے سپاہیوں پر بھرپور اور شدید حملہ کر دیا اوران کی شکست قریب تھی معاویہ نے اپنے گھوڑے پر بلند ہو کر کہا ہمیں ان سے نجات دلاؤ۔

عمر بن عاص نے کہا تم کہاں ہو اس نے کہا کیا دیکھ نہیں رہے ہو میں تیرے سامنے ہی تو کھڑا ہوں۔

عمر بن عاص نے کہا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی حیلہ و بہانہ نہیں ہے کہ ہم قرآن مجید کو (نیزوں پر) بلند کریں اور انہیں اس پر فیصلہ کرنے پر آمادہ کریں اس طرح انہیں ان حملوں سے روکا جا سکتا ہے۔

معاویہ نے کہا فوراً قرآن نیزوں پر بلند کرو اور زور زور سے آواز دو (ندعو کم الی کتاب الله) ہم تمہیں قرآن کی طرف بلاتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ دھوکہ ہے ان لوگوں کا قرآن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ اصحاب قرآن نہیں ہیں۔اشعث نے اس پر اعتراض کیا اور معاویہ نے اس کی آواز کو سن لیا اور کہنے لگا لوگ حق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا عنقریب یہ تیرے دھوکہ کو بھانپ لیں گے اور تجھ پر حملہ آور ہونگے اشعث نے کہا خدا کی قسم اب ہم انہیں جواب نہ دیں گے بلکہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور یمانیہ بھی اشعث کے ساتھ مل گئے پھر اشعث نے کہا جس کا انہوں نے مطالبہ کیا ہے ہم ان پر جوابی حملہ نہ کریں گے اور ان کے بجائے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے اس سے اشعث اور اشتر کے درمیان جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ

السلام نے سوچا کہ اس طرح میرے ساتھیوں میں تفرقہ پڑ جائے گا جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔(۱)

۳۔ جنگ نہروان

☆ ابو سعید کی سند کے حوالہ سے خوارزمی کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تکون فرقة بينَ طائفتينِ مِن اُمتي تمرق بينهما مارقة يقتلها أولىٰ الطائفتين بالحق.

میری امت دو گروھوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک گروہ گمراہی کی وجہ سے دین سے خارج ہو جائے گا اور حق پر موجود گروہ سے جنگ کرے گا۔(۲)

☆ ابی سعید خدری روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھے آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے۔آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ آیا۔اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاف کیجیے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا۔بدبخت اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ اگر ہم عدل وانصاف سے کام نہ لیں تو تم گھاٹے اور نقصان میں رہو گے۔

اس وقت عمر ابن خطاب نے کہا:

---

(۱) تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۸۸۔۱۸۹۔

(۲) صحیح مسلم ج ۳ کتاب الزکوۃ ص ۱۱۳، مناقب خوارزمی ص ۲۵۹۔

یارسول اللہ مجھے حکم دیں میں ابھی اس کی گردن اتار پھینکوں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔

اس کے ایسے ساتھی ہیں جو تم میں سے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی نماز کو حقیر سمجھیں گے اور ایک دوسرے کے روزے کو غلط سمجھیں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن عمل نہیں کریں گے وہ گمراہی کی بناء پر دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر چلہ کمان سے نکل جاتا ہے۔

وہ تیر چلانے کے بعد کمان کو دیکھتا ہے اسے مطلب کی کوئی چیز نظر نہیں آتی پھر وہ اس کے استحکام کو دیکھتا ہے۔ وہاں بھی اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا پھر وہ اس کے رستے کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا، وہ خون بہانے میں پہل کریں گے ان کی نشانی سیاہ رنگ والا شخص ہے اس کی ایک چھاتی عورت کے پستان کی طرح ہے اور وہ مضطرب رہتا ہے کبھی آگے جاتا ہے اور کبھی پیچھے آتا ہے اور یہ لوگ کائنات کے بہترین فرقے سے جنگ کریں گے۔ (۱)

☆ اکثر محدثین نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا:

اِنَّ منکم مَن یُقاتل علیٰ تأویل القرآن کما قاتلتُ علیٰ تنزیله،

تم میں سے کون ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کر کے اس طرح حفاظت کرے جس طرح میں نے تنزیل کے موقع پر جنگ کر کے اس کی حفاظت کی۔

حضرت ابوبکر نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایسا کروں گا۔ حضرت

....

(۱) مناقب خوارزمی ص ۲۵۹۔

نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ شخص میں ہوں، حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص وہ ہے جو اپنا جوتا سی رہا ہے۔ اور حضرت نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ہے۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام جب خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

لولا أننی اخاف أن تتکلوا و تترکوا العمل لاخبرتکم بما قضاہ اللہ علیٰ لسان نبیہ صلیٰ اللہ علیہ و آلہٖ وسلم .

اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چھوڑ دو گے تو میں تمہیں اللہ تعالی کے ان فیصلوں سے باخبر کرتا جو اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جاری فرمائے ہیں کہ کون کون سے لوگ گمراہوں کی گمراہی کو دیکھتے ہوئے ان کی حمایت میں لڑیں گے۔

خوارج میں ایک شخص ایسا بھی ہے جسکے ہاتھ ناقص ہیں اور اس کے پستان عورت کے پستانوں کی طرح ہیں وہ کائنات کا بدترین شخص ہے اور ان کے قاتل تو اللہ کے وسیلہ کے ساتھ حق کے قریب تر ہیں۔

یہ مخدج اور ناقص الخلقت اپنی قوم میں معروف نہیں تھا یعنی کسی کو اس کے باری میں معلوم نہ تھا جب وہ شخص مارا گیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اسے مقتل سے منگوایا اور ارشاد فرمایا:

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۲ص ۲۷۷۔

واللہ ما کذبت ولا کذبت

خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھٹلایا گیا ہے۔

بہر حال یہ شخص خوارج میں موجود تھا اور جب اس کی قمیض کو پھاڑا گیا تو اس کے سینے پر عورت کے پستان کی طرح دو ابھار موجود تھے اور ان پر بال اگے ہوئے تھے جب ان بالوں کو کھینچا جاتا تو وہ دونوں سکڑ جاتے اور جب چھوڑا جاتا تو اپنی اصلی حالت پر پلٹ جاتے جب حضرت علی علیہ السلام نے اسے دیکھا تو نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے فرمایا:

اِنّ في هذا لعبرةً لمن استبصر

صاحبان بصارت کے لیے یہ بہت بڑی عبرت ہے۔(۱)

☆ احمد بن حنبل اپنی مسند میں مسروق سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مسروق کہتا ہے کہ مجھ سے حضرت عائشہ نے فرمایا بے شک تو میرا بیٹا ہے اور مجھے سب لوگوں میں زیادہ عزیز ہے یہ بتا کہ تجھے مخدج کے متعلق علم ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، اسے حضرت علی ابن ابی طالب نے جنگ نہروان میں قتل کیا تھا اور اس دن نہروان کے تمام (بڑے بڑے) لوگوں نے اس کو دیکھا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا:

گویا اس پر بینہ بھی قائم ہے اور وہ لوگ اس وقت اس کے گواہ تھے مسروق نے حضرت عائشہ سے کہا جو کچھ میں نے اس مخدج کے متعلق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے حوالہ سے سن رکھا تھا تم صاحب قبر سے اس کی تصدیق کرلو، حضرت عائشہ نے کہا جی ہاں میں نے بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

---

(۱) ارشاد ج ا ص ۳۱۷۔

"اِنهم شر الخلق والخليقة يقتلهم خير الخلق والخليقة وأقربهم عندالله وسيلة."

وہ اس کائنات کا بدترین فرد ہے اور اس کے قاتل کائنات کے بہترین لوگ ہیں اور وہ اللہ کے نزدیک تر ہیں۔(۱)

☆ طبری اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ (جنگ صفین سے واپسی کے بعد) جب حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ بہت سے خوارج بھی کوفہ میں داخل ہو گئے۔ بہت سے لوگ کھجوروں کے درختوں اور دوسرے باغات کی آڑ میں کوفہ پہنچ گئے۔ البتہ کافی لوگوں کو داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ لیکن حرقوص بن زہیر السعدی اور زرعہ بن البرج الطائی داخل ہو گئے۔ یہ دونوں حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ میں خوارج کے سردار تھے۔ ان میں حرقوص حضرت سے کہنے لگا:

آپ اپنی غلطی کی ہے، لہٰذا اللہ سے توبہ واستغفار طلب کریں ہمارے ساتھ آئیں اور معاویہ سے جنگ کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب میں تم لوگوں کو ظلم سے روک رہا تھا تو تم سب نے انکار کر دیا تھا اور اب مجھے قصوروار ٹھہرا رہے ہو، خبردار میں نے جو کچھ کہا ہے یہ معصیت نہیں یہ تمہاری تدبیر اور رائے کی کمزوری اور عاجزی ہے میں نے تو تمہیں اس سے بہت روکا تھا لیکن تم لوگوں نے میری بات نہیں مانی تھی۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۲ ص۲۶۷۔

اسی کے بعد زرعہ کہتا ہے: خدا کی قسم اگر آپ نے تحکم الرجال (حکمیت) کے حوالہ سے توبہ نہ کی تو میں آپ کو قتل کر کے خدا کی خشنودی حاصل کروں گا حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تجھ پر افسوس ہے، تو کتنا شقی القلب ہے کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ خدا تجھے نابود کرے زرعہ نے کہا: میں اسی کو دوست رکھتا ہوں۔(۱)

☆ جب خوارج حضرت علی علیہ السلام کے پس پشت، دریا کے کنارے جمع ہو گئے تو عبداللہ بن عباس نے انہیں خطاب کرتے ہوے ارشاد فرمایا: تم نے حضرت امیر المومنین کے خلاف کیوں قیام کر رکھا ہے؟۔

وہ کہنے لگے یہ پہلے ہمارے امیر تھے اب نہیں ہیں جب سے انہوں نے دین خدا میں تحکیم (حکمیت) کو قبول کیا ہے اس وقت سے وہ ایمان سے خارج ہو گئے ہیں اور جب وہ اس فیصلے پر ڈٹ گئے ہیں اس وقت سے وہ کفر پر ہیں، ابن عباس نے کہا کہ کسی مومن کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ کسی کے ایمان کے متعلق اس طرح کہے۔

خوارج نے کہا انھوں نے حکمیت کو قبول کیا ہے، تب ابن عباس نے کہا: کہ خداوند عالم نے ایک شکار کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"یَحکم به ذوا عدلٍ منکم"

تحکیم تو صرف تم میں سے صاحبان عدل کے لیے ہے، لہٰذا تم کس طرح مسلمانوں پر ان کی امامت کے حوالہ سے انکار کر سکتے ہو، انہوں نے کہا: انھوں نے حکمیت کو قبول کیا درحالیکہ وہ دل سے راضی نہیں تھے۔

---

(۱) تاریخ طبری ج ۵ ص ۷۲۔

ابن عباس نے کہا کہ حکومت بھی امامت کی طرح ہے جب امام فاسق ہو جائے تو اس کی نافرمانی واجب ہوتی ہے۔

اسی طرح یہ دونوں حکم ہیں۔ جب یہ دونوں اختلاف کریں۔ تو ان کے اقوال پر عمل کیا جائے گا پھر کہا بعض بعض کے لیئے ہیں تم قریش کے احتجاج کو ان پر حجۃ قرار دو اور یہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ویلٌ هم قوم خصمون

اس جھگڑا کرنے والی قوم کے لیئے ہلاکت ہے (۱)

☆ ابو جعفر طبری کہتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو خطبہ دینے کے لیئے تشریف لائے مسجد کے ارد گرد لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور کہنے لگے۔

لاحکم الاللہ

حکم صرف اللہ کے لیئے ہے۔

ان میں سے ایک شخص چیخا اور اس نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(۲)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۲۷۳۔

(۲) سورہ زمر: ۶۵

اے رسول تمہاری اور تم سے پہلے بھیجے گئے پیغمبروں کی طرف یقیناً وحی بھیجی جا چکی ہے اگر کہیں شرک کیا تو تمہارے سارے عمل خراب ہو جائیں گے اور تم ضرور گھاٹے میں ہو گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ﴾ (۱)

اے رسول تم صبر کرو بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے اور جو لوگ تیری تصدیق نہیں کرتے وہ تجھے خفیف نہیں کر سکتے۔ (۲)

☆ حضرت امیر لمومنین علیہ السلام کی خوارج کے ساتھ مہربانی کو ملاحظہ فرمائیں حالانکہ انہوں نے حضرت کو بہت کچھ ناسزا کہا تھا اس کے باوجود حضرت نے انہیں کہا کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے ہو کہ جب اس قوم نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کیا تو میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ سب کچھ دھوکے بازی ہے اور تمہیں کمزور کرنا مقصود ہے۔ ان لوگوں کا مقصد قرآن کو حکم بنانا ہوتا تو یہ میرے پاس آتے اور مجھے آ کر حکم بنانے کے متعلق کہتے۔ کیا تم اسے نہیں جانتے کہ جس قدر میں تحکیم کا مخالف تھا اتنا تم میں سے کوئی بھی نہیں تھا!

انہوں نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ آپ اسے بھی جانتے ہیں کہ تم ہی لوگ تھے جنھوں نے مجھے اس پر مجبور کر دیا تھا یہاں تک کہ میں نے انہیں جواب دیا اور شرط لگائی کہ ان دونوں کا فیصلہ تب قبول ہوگا۔ جب وہ اللہ کے فیصلے کے مخالف نہ ہو لیکن جب ان دونوں نے

---

(۱) سورہ روم: ۶۰ (۲) تاریخ طبری ج ۵ ص ۷۲۔

مخالفت کی، تو میں اور تم ان سے بری ہو گئے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں اللہ کے حکم سے عدول نہیں کر سکتا تب انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ایسا ہی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ گویا ان کے ساتھ اس وقت ابن کواء بھی تھا اور اس نے اس سے پہلے عبداللہ بن خباب کو ذبح کیا تھا، انہوں نے کہا کہ آپ نے ہماری رائے سے اللہ کے دین میں حکم بنا اور ہم اس سلسلے ہم اقرار کرتے ہیں کہ یقیناً ہم نے بھی کفر کیا تھا لیکن اس وقت توبہ کرتے ہیں۔ اب آپ بھی توبہ کریں اور ہمارے ساتھ شام کی طرف نکلیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت اور مرد کے مابین اختلاف کی صورت میں تحکیم کا حکم دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے:

﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾(۱)

ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے فیصلے کے لئے بلاؤ۔

اور شکار کی صورت میں بھی برابر برابر (نصف درھم) تقسیم ہو اور فرمایا۔

"یحکم به ذو اعدل منکم"

تم میں جو صاحبان عدل ہیں انہیں حکم بناؤ

انہوں نے حضرت سے کہا جب آپ نے یہ لکھا تھا:

هذا ما كتبهُ عبدالله علي أمير المومنين.

---

(۱) سورہ نساء آیت ۳۵.

یہ معاہدہ اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے لکھا ہے

اسوقت عمرو عاص نے اسکا انکار کیا اور آپ کا نام خلافت سے کاٹ دیا اور صرف علی ابن ابی طالب لکھا، لہٰذا آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے تو حضرت نے فرمایا:

میرے لیے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اسوہ حسنہ موجود ہے کہ جب سہیل بن عمر نے آپ کی اس عبارت پر اعتراض کیا:

هذا کتاب کتبهُ محمد رسول اللّٰه صلیٰ اللّٰه علیه و آله وسلم.

یہ خط اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا ہے۔

سہیل بن عمر نے کہا کہ اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہمارا جھگڑا نہ ہوتا اور ہم آپ کے فضل وکرم اور فضیلت کو تسلیم کر لیتے لہٰذا جب ہم آپ کو رسول اللہ نہیں مانتے لہٰذا محمدؐ ابن عبداللہ لکھیں اس وقت حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علی میرے نام سے لفظ رسول اللہ مٹا دو۔ اس وقت میں نے عرض کی تھی۔ یا رسول اللہ میرے اندر اتنی جرات نہیں ہے کہ میں نبوت سے آپ کے نام کو مٹا سکوں (تنہا آپ کا نام لکھوں اور رسول اللہ نہ لکھوں) اس وقت حضرت نے اپنے دست مبارک سے ہی لفظ رسول اللہ کو مٹایا تھا اور پھر فرمایا:

اکتب محمد بن عبد اللّٰه

محمد بن عبداللہ لکھو اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ اے علی تیرے ساتھ بھی یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ (۱)

☆ ایک اور روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۷، ص ۲۷۵۔

السلام نے ان لوگوں سے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں جنگ کرنا چاہتے ہو تو انہوں نے جواب دیا۔

جب ہم نے آپ کے زیر سایہ اہل بصرہ کے ساتھ جنگ کی تھی اور اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمایا دیا تھا تو آپ نے اس لشکر کے سازوسامان تو ہمارے درمیان تقسیم فرما دیا تھا لیکن ان کی عورتوں اور بچوں کو کنیز اور غلام بنانے سے منع فرمایا تھا، لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ لشکر کا مال ومتاع تو ہمارے لیے حلال ہو اور ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال نہ ہوں۔ کیوں؟

حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اے لوگو اہل بصرہ نے ہم سے جنگ کی اور آغاز بھی انہوں نے کیا تھا اور جب ہمیں کامیابی مل گئی تو میں نے مردوں کے متعلق تمہیں اجازت دی اور خواتین اور بچوں کے متعلق تمہیں روکا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں نے تو تمہارے ساتھ جنگ نہ کی تھی کہ تم ان سے زیادتی کرتے اور بچے تو فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں انہوں نے تمہیں کچھ نہیں کہا اور ان کا کوئی گناہ نہیں ہے یقیناً آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح مشرکوں کے ساتھ احسان فرماتے تھے لہٰذا میں اگر مسلمانوں کے ساتھ احسان کرنے کو کہہ رہا ہوں اس پر بھی تعجب نہیں کرنا چاہیے اور خواتین اور بچوں کو کچھ نہ کہنا چاہیے۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے اس لیے جنگ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے جنگ صفین میں اپنے نام کے ساتھ سے لفظ امیر المومنین مٹا دیا تھا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) آپ

ہمارے امیر نہیں ہیں تو ہم پر آپ کی اطاعت بھی ضروری نہیں ہے اور آپ کو امیر ماننا بھی ضروری نہیں ہے تب حضرت نے فرمایا: اے قوم میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی ہے جب آپ نے صلح کی تو سہیل بن عمر نے اعتراض کیا تھا جس کا تذکرہ گزشتہ صفحہ پر ہو چکا ہے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بعد انہوں نے مزید کہا ہم اس لئے آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے حکمین کے موقع پر انہیں کہا تھا:

اُنظرا کتاب اللہ

تم دونوں کتاب خدا کو ضرور مدنظر رکھنا۔

اگر آپ معاویہ سے افضل ہیں تو اسے کہتے کہ وہ خلافت کے معاملہ میں آپ کی پیروی کرے اور اگر آپ کو شک تھا تو پھر ہمیں بھی آپ کے سلسلہ میں بڑا شک ہے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نے یہ کلمہ (تم دونوں کتاب خدا کا لحاظ رکھنا) اس لیئے کہا تھا کہ انصاف قائم رہ سکے اگر میں انہیں کہتا کہ آپ میرے حق میں فیصلہ کرنا اور معاویہ کو چھوڑ دینا تو وہ میری بات پر راضی نہ ہوتے اور اسے تسلیم نہ کرتے۔

اسی طرح اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجران کے عیسائیوں سے یہ کہتے:

تعالوا حتیٰ نبتهل واجعل لعنة الله عليكم

تم لوگ آؤ اور ہم لوگ مباہلہ کرتے ہیں اور پھر ہم تم پر لعنت کریں گے تو وہ مباہلہ کے لیے آمادہ ہی نہ ہوتے لیکن انصاف یہ تھا جیسا کہ خداوند متعال نے فرمایا:

﴿فنجعل لعنةالله علىٰ الكاذبين.﴾

ہم میں سے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

انہوں نے اس جملہ کو انصاف پر حمل کیا بالکل اسی طرح میں نے بھی کیا ہے، اور عمرو ابن عاص نے موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے کا پہلے سے جو ارادہ کر رکھا تھا اسکا تمھیں علم نہ تھا۔

انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ہم آپ سے اس لیے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایک چیز آپ کا واضح حق تھا اس کے باوجود آپ نے حاکم بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ (جب حق آپ کا تھا تو پھر اس کا فیصلہ کروانے کی ضرورت ہی نہ تھی) حضرت نے ارشاد فرمایا: حضرت رسول (خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی تو سعد بن معاذ کو بنی قریضہ کے معاملے میں حاکم بنایا تھا۔ اگر وہ چاہتے تو حاکم نہ بناتے۔

بہر حال میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء و پیروی کی ہے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اس کے علاوہ بھی آپ کا کوئی اعتراض باقی ہے وہ خاموش ہو گئے اور اس وقت پورے لشکر کی ہر طرف سے توبہ توبہ یا امیر المومنین کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور آٹھ ہزار آدمی آپ کے لشکر میں آ گئے اور چار ہزار باقی بچ گئے۔ (۱)

☆ جب حضرت علی علیہ السلام کے پاس یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے جناب خباب اور اسکی بیوی کیساتھ کیا کیا زیادتی کی اور زمین میں فساد پھلانے کی کوشش کی تو آپ نے اپنے ایک ایسے صحابی کو ان کے پاس بھیجا جنھوں نے اہل شام کے ساتھ جنگ میں بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا تھا جب وہ ان کے پاس پہونچے تو انہیں پیغام دیا کہ ابن خباب اور جو مسلمان تم نے نہروان کے راستہ میں قتل کئے ہیں ان کے قاتل ہمارے سپرد کر دو، انہوں نے اس پیغام لانے والے شخص سے کہا ہم سب نے مل کر ابن خباب کو قتل کیا ہے اور اگر ہم علی کے قتل پر بھی قادر ہوتے تو ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھی اس کے ساتھ ہی قتل کر دیتے۔ (۲)

(۱) کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ ج ۱ ص ۲۶۵۔۲۶۶۔ (۲) سیرت الائمہ اثنی عشر ج ۱ ص ۴۴۴۔

☆ ابوالعباس کہتے ہیں اس لشکر کے کچھ لوگ نہروان کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگوں نے مدائن جانے کا منصوبہ بنالیا اور جب راستے میں ان کی کسی مسلمان اور عیسائی سے ملاقات ہوتی تو وہ مسلمان کو قتل کر دیتے کیونکہ ان کی نظر میں وہ کافر تھا اس لئے کہ وہ ان کے اعتقادات کے مخالف تھا اور عیسائی کو نصیحت و وصیت کر کے زندہ چھوڑ دیتے اور کہتے کہ اپنے نبی کے ذمیوں کی حفاظت کرو۔

ابوالعباس مزید کہتے ہیں کہ ایک عیسائی کا ایک کھجور کا باغ تھا۔ اس سے کہا گیا کہ ہمیں کچھ کھجور دے دو۔

اس نے کہا کہ یہ آپ کی چیز ہے انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت ادا کیے بغیر نہیں لیں گے، تو اس عیسائی نے تعجب سے کہا کہ تم لوگ عبداللہ بن خباب جیسے لوگوں کو توقتل کر دیتے ہو اور اس خرمہ کی قیمت ادا کیے بغیر قبول کرنے پر راضی نہیں ہو۔ (۱)

☆ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مصیر اسود (اہل نہروان) کو ان کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم لوگ اس نہر کے نشیب و فراز میں بری طرح قتل کیے جاؤ گے۔ اور اس وقت نہ تمہارے پاس اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کوئی واضح دلیل ہوگی، اور نہ کوئی ثبوت، اس طرح کہ تم اپنے گھروں سے بے گھر ہو جاؤ گے اور پھر قضائے الٰہی میں پھنس کر رہ جاؤ گے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۸۰ ـ ۲۸۲ ـ نقل از کتاب کامل مبرد ج ۳ ص ۲۱۲ ـ ۲۱۳ ـ

میں نے تو تمہیں پہلے ہی اس تحکیم سے روکا تھا لیکن تم نے میرا حکم ماننے سے اس طرح انکار کردیا جس طرح عہد و پیمان توڑنے والوں نے کیا تھا۔

یہاں تک کہ مجھے بھی مجبوراوہی کرنا پڑا جو تم چاہتے تھے تم لوگ بیوقوف اور نادان ہو، خدا تمہیں تباہ کرے، میں نے تمہیں نہ کسی مصیبت میں پھنسایا ہے اور نہ تمہارے بارے میں برا سوچا ہے۔(۱)

☆ طبری کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ابوایوب کے ساتھ ملکر امان کے جھنڈے کو بلند کیا اور انہیں بلند آواز سے پکار کر کہا کہ تم میں سے جو لوگ قتل نہیں ہونا چاہتے وہ اس علم کے نیچے آجائیں تو انہیں امان ہے۔ اسی طرح جو لوگ کوفہ اور مدائن کی طرف لوٹ جائیں انہیں بھی امان ہے ان افراد میں سے پانچ سو گھوڑے سوار بندنیجین کی طرف چلے گئے، ایک گروہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور سو کے لگ بھگ مدائن کی طرف چلے گئے ان لوگوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی اور باقی دو ہزار آٹھ سو افراد بچ گئے (۲)

☆ ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عبداللہ بن خباب کے قتل کے بارے میں لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا اور سب سے اقرار لیا، چنانچہ سب لوگوں نے اقرار کیا اور کہا کہ جس طرح ہم نے عبداللہ بن خباب کو قتل کیا ہے اسی طرح آپ کو بھی قتل کریں گے، اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کہ اگر اس طرح پوری دنیا بھی عبداللہ بن خباب کے قتل کا اقرار کرلے اور میں ان سے جنگ کرنے کی قدرت رکھتا ہوں تو ان سب سے جنگ کروں گا۔ (۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۲۶۵۔ (۲) اعیان شیعہ ج ۱ ص ۵۲۴۔

(۳) شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۸۲۔

☆ ابوالعباس محمد بن یزید المبرد اپنی کتاب کامل میں ذکر کرتے ہیں کہ جب ان لوگوں کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام نے نہروان میں قیام کیا تو ارشاد فرمایا جب تک وہ پہل نہ کریں ان کے ساتھ جنگ نہ کی جائے جب مخالفین کے ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی صفوں پر حملہ کیا اور تین افراد مار دیئے اور کہا:

أقتلهم ولا اریٰ علیاً ولو بدا أو جَرتُه الخطّیاً

انہیں قتل کر دو اور علی کی پرواہ نہ کرو اگر وہ جنگ کا آغاز نہ کریں تو انہیں نیزوں سے جواب دو۔

حضرت علی علیہ السلام ان کی طرف نکلے اور ان کے ساتھ جنگ کی جب تلواریں آپس میں ٹکرائیں تو حضرت نے فرمایا کہ جنت کی کتنی عمدہ خوشبو ہے۔ عبداللہ بن وھب نے کہا خدا کی قسم نہیں معلوم کہ جنت کی طرف جا رہے ہیں یا، جہنم کی طرف؟ اس پر بنی سعد قبیلے کے شخص نے کہا: ہمیں عبداللہ بن وھب دھوکا دے کر جنگ میں لایا ہے اب ہم مشکوک ہیں اور اب ہم جنگ نہیں کرنا چاہتے۔ چنانچہ ان میں سے ایک ہزار کا لشکر ابوایوب انصاری کی طرف چلا گیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس وقت میمنہ کی طرف تھے۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا: ان خوارج پر حملہ کر دو خدا کی قسم ہمارے دس آدمی بھی نہ مارے جائیں گے اور ان کے دس افراد بھی نہ بچیں گے پس انہوں نے حملہ کیا تلواریں ٹکرائیں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے نو افراد جاں بحق ہوئے اور خوارج کے آٹھ آدمی زندہ بچے۔ (۱)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۷۳ پر ابن حدید نے کامل مبرد جلد ۳ ص ۱۸۷ سے نقل کیا ہے۔

☆ علی ابن عیسی ارلی کہتے ہیں حضرت نے اپنے ساتھیوں کو آگے جانے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ لوگ نظر آنے لگے اس وقت ان کے مقابلہ میں عبداللہ بن وھب ذوالثدیہ، حرقوص بن زہیر سعدی آگے بڑھے اور کہا ہم آپ سے صرف اور صرف خدا کی خوشنودی اور آخرت کے لئے جنگ کرنے آئے ہیں حضرت علی علیہ السلام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا. الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾(۱)

کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں بتائیں جو اپنے اعمال سے سخت خسارے میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی سعی وکوشش دنیاوی زندگی میں بہک گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں۔

اس کے بعد دونوں گروہوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی خوارج کی طرف سے فارس نے حملہ کر دیا اسے اخنس طائی کہہ کر پکارا جاتا تھا، یہ جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا اس نے بھرپور حملہ کیا اور صفیں چیرتا ہوا حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے کا مطالبہ کرنے لگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا پھر ذوالثدیہ نے حضرت علی علیہ السلام پر وار کرنا چاہا، لیکن حضرت علی علیہ السلام نے اس پر سبقت کی اور ایک ہی وار میں اس کا سر دو ٹکڑے کر دئے۔ اس کا گھوڑا بھی مارا گیا جسے نہروان میں پھینک دیا گیا۔

(۱) سورہ کہف ۱۰۳،۱۰۴

اس کے بعد اس کے چچازاد مالک بن وضاح نے حضرت علی علیہ السلام پر حملہ کر دیا حضرت نے اسے بھی ایک ضرب میں فی النار کیا اس کے بعد عبداللہ بن وھب راسبی نے یہ کہتے ہوئے حملہ کیا، اے ابن ابی طالب میں اس جنگ میں آپ کو صحیح وسلامت جانے نہ دوں گا، یا تو تم مجھ پر غالب آجاؤ یا میں تم پر غالب آجاؤ لہذا میں صرف اور صرف آپ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہوں لہذا بقیہ لوگوں کو دور ہٹا دو۔

آپ لوگوں کو ایک طرف کر دیں ہم آپس میں جنگ کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام اس کی بات سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس شخص کو قتل کرے، جس میں شرم وحیاء بھی نہیں ہے اور فرمایا: یہ بہتر جانتا ہے کہ میں تیر وتلوار کا شیدائی ہوں لیکن یہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ایک ضربت سے اس کا کام بھی تمام کر دیا اور اسے مقتولین کے ساتھ پھینک دیا۔

جنگ میں ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ سب کے سب قتل ہو گئے حالانکہ چار ہزار تھے ان میں سے فقط نو کے قریب لوگ بچے ان میں سے دو خراسان کی طرف بھاگ گئے اور وہاں گرفتار کر لئے گئے دو عمان کے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور یہ دو وہاں گرفتار کر لئے گئے اور دو یمن کی طرف بھاگ گئے اور وہ وہاں گرفتار ہو گئے اور دو جزیرہ کے شہروں کی طرف بھاگ نکلے۔ (۱)

☆ جب خوارج کا قتل عام ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مخدج کو

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ا ص ۲۶۶، ۲۶۷

تلاش کرو۔ (مخدج کا معنی ہے ناقص الخلقت ہے اور مخدج حرقوص بن زہیر کا لقب تھا اور اس کا ہاتھ ناقص تھا) لوگ اس کی تلاش میں نکلے لیکن کسی نے اسے نہ پایا، حضرت علی علیہ السلام خود اسے تلاش کرنے نکلے اسی اثنا میں ایک شخص نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے، یہ سن کر کے حضرت علی علیہ السلام نے تکبیر بلند کی اس سے اللہ تبارک تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق ہوگئی جسے اس کے نبی نے بیان کیا تھا۔

ابوراضی کہتے ہیں (آپ کا نام عباد بن نسیب القیس تابعی تھا یہ روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں اسی کی سند سے بیان کی ہے) ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب اس سے چادر ہٹائی گئی تو اس کے سینے پر عورتوں کے پستانوں کی طرح ایک پستان تھا اور اس پر بھیڑیئے جیسے بال تھے۔(۱)

☆ اصحاب سیرت نے جندب بن عبداللہ الازدی سے روایت بیان کی ہے کہ جندب کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا آپ نے جس شخص کو بھی قتل کیا مجھے اس کے قتل میں شک وشبہ نہیں ہوا لیکن جب ہم نہروان میں جمع ہوئے تو مجھے شک ہونے لگا میں نے خود سے کہا ہم قاری قرآن ہیں اور نیک لوگ ہیں اور انہیں قتل کر رہے ہیں یہ بہت بڑی اور عجیب بات ہے۔

شام کے وقت میں باہر نکلا میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ بھی تھا میں ٹہلتا ہوا آگے نکل گیا یہاں تک کہ مجھے صفین نظر آنے لگی اس وقت مجھے اپنا نیزہ یاد آیا میں نے اس کو ایک طرف

---

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ا ص ۲۶۷

رکھا اور سورج کی شعاعوں سے چھپالیا اور بیٹھ گیا انہی لحات میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ سے کہا:

اے بھائی ازد کیا تیرے پاس پانی ہے میں نے عرض کی جی ہاں اور مشکیزہ ان کے سپرد کر دیا اور وہاں سے چلا گیا اور انہیں نہ دیکھا پھر واپس آیا منہ ہاتھ دھویا اور خیمے کے سائے میں بیٹھ گیا اس وقت فارس آیا اس نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق سوال کیا۔

میں نے حضرت سے عرض کی کہ فارس آپ سے ملنا چاہتا ہے حضرت نے فرمایا اسے بلالاؤ میں نے اس کو اشارہ کیا اور وہ آ گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین علیہ السلام آپ کے مخالفین نہر عبور کر رہے ہیں اور انہوں نے پانی بھی روک لیا ہے حضرت نے فرمایا وہ ہرگز عبور نہیں کر سکتے ا س نے کہا خدا کی قسم وہ ایسا کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا۔

وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے فارس نے کہا بہر حال معاملہ اسی طرح ہے کہ وہ عبور کر رہے ہیں۔ اسی وقت ایک اور شخص آیا اس نے بھی کہا کہ وہ عبور کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا وہ ہرگز عبور نہ کر سکیں گے۔ حضرت نے مزید فرمایا خدا کی قسم تیرے پاس کوئی بھی نہیں آ سکتا یہاں تک کہ وہ ساز وسامان اور جھنڈوں کے ساتھ نظر نہ آ جائیں۔

اس کے بعد حضرت نے مزید فرمایا خدا کی قسم وہ کچھ بھی نہیں کریں گے بلکہ ہم انہیں پچھاڑ دیں گے اور ان کا خون بہائیں گے پھر حضرت اپنی جگہ سے اٹھے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا:

پروردگارا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے ایسا ہادی اور رہنما عطا فرمایا ہے اور اس کے

ذریعہ مجھے اپنے امر کی معرفت کروائی ہے لوگ دو طرح کے ہیں ایک وہ جو جھوٹے ہیں اور دوسرے وہ جو پروردگار کی واضح دلیل اور اس کے نبی کے عہد پر قائم ہیں پروردگارا اگر میں نے تیرا عہد پورا کر دیا تو قیامت کے دن تو اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرنا۔

اگر میں نے اس قوم کو عبور کرتے ہوئے دیکھا تو میں سب سے پہلے علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے ولا ہوں گا اور اپنے نیزے کی انی ان کے سینے میں اتار دوں گا اور اگر انہوں نے عبور نہ کیا تو بھی میں حضرت علیؑ کے ساتھ رہوں گا اور ان کے مخالفین کے ساتھ جنگ کروں گا ہم ان کی صفوں کی جانب بڑھے تو ہم نے ان کے جھنڈوں اور ساز وسامان کو پہلے کی طرح دیکھا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت نے میرا شانہ پکڑتے ہوئے مجھ سے فرمایا اے ازد بھائی تجھ پر معاملہ واضح ہوا یا نہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں، امیر المومنین معاملہ واضح ہو گیا آپ نے فرمایا وہ تیرا دشمن ہے میں نے اس شخص کو قتل کیا پھر دوسرے شخص کو قتل کیا پھر ایک اور شخص اور میری تلواریں ٹکرائیں میں نے اس پر حملہ کیا اس نے مجھ پر حملہ کیا، اور اسی طرح جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ مخالفین کا کام تمام کر دیا۔

☆ شیخ مفید فرماتے ہیں یہ مشہور و معروف حدیث ہے اور اسے مختلف کتب میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک شخص حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے زمانہ میں اپنے دل کی حکایت بیان کر رہا ہے اور کسی بھی معترض نے اس پر اعتراض نہ کیا اور کوئی منکر اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں غیب کی خبریں بھی ہیں۔ ضمیر کا علم بھی ظاہر ہے۔ نفوس کی معرفت بھی ہے اور واضح دلائل بھی ہیں ان میں جلیل برہان اور عظیم معجزے بھی ہیں اور حضرت ان سے آگاہ اور با خبر بھی ہیں۔(۱)

(۱) ارشاد ج ا ص ۳۱۷ تا ص ۳۱۹

ابن دیزیل کتاب صفین میں روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ سے حروریہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو آپ کے علم نجوم سے آشنا بعض اصحاب نے کہا:

یا امیر المومنین آپ کو اس وقت میں سفر نہیں کرنا چاہیے بلکہ جب دن کی تین ساعتیں باقی رہ جائیں اس وقت چلنا بہتر ہے کیونکہ اگر آپ اس وقت میں جنگ کے لئے روانہ ہو نگے تو آپ اور آپ کے اصحاب کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر ان آخری تین ساعتوں میں حرکت کریں گے تو خدا کامیابی عطا کرے گا اور آپ کی خواہشات پوری ہوں گی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ میری اس گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ نر ہے یا مادہ۔ اس نے کہا بہرحال میں نے علم نجوم کی روشنی میں اپنے گمان کو بیان کیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی اس کی تصدیق کرے گا تو گویا وہ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے کیونکہ اللہ تبارک تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ.﴾(۱)

اللہ تبارک وتعالی کے پاس ہی ساعتوں کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور جانتا ہے کہ ارحام میں کیا ہے؟

اس کے بعد ارشاد فرمایا جس علم کا تو دعویدار ہے اس کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بھی دعویٰ نہ کیا تھا۔ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے ان تمام ساعتوں کا پتہ ہے جن میں چلنے یا نہ چلنے سے فائدہ یا نقصان ہوتا ہے۔ جس شخص نے بھی ان باتوں پر یقین کیا اور ان کی تصدیق کی وہ

(۱) سورہ لقمان آیت ۳۴۔

اللہ تعالی کی مدد واستعانت سے محروم ہوجائے گا جب کہ وہ صاحب جلال واکرام ہے اور وہی ان غلط چیزوں کو دور کرتا ہے۔ جو شخص تیری ان باتوں پر یقین کرے گا تو وہ اللہ جل جلالہ کے بجائے تیری حمد کرے گا کیونکہ کہ تیرے گمان کے مطابق تجھے ان ساعتوں کا علم ہے جن میں کام کرنے سے انسان کو نفع یا نقصان پہنچتا ہے، بہر حال جس نے تیری ان باتوں پر یقین کیا گویا وہ اللہ پر ایمان نہیں لایا کیونکہ اس نے اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ دوسروں سے امیدیں وابستہ کر لیں۔ پروردگارا نفع اور نقصان صرف تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پھر آپ نے نجومی سے فرمایا:

ہم تیری مخالفت کرتے ہیں اور اسی میں ساعت حرکت کرتے ہیں جس میں چلنے سے تو نے روکا ہے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: أیھا الناس اِیاکم و التعلم للنجوم اِلاّ ما یُھتدیٰ بہ في ظلمات البر و البحر اِنما المنجم کالکاھن و ا لکاھن کالکافر والکافر في النار.

اے لوگو! علم نجوم سیکھنے سے پرہیز کرو آگاہ ہو جاؤ ایسا کرنے والا ہدایت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا کیونکہ منجم کاہن کی طرح ہے اور کاہن کافر کی مانند ہے اور کافر جہنمی ہے۔ خبردار اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے نجوم پر عمل کیا تو میں تمہیں ہمیشہ کے لئے زندان میں ڈال دوں گا اور تمام عطاؤ بخشش منقطع کر دوں گا۔ پھر آپ نے اس ساعت میں حرکت کی جس سے منجم نے روکا تھا اور آپ کو نہروان والوں پر فتح وکامیابی نصیب ہوئی۔(۱)

❁❁❁❁❁

(۱) اس روایت کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۶۹ تا ۲۷۰ پر ابن دیزل کی کتاب صفین سے نقل کیا ہے۔

حضرت علی کے متعلق دانشمندوں کے اقوال

حضرت علی کے متعلق دانشمندوں کے اقوال

پوری کائنات میں ایسی کوئی شخصیت نہیں جو ادباء کے قلم اور شعراء کے افکار کا مرکز بنی رہی ہو، صرف حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ایسی ہے جن کی شخصیت اور سیرت کو بیان کرتے ہوئے صاحبان قلم نے اپنے قلم توڑ دیئے ہیں۔ اس زمانے کے شعراء، مفکرین اور دانشمندوں نے آپ کی منقبت اور فضیلت میں ایسی تحریریں پیش کی ہیں جن سے دل ودماغ کو ناقابل بیان لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

البتہ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ حضرت امیر علیہ السلام کی پاک و پاکیزہ زندگی میں ہمیشہ عدل وانصاف کے جلوے نظر آتے ہیں۔ جنگوں میں جن فاسق اور فاجر لوگوں سے آپ کا سامنا ہوتا تھا وہ بھی آپ کے خلوص، انصاف اور انسان دوستی کو بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بہر حال آپ کے فضائل اور کمالات اتنے بلند وبالا ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیاں ان کے مقابلے میں نیچا دکھائی دیتیں ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی شان میں ارشاد فرمایا:

یاعلی ماعرف اللہ حق معرفتہ غیري وغیرک وما عرفک حق

معرفتک غیر الله و غیري.

یاعلی ابن ابی طالب اللہ تبارک وتعالی کے حق کو میرے اور تیرے سوا کسی نے نہیں پہچانا اور تیرے حق کو میرے اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔(۱)

☆ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اور موقع پر حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں:

یاعلی انا وانت ابوا هذه الامة.

یاعلی آپ اور میں امت کے باپ ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں:

والَذي نفسي بيده لولا أن تقولُ طوائفٌ مِن أُمتي فيکَ ماقالَتْ النصاریٰ في اِبن مریم لقلت الیوم فیک مقالاً لا تمرَّ بملاء من المسلمین اِلاّ أخذوا التراب مِن تحتِ قدمیکَ للبرکه.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری امت کے بعض لوگ آپ کے متعلق وہی کچھ کہنا شروع کردیں گے۔ جو عیسائی ابن مریم کے متعلق کہتے ہیں تو آج میں آپ کی شان میں وہ بات کہتا جس کی وجہ سے تمام لوگ آپ کے قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے۔(۲)

---

(۱) بحار ج ۳۹ ص ۸۴۔ (۲) شیروانی کی کتاب: ماروتہ العامہ فی مناقب اہل بیت (اسی روایت کو اہل سنت نے مناقب اہل بیت کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے) ص ۱۷۹۔

☆ جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس مہاجرین وانصار کی عورتیں عیادت کے لئے آئیں تو آپ نے فرمایا:

خدا کی قسم ان سے دوری کی وجہ ان کی تلوار سے خوف ووحشت تھی کیونکہ جانتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام قوانین اسلام کو جاری کرنے اور حق وحقیقت کے فیصلہ کرنے میں ذرہ برابر بھی رعایت نہیں کرتے اور تمام تر شدت اور کمال شجاعت واستقامت سے خداوند عالم کے احکام کو تمام چیزوں میں جاری کرتے ہیں۔

اگر یہ لوگ حضرت کی پیروی کرتے تو وہ راہ مستقیم وہمیشگی سعادت اور دائمی خوشبختی کی طرف ہدایت کرتے اور دیکھتے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کو بہترین طریقہ سے سیراب کرتے اور ان کو بھوک سے نجات دیتے اور ان کی مشکلات کو دور کرتے، اس طریقہ سے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرتے کہ صادق اور کاذب میں تمیز ہوجاتی۔(۱)

☆ حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: آج رات ایسے شخص کی روح قبض کی گئی ہے جس کا عمل کے میدان میں کوئی مثل ونظیر نہیں تھا، عمل میں ان کو اولین پر سبقت حاصل تھی اور آخرین میں کوئی بھی ان کے عمل تک نہیں پہنچ سکتا۔ انھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا حضرت نے اسے علمدار بنایا جبرئیلؑ ان کے دائیں جانب اور میکائیل بائیں جانب ہوتے جب تک اللہ انہیں فتح وکامیابی نصیب نہ فرماتا وہ واپس نہ لوٹتے تھے(۲)

(۱) احتجاج طبرسی ج ا ص ۱۰۸، ۱۰۹.

(۲) مقاتل الطالبین ص ۳۵۔

☆ حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ جو اس راز کو جاننا چاہتے ہیں اور یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون سی ہستی ہے جو پوری کائنات میں حضرت رسول خداؐ کے سب سے زیادہ قریب اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ عظیم ہے اسے چاہیے کہ وہ اس شخصیت کو دیکھے اور یہ کہہ کر انھوں نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ فرمایا۔(۱)

☆ جب حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر خم میں اس طرح ارشاد فرمایا: مَن کنتُ مولاہ فھذا علیٌّ مولاہ.

جس جس کا میں مولا ہوں اس علی مولا ہے۔

اس وقت حضرت ابوبکر کہتے ہیں:

بخٍ بخٍ لکَ یابن أبی طالب أصبحت وأمسیت مولاي ومولیٰ کل مؤمن ومؤمنة.

مبارک ہو مبارک ہو اے ابن ابی طالب آپ ہی ہر زمانہ اور ہر وقت میں میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہیں۔(۲)

☆ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کی عظمت وفضیلت میں یہی بات کافی ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ میں تین ایسی خصوصیات ہیں۔ اگر وہ میرے پاس ہوتیں، تو مجھے کائنات کی ہر چیز سے محبوب تر ہوتیں۔ میں

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۷ اص ۳۲۰۔

(۲) الغدیر علامہ امینی ج اص ۱۱، الہیات شیخ سبحانی ج ۲ ص ۵۸۶۔

اور حضرت ابو بکر، ابو عبیدہ بن جراح اور دوسرے اصحاب رسول خدا وہاں موجود تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے شانہ پر ہاتھ مار کر فرمایا:

أنت یاعلي أوّل المؤمنین إیماناً ،وأوّلھم إسلاماً.

اے علی فقط آپ ہی وہ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اسلام قبول کیا۔

اور پھر ارشاد فرمایا:

أنتَ منّي بمنزلةِ ھارونَ مِن موسیٰ و کذب عليٌّ مَن زَعِم أنه یُحبني و یُبغضُک.

آپ کی قدر و منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی اور جو شخص یہ کہے کہ وہ مجھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت رکھتا ہے اور آپ سے بغض وعدوت رکھتا ہو (وہ پوری دنیا میں) سب سے بڑا جھوٹا ہے۔(۱)

☆ حضرت عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی تین ایسی فضیلتیں ہیں اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھ میں پائی جاتی تو وہ پوری کائنات کی نعمتوں سے اہم اور افضل قرار پاتی۔ سائل نے پوچھا اے مومنوں کے امیر تین فضائل کون سے ہیں؟۔ حضرت عمر نے کہا وہ یہ ہیں کہ ان کی حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی ہوئی، حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رہائش رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی مسجد میں تھی اور ان پر بہت سی ایسی چیزیں جائز اور حلال ہیں جو ہم پر نہیں ہیں اور تیسری فضیلت یہ ہے کہ جنگ خیبر میں انہیں پرچم اسلام سپرد کیا گیا۔(۲)

---

(۱) کنزالاعمال ج ۶ ص ۳۹۵۔ (۲) مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۱۷ ص ۳۳۵۔

☆ حضرت عمر بن خطاب کے مشہور اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ **لولا علی لهلک عمر** اگر حضرت علی (علیہ السلام) نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

☆ حضرت عمر کا یہ بھی ایک مشہور قول ہے:

أعوذُ باللّٰه مِن مُعضِلة ليس لها أبو الحسن عليٍ بن أبي طالب .

میں اللہ تعالی سے ہر اس مشکل کی پناہ مانگتا ہوں جس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت ابوالحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود نہ ہوں۔(۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات:

علمُ الهدیٰ وکهفِ التُقیٰ و طود النُهیٰ و محل الحجا ، غیث الندیٰ ومنتهیٰ العلم للوریٰ و نوراُسفر في الدّجی وداعیاً اِلیٰ المحجة العظمیٰ ، اتقیٰ مَن تقمصَ وارتدیٰ وأکرم من شهَد النجوی، ہیں(۳)

☆ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے ان (حضرت علی علیہ السلام) جیسا کوئی شخص بھی نہیں دیکھا جس کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس قدر محبت کرتے ہوں۔(۴)

☆ حضرت عائشہ ایک اور موقع پر حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ارشاد

---

(۱) ذخائر عقبی ص ۸۲۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق: ج ۱۸، ص ۲۵۔

(۳) ذخائر عقبی محب طبری ص ۷۸۔

(۴) عقد الفرید ج ۲ ص ۲۱۶۔

فرماتی ہیں: بے شک آپ ہی پوری انسانیت سے زیادہ سنت کو جاننے والے تھے۔(۱)

☆ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم لوگ منافقین کو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ پہچانتے تھے۔(۲)

سعید بن میسب کہتے ہیں تمام بنی نوع انسان میں فقط حضرت علی علیہ السلام ہی ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے سلونی کا دعویٰ کیا۔(۳)

جب معاویہ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو سب شتم کیوں نہیں کرتے تو سعد ابن ابی وقاص نے کہا کیا تجھے وہ تین فضائل یاد نہیں ہیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں بیان فرمائے ہیں میں تو ہرگز انہیں گالی نہ دوں گا۔ کاش ان تین صفات میں سے میں ایک کا مالک ہوتا تو وہ صفت مجھے کائنات کی پوری نعمتوں سے محبوب تر ہوتی میں، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں یہ فرماتے ہوئے سنا جب آپ جنگ تبوک کے لئے جارہے تھے آپ نے اپنے بعد حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں خلیفہ مقرر فرمایا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی:

يا رسولَ الله تخلّفني مع النساء والصبيان ؟

کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کے جارہے ہیں۔

---

(۱) استعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبدالبر ج ۳ ص ۴۰۔

(۲) الائمہ اثنی عشر ابن طولون ص ۵۶۔

(۳) الائمہ اثنا عشر ابن طولون ص ۵۱۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أما ترضىٰ أن تكون منّي بمنزلةِ هارونَ مِن موسىٰ إلاّ أنه لانبي بعد ي.

کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ میرے نزدیک وہی رتبہ اور منزلت رکھتے ہیں جو ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور میں نے جنگ خیبر کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں یہ فرماتے ہوئے سنا،

لأُعطينّ الراية رجلاً يحبُ اللّهَ ورسولَه ويحبه اللهُ رسولُهُ.

میں یہ علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہو نگے۔

اس وقت ہم سب لوگ اس کی خواہش کر رہے تھے کہ کل ہمیں علم ملے لیکن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؑ کو میرے پاس بلایا جائے، جب آپ تشریف لائے تو آپ آشوب چشم میں مبتلا تھے لیکن حضرت رسول اکرمؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو علم دے کر علمبردار بنایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو نصرت اور فتح سے ہمکنار کیا۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی شان میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا:

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾(۱)

---

(۱) آل عمران آیت ۶۱.

اے رسول ان سے کہہ دیجیے کہ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنی خواتین کو بلاتے ہیں تم اپنی خواتین کو بلاؤ اور ہم اپنے نفس کو لاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو لاؤ، اور اس کے بعد جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

اس وقت حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت (علی علیہ السلام) حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرمایا **اللّٰھم ھؤلاء اھلی** پروردگارا یہی میرے اہلبیت ہیں۔(۱)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں ہم سب لوگوں کا یہی خیال ہے کہ سب سے بڑے قاضی حضرت علی علیہ السلام ہی ہیں۔(۲)

☆ جناب حافظ عاصمی اپنی کتاب زین الفتیٰ فی شرح سورہ ھل اتی میں اس مشہور واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ جس میں حضرت علی علیہ السلام نے سائل کے سوالوں کا جواب دے کر حضرت عثمان بن عفان کی جان چھڑائی اور اس وقت عثمان بن عفان نے کہا: **لولا علی لھلک عثمان** اگر آج علی نہ ہوتے تو عثمان ہلاک ہو جاتا۔(۳)

☆ زید بن ارقم کہتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔(۴)

---

(۱) اسد الغابہ ابن اثیر ج ۶ ص ۲۶۔

(۲) اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۲۔

(۳) الغدیر ج ۸ ص ۲۱۴۔

(۴) استعاب ج ۳ ص ۳۲۔

☆ جب نافع بن ارزق نے کہا کہ میں حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھتا ہوں تو اسے عبداللہ بن عمر نے جواب دیا:

أبغضَکَ اللّٰهُ أ تبغضُ رجلاً سابقةٌ مِن سوابقهِ خيرٌ من الدنيا وما فيها.

اللہ تجھ سے بغض رکھے (اللہ تیرا برا کرے) کیا تو اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو سابق الاسلام ہے وہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے افضل و بہتر ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر ایک دوسرے موقع پر کہتے ہیں کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ مل کر باغی گروہ سے جنگ نہ کی۔(۲)

معاویہ نے مختلف لوگوں کے پاس خط لکھا تا کہ اپنے مسائل حل کر سکے جب اس کے پاس یہ خبر پہنچی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے تو اس وقت معاویہ جیسا دشمن کہتا ہے:

ذهبَ الفقهُ والعلم بموتِ علي بن أبي طالب (عليه السلام).

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت سے فقہ اور علم کا باب بند ہو گیا اس کے بھائی عتبہ نے اس سے کہا کہیں تیری یہ بات اہل شام نہ سن لیں معاویہ نے کہا مجھے تنہا چھوڑ دو۔(۳)

☆ حضرت امام سجاد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا تو اس نے کہا: میں نے آپ کے دادا کے علاوہ کسی شخص کو ایسا نہیں پایا جو اپنے دشمن پر کرم کرتا ہو جنگ جمل میں ہم نے ان کی یہ آواز سنی کہ بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور زخمی کو کچھ نہ کہنا۔(۴)

---

(۱) آئمتنا، علی محمد علی دخیل ج ۱ ص ۹۰۔ (۲) ریاض النضرۃ محب طبری ج ۲ ص ۲۴۲۔
(۳) استعاب فی حاشیۃ الاصابہ ج ۳ ص ۴۵۔ (۴) سنن بیہقی ج ۸ ص ۱۸۱۔

☆ ایک دن معاویہ ابن سفیان ضرار بن ضمرہ الکنانی سے کہتا ہے مجھے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل سناؤ ضرار نے کہا تم مجھ پر غصہ کرو گے معاویہ نے کہا کہ میں تم پر غضبناک نہیں ہوں گا، چنانچہ ضرار کہتے ہیں،

خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام بعید المدیٰ اور شدید القویٰ تھے وہ ہمیشہ درست اور مناسب بات کہتے تھے اور عدل وانصاف سے فیصلہ کرتے ان کے اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے اور ان گرد حکمت ہی حکمت نظر آتی۔ دنیا ومافیھا سے وحشتناک ہوجاتے رات سے وہ محبت کرتے تھے۔

خدا کی قسم وہ بڑی بصارت والے اور عظیم مفکر تھے اپنے بازو چڑھالیتے اور خود سے مخاطب ہوتے۔ کھردرا لباس پسند فرماتے اور ان کا کھانا جو کی روٹی تھا۔

خدا کی قسم! اگر وہ ہمیں کچھ نہ سمجھاتے تو ہم میں سے کسی کے پاس دین کی دولت نہ ہوتی جب ہم ان سے سوال کرتے تو وہ ہمیں جواب عنایت فرماتے وہ ہمیں تقرب بخشتے اور ہمارے قریب تر ہوجاتے۔ ہم ان کی ہیبت کی وجہ ان سے بات تک نہ کرسکتے جب وہ مسکراتے تو معلوم ہوتا کہ لوء لوء کے موتی نکھر رہے ہیں دینداروں کی تعظیم فرماتے۔ مسکینوں سے محبت کرتے۔ طاقتور اور دولتمند انہیں اپنے مال و دولت کی لالچ نہیں دے سکتے تھے۔ اور کمزور آپ کے عدل سے مایوس نہ تھے۔

میں خداوند متعال کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے بعض مواقع پر آپ کو رات کے اندھیرے میں محراب عبادت میں ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غمزدہ کی طرح رو رہے تھے اور فرما رہے تھے پروردگارا پروردگارا پھر تضرع

وزاری فرمانے لگے اور پھر دنیا کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اِليَّ تغررت اِليَّ تشوقتِ هيهات هيهات غرّي غيری قد بنتک ثلاثاً فَعمرک قصير و مجلسک حقير (وعيشُک حقير) وخطرُک يسر (کبير).

کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتی ہے اور مجھے اپنا فریفتہ بنانا چاہتی ہے تو مجھے ہرگز فریب نہیں دے سکتی، جا کسی اور کو دھوکہ دے میں تو تجھے تین بار طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے تیری زندگی تھوڑی ہے تیری محفل و مجلس بہت کم مدت والی ہے اور تیری زندگی بہت ہی کم ہے اور تیری اہمیت بھی بہت کم ہے۔

اور پھر ارشاد فرماتے:

آه آه مِن قلّة الزاد وبُعد السفر و وحشة الطريق

افسوس زادراہ بہت کم ہے اور سفر طولانی ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔

یہ سن کر معاویہ کے آنسو نکل آئے جو اس کی داڑھی تک جا پہنچے اور وہ آنسو صاف کرنے لگا اور لوگوں کو اس کے رونے کا پتہ چل گیا تو اس نے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے وہ واقعا ایسے ہی تھے پھر ضرار سے مخاطب ہو کر کہا:

اے ضرار ان کی مفارقت میں تمھارے رنج واندوہ کی کیا حالت ہے۔ ضرار نے کہا:

بس یہ سمجھ لو کہ میرا غم اتنا ہے جتنا اس ماں کو ہوتا ہے جس کی گود میں اس کا اکلوتا بچہ ذبح کر دیا جائے۔ اور اسے اپنے حزن ملال سے کبھی بھی سکون نصیب نہیں ہوتا۔ (۱)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۸۴ تا ۸۵۔

☆ شعبی کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اس وقت وہی مثال اور منزلت ہے جو بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تھی۔

ایک قوم نے اس قدر محبت کی کہ کفر کی حد تک پہنچ گئی اور دوسری قوم نے آپ کے ساتھ اس قدر بغض کیا کہ وہ کفر کی حد ہی پار کر گئے۔(۱)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اس پوری امت میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے علاوہ ہم کسی کو سب سے زیادہ زاہد نہیں جانتے۔(۲)

☆ احنف بن قیس معاویہ سے کہتا ہے خدا کی قسم علی ابن ابی طالب کی خوبیاں خداوند عالم کی جانب سے ہیں اور علیؑ خدا کی راہ میں اپنے نفس پر ہر شئی کو مقدم رکھا جو نہ تیرے اور نہ تیرے علاوہ کسی کے بس میں ہیں۔(۳)

محمد ابن ابوبکر بن ابوقحافہ، معاویہ ابن سفیان کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ وہ تو (حضرت علی علیہ السلام) سب سے پہلے حضرت رسول خدا کی بیعت کرنے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے، سب سے پہلے حضرت کی تصدیق کرنے والے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے اور پیغمبرؐ کا اتباع کرنے والے اور ان کے چچازاد بھائی ہیں۔

انہوں نے آپ کی تصدیق کی، ہر مصیبت میں سینہ سپر رہے اور آپ کی حمایت

---

(۱) عقد الفرید ج۲ ص۲۱۶۔

(۲) اسد الغابہ ج۴ ص۲۴۔

(۳) آئمتنا، علی محمد علی دخیل ص۹۵۔

میں لڑتے رہے اور آپ کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہے، دن رات کی گھڑیوں، خوف وخطر کے ماحول اور ہر مصیبت میں انہوں نے آنحضرت کا ساتھ دیا، حضرت کا اتباع کرنے والوں میں کوئی بھی ان کا مثل ونظیر نہیں ہے وہ قول وعمل میں حضرت کے قریب تر تھے اور میں نے تجھے بھی دیکھا ہے تو، تو ہے اور وہ، وہ ہیں، جب کہ وہ کائنات کے تمام لوگوں میں سب سے سچے ہیں ان کی اولاد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

ان کی زوجہ خیر الناس ہیں ان کے چچا افضل الناس ہیں ان کے بھائی جعفر طیار ہیں۔ ان کے چچا کو جنگ احد میں سید الشہداء کی سند ملی تھی اور ان کے والد نے حضرت رسول خدا کی پرورش کی ہے۔

اے معاویہ ایسے باکمال انسان کے ساتھ تجھ جیسا بد بخت کیا مقابلہ کرے گا۔ تیرا سانس لینا علیؑ کا احسان ہے۔ اور وہ وارث رسول اور ان کے وصی ہیں اور اس کے بچوں کا باپ ہے۔ سب سے پہلے حضرت کا اتباع کرنے والا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو سب سے پہلے پورا کرنے والے ہیں حضرت نے صرف آپ کو ہی اپنے رازوں سے باخبر کیا اور اپنے امر سے مطلع کیا۔ (۱)

☆ انس بن مالک سے سوال کیا گیا کہ آپ کے خیال میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ قدر ومنزلت والا کون تھا؟ انس بن مالک نے کہا ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کو اس شان کا مالک نہیں پایا اگر حضرت

---

(۱) مروج الذہب المسعودی ج ۲ ص ۴۳

آدھی رات کو انہیں بلوا بھیجتے تو وہ آپ کے پاس حاضر ہو جاتے تھے اور پوری دنیا کو چھوڑ دیتے۔

انس مزید کہتے ہیں میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"یا أنس تُحِبُّ علیاً."

اے انس کیا تجھے علی سے محبت ہے؟

میں نے عرض کی یا رسول خدا کی قسم جس طرح آپ علی سے محبت کرتے ہیں میں بھی علی سے اسی طرح محبت کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت نے ارشاد فرمایا:

بے شک اگر تو اس سے محبت کرے گا تو اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور اگر تو اس سے بغض وعدوات رکھے گا تو اللہ تجھ سے بغض عداوت رکھے گا اور اللہ کا تجھ پر غضب ہوگا اور وہ تجھے جہنم میں ڈالے گا۔(۱)

☆ حسن بصری حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں: خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام کے دشمن خدا کے لئے چمکتی ہوئی تلوار تھے۔ آپ اس امت کے مربی اور اس میں صاحب فضل وکمال تھے۔ اور آپ سابق الاسلام ہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے نزدیک قرابت دار تھے۔

اور حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں۔ اور آپ نے کبھی بھی حکم خدا کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے مال کا ناجائز تصرف نہیں کیا آپ کے عمل پر قرآنی آیات نازل ہوئیں اور آپ جنت کے کامیاب ترین شخص ہیں یہ

---

(۱) کشف الغمہ فی معرفت آئمہ، علی ابن عیسیٰ الاربلی ج ۱ ص ۱۱۸۔

تمام خصوصیات وصفات وفضائل صرف اور صرف حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں ہیں۔(۱)

☆ جناب سفیان ثوری کہتے ہیں **حب علی من العبادہ و افضل العبادہ ما کتم** حضرت علی علیہ السلام کی محبت عبادت ہے اور وہ افضل ترین عبادت ہے جسے مخفی رکھا جا سکتا ہے۔(۲)

☆ حضرت امام سجاد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مروان بن حکم نے کہا اس قوم میں ایک شخص بھی تمہارے سردار کے علاوہ نہیں ہے جسے ہمارے سردار نے دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو(یعنی عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کو ہروقت دور رکھنے کی کوشش کی ہے)۔

☆ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے مروان سے کہا اتنی بڑی اور بزرگ ہستی کو تم لوگ منبروں سے کیوں گالیاں دیتے ہو مروان نے جواب دیا اس کے بغیر ہماری حکومت مستحکم نہیں ہوسکتی۔(۳)

☆ حضرت ابوذر کے غلام ابوثابت روایت بیان کرتے ہیں:

ایک دن میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کا نام لے کر خوب گریہ کررہی ہیں اور کہتی ہیں میں نے حضرت رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

---

(۱) عقد الفرید ج ۲ص ۲۷۱۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ص ۸۰۔

(۳) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ص ۴۰۔

عليٌّ مع الحقِ والحقُ مع علي ولن يفترقا حتىٰ يرِدا عليّ الحوض يوم القيامة.

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ یہ دونوں قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اور روز قیامت دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔(۱)

احمد بن حنبل کہتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے فضائل میں کسی کے متعلق اتنی روایات اور آیات بیان نہیں ہوئیں جتنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بیان ہوئیں۔(۲)

جورج جرادق کہتے ہیں اے دنیا تجھے کیا ہوگیا ہے اگر چاہتی ہے کہ تیری طاقت اور قوت کو بیان کیا جائے تو ہر زمانے میں ایک علیؑ کی ضرورت ہے جو اپنے دل عقل، زبان اور فطانت سے طاقت عطا کرے۔(۳)

لوٗماس کارلیل کہتے ہیں جہاں تک حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کا تعلق ہے ان کی خصوصیات ہی ایسی ہیں کہ ہم ان سے محبت اور عشق کرنے پر مجبور ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام بڑے دل والے جوان تھے اور بڑی عظمت کے مالک تھے اور ان کا وجود رحمت اور نیکیوں کا فیض تھا ان کا دل وحی کے رازوں سے لبریز تھا آپ شیر سے زیادہ شجاع تھے۔ اور آپ کی شجاعت لطف، مہربانی اور احسان کا مرقع تھی۔(۴)

❀❀❀❀❀

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۸ ص ۴۵۔
(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۸ ص ۳۱۔
(۳) امام علی صوت العدالۃ الانسانیہ۔ ج ۱ ص ۴۹۔
(۴) امام علی، روکسن بن زائد الغدیزی ص ۱۰۔

حضرت علی علیہ السلام کے اشعار

حضرت علی علیہ السلام کے اشعار

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اشعار کے متعلق علماء اسلام کی رائے درج ذیل ہے:

☆ جاحظ اپنی کتاب البیان والتبیین اور فضائل بنی ہاشم میں اور بلاذری اپنی کتاب انساب الاشراف میں کہتے ہیں۔

اِن علیاً أشعر الصحابه و أفصحهم و أخطبهم و أكتبهم

حضرت علی علیہ السلام کو اشعار، فصاحت، خطابت، اور کتابت میں تمام صحابہ پر برتری حاصل تھی۔

☆ صاحب تاریخ بلاذری کہتے ہیں:

کان أبوبکر یقول الشعر وعُمر یقول الشعر وعثمانُ یقولُ الشعر وکان علي أشعر الثلاثة.

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی اشعار کہا کرتے تھے لیکن حضرت علی علیہ السلام ان تینوں سے زیادہ (فصیح اور بلیغ) شعر کہتے تھے۔

☆ سعید بن مسیب کہتے ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی علیہ السلام

اشعار کہا کرتے تھے لیکن ان تینوں میں حضرت علی علیہ السلام کے اشعار بہت بلند اور فصیح و بلیغ ہوتے تھے۔(۱)

مختلف کتابوں میں آپ سے منسوب بہت سے اشعار موجود ہیں اور ان اشعار کے متعلق یہی شہرت ہے کہ انہیں آپ نے بیان فرمایا ہے اور ان اشعار کو ثقہ راویوں نے ذکر کیا ہے۔

جب ہم ان اشعار کی فصاحت اور بلاغت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ہمیں ان اشعار کی آپ کی طرف نسبت دینا صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال ہم یہاں پر چند اشعار ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سختی کے بعد آسانی اور اللہ تبارک تعالی سے امیدیں وابستہ کرنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

اِذا اشتملت علیٰ الیأس القلوب

وضاق لمابه الصدرُ الرحیبُ

وأوطنت المکاره واستقرت

وأرست في أماكنها الخطوبُ

ولم تر لانکشاف الضرّ وجهاً

ولاأغنیٰ بحیلته الأریبُ

---

(۱) اعیان الشیعہ سید محسن امین ج ۱ ص ۵۴۹۔

أتاکَ علیٰ قنوطٍ منک غوث

یَمُنُّ به اللطیف المستجیبُ

و کل الحادثات اِذ تناهت

فموصول بها فرج قریبُ (۱)

جب تمہارے دل ناامیدی پر مشتمل ہوں اور سینہ تنگی محسوس کر رہا ہو اور مصائب ومشکلات کے بھنور میں پھنس گئے ہو اور رنج وغم سے نجات پانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس وقت تم خداوند عالم کی بارگاہ میں رجوع کرو، لطیف وخبیر دعا قبول کرنے والا اور احسان کرنے والا ہے اور جب مشکل کے وقت تم اسے پکارو گے تو وہ مشکل اس کی طرف سے حل ہو جائے گی۔

☆ حضرت علی علیہ السلام نے جب عمرو بن عبدود عامری کو جنگ خندق میں فی النار کیا تو یہ اشعار کہے:

نَصرَ الحجارة من سفاهة رأيهِ

و نصرت دين محمدٍ بصوابِ

ضربته فترکته متجدلاً

کالجذع بين دکادک و روابي

وعففت عن اثوابه ولو انني

کنت المقطر بزّني أثوابي

(۱) اعیان الشیعہ ج ا ص ۵۵۰۔

لا تحسبنَ اللّٰه خاذل دینه

ونبیّه یا معشر الأحزاب

پتھروں کی مدد کرنا تیری بے وقوفی ہے اور میں نے بہترین انداز میں حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی نصرت کی۔

پس میں نے اسے کاری ضرب لگائی اور اسے اس جنگ میں اس طرح چھوڑ آیا کہ اس کے لباس کو میں نے جسم پر ڈال دیا۔اے گروہ احزاب! اللہ کے دین اور اس کے نبی سے دھوکا کرنے والا اللہ کے نزدیک کسی مقام کے لائق نہیں (۱)

☆ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جب اپنا یہ مشہور جملہ ارشاد فرمایا:

واعجبا أتکون الخلا فة بالصحابة ولا تکون بالصحابة والقرابة.

بڑے تعجب کی بات ہے کہ خلافت پر صحابہ نے قبضہ جما لیا ہے لیکن کیا یہ خلافت اس کا حق نہیں ہے جو صحابی بھی ہے اور قرابت دار بھی۔اس موقع پر یہ اشعار کہے!

فاِن کُنت بَالشوریٰ ملکت اُمورهم

فکیف بهذا والمشیرون غُیَّبُ

واِن کنتَ بالقربیٰ حججت خصیمَهم

فغیُرک أولیٰ بالنبي وأقربُ

---

(۱) ارشاد ج اص ۹۹۔

۷۵۔ مناقب امیر المومنین — ابن المغازلی

۷۶۔ موطا مالک بن انس — الامام مالک بن انس

۷۷۔ مسند الامام احمد بن حنبل — احمد بن حنبل۔ ج ۱، ۳، ۴، ۶

۷۸۔ مجلۃ الرسالۃ المصریۃ — العدد ۵۱۸ اسال ۱۱

۷۹۔ الموطا مع شرح الزرقانی — ج ۱

۸۰۔ المعارف — ابن قتیبۃ

۸۱۔ ماروتہ العامۃ فی مناقب اہل البیت — الشروانی

۸۲۔ مقاتل الطالبیین — ابی الفرج علی بن الحسن الاصفھانی

۸۳۔ مروج الذھب — المسعودی۔ ج ۲

حرف (ن)

۸۴۔ نور الابصار — الشبلنجی

۸۵۔ النص والاجتھاد — امام شرف الدین الموسوی حرف

حرف (واو)

۸۶۔ واقعہ صفین — امام شرف الدین الموسوی
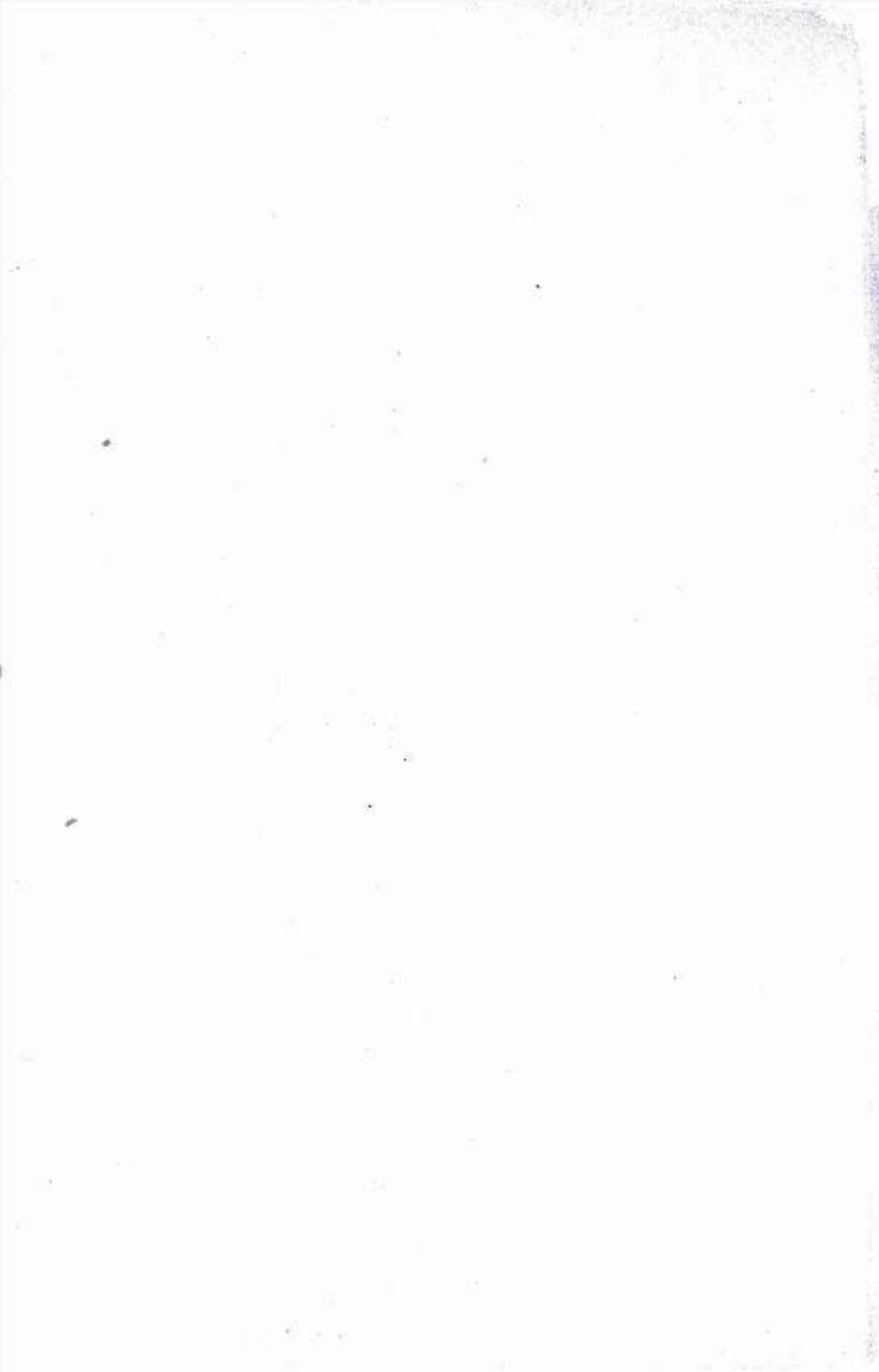
ادارہ امام علی علیہ السلام ایک ایسا ادارہ ہے جو ان خالص اسلامی علوم کے نشر کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہیں۔ اور وہ ثقافتی سطح کے اعتبار سے، ماہرین کے قلم کے ذریعہ ایک ایسے نئے انداز میں (اسلامی علوم) کو نشر کرتا ہے جو موجودہ زمانہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔

اس بنا پر اس (ادارہ) نے اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کے تشنہ حضرات تک ان علوم کو کثرت کے ساتھ پہونچانے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کردی، اور ان کتابوں کی (چھپائی) کمپوزنگ اتنی بہتر ہے جو ادبی شرح و تفسیر سے مزین ہر عمر سے تعلق رکھنے والی ذہنیت سے قریب ہے۔

اسی بنا پر ادارہ نے ہر شہر کی ضرورت اور وہاں کے اہل قلم کی مناسبت سے دنیا اور بڑی زبانوں کے دانشمند حضرات سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ عالمین کو اپنی رضایت حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

مؤسسة الامام علی علیه السلام
ISBN ۹۶۴ - ۳۱۹ - ۴۵۵ - ۸